تقلید اور غیر مقلدین کے رد میں اعلیٰ حضرت کے نایاب رسائل کا مجموعہ

رسائل امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیفات:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی عطاری

کتب خانہ امام احمد رضا

تقلید اور غیر مقلدین کے رد میں اعلیٰ حضرت کے نایاب رسائل کا مجموعہ

رسائل امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیفات:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی عطاری

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	رسائلِ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
تصنیف	:	امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
مرتب	:	علامہ ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی عطاری
اشاعت اول	:	جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ/مئی ۲۰۱۲ء
صفحات	:	424
زیر اہتمام	:	عبدالشکور رضا
ناشر	:	کتب خانہ امام احمد رضا، دربار مارکیٹ، لاہور
قیمت	:	-/300 روپے

ملنے کے پتے

قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور	042-37213575
علامہ فضلِ حق پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ، لاہور	0300-7241723
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ، اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	0213-4910584
مکتبہ غوثیہ، کراچی	0213-4910584
نورانی ورائٹی ہاؤس، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف	048-6691763

فہرست

1	النیر الشہابی علی تدلیس الوہابی	5 تا 46
2	السہم الشہابی علی خداع الوہابی	47 تا 100
3	الفضل المواہبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذہبی	101 تا 187
4	الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ	188 تا 294
5	دامان باغ سبحن السبوح	295 تا 328
6	غیر مقلدین کا فریب (امجدی)	329 تا 424

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی خدمتِ دین کو اپنے پیارے ''بابا'' کے نام کرتا ہوں جن کی مخلصانہ شفقتوں کے باعث مجھ جیسے نجانے کتنے بھٹکے ہوؤں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ کتنے گمراہوں کو راہِ حق ملی۔ جن کی بے مثال تعلیم و تربیت نے مجھ جیسے نجانے کتنوں کو خوابِ غفلت سے جگا کر کچھ کر گزرنے کے لائق بنایا۔ جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کے اجالے میں کچھ پڑھنے لکھنے کے قابل بنایا۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ پیارے ''بابا'' کی مخلصانہ شفقتوں کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ!

خاکپائے علمائے اہل سنت

ابوتراب ناصرالدین ناصر مدنی

تقلید اور غیر مقلدین کے رد میں اعلیٰ حضرت کے نایاب رسائل کا مجموعہ

النیر الشہابی علیٰ تدلیس الوہابی

تصنیفات:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی عطاری

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

النیر الشہابی علی تدلیس الوہابی

۱۳۰۹ھ

(روشن آگ کا شعلہ وہابی کی تدلیس پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ: از غازی پور، مرسلہ جہانگیر خاں، ۱۵ صفر ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید دو چار کتابیں اردو کی دیکھ کر چاروں اماموں کے مسئلے اخذ کرتا ہے اور اپنے اوپر ائمہ اربعہ سے ایک کی تقلید واجب نہیں جانتا، اس کو عمر نے کہا کہ تو لا مذہب ہے جو ایسا کرتا ہے کیونکہ تجھ کو بالکل احادیث متواتر و مشہور و آحاد و عزیز و غریب و صحیح و حسن و ضعیف و مرسل و متروک و منقطع و موضوع وغیرہ کی شناخت نہیں ہے کہ کس کو کہتے ہیں حالانکہ بڑے بڑے علماء اس وقت اپنے اوپر تقلید واحد کی واجب سمجھتے ہیں اور ان کو بغیر تقلید کے چارہ نہیں تو تو ایک بے علم آدمی ہے جو عالموں کی خاک پا کے برابر نہیں ہے نہ معلوم اپنے تئیں تو کیا سمجھتا ہے جو ایسا کرتا ہے، اس کے جواب میں اس نے اس کو رافضی و خارجی و شیعہ وغیرہ بنایا بلکہ بہت سے کلمات سخت ست بھی کہے حالانکہ لامذہب کہنے سے اس کی غرض یہ نہ تھی کہ تو خارج از اسلام ہے بلکہ یہ غرض تھی کہ ان چاروں مذہبوں میں سے تمہارا کوئی مذہب نہیں ہے، اور اس کی غرض شیعہ و رافضی بنانے سے یہ تھی کہ تو ایک امام کی تقلید کرتا ہے جیسے رافضی تین خلیفوں کو نہیں مانتے، اور دوسرے یہ کہ ایک امام کی تقلید کرنے سے بخوبی عمل کل دین محمدی پر نہیں ہو سکتا اور چاروں اماموں کے مسئلے اخذ کرنے

میں کل دین محمدی پر بخوبی عمل ہو سکتا ہے، آیا ان دونوں سے کس نے حق کہا اور کس نے غیر حق؟ امید کے ساتھ مہر، عالی کے مزین فرما کر ارشاد فرمائیں۔ بینوا توجروا (بیان فرمایئے اجر دیئے جاؤ گے) فقط۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ذی الجلالۃ والصلوٰۃ والسلام علی صاحب الرسالۃ الذی لا تجتمع امتہ علی الضلالۃ وعلی آلہ وصحبہ ومجتہدی ملتہ اولی الایدی والابصار والنبالۃ۔

تمام تعریفیں جلالت والے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور درود و سلام ہو صاحب رسالت پر جس کی امت گمراہی پر مجتمع نہ ہو گی اور آپ کی آل، آپ کے صحابہ اور آپ کی امت کے مجتہدین کرام پر جو قوت وبصیرت اور شرافت والے ہیں۔

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(اے اللہ! حق ودرستگی کی ہدایت عطا فرما)

مسئلہ تقلید کی تحقیق و تفصیل کو دفتر طویل درکار[1]۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے رسالہ میں النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید (رسالہ

---

[1] یقیناً اعلیٰ حضرت جب کسی موضوع پر قلم اٹھائیں تو دفتر کے دفتر بھر دیں جب آپ بیان کرنے پر آئیں تو علم کے دریا بہا دیں اعلیٰ حضرت جب بھی کسی مسئلہ کی تحقیق فرماتے تو قرآن وحدیث کے دریائے حکمت سے اکتساب فیض کرتے اور اس کے سایہ رحمت میں علم وفضل اور تلاش وجستجو کا سفر شوق سے کرتے جس کی برکتیں یہ ہیں کہ انہوں نے شاید ہی کبھی کسی مسئلے میں لغزش کھائی ہو۔

یہاں پر اختصار تحقیق وتفصیل کے عدم ذکر میں آپ کے مذہبی معاملات میں مشغولیت اور عوام وخواص کا استفسار واستفتاء کے لیے جوق در جوق آنا ہی سبب بنا

النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاونڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور، کی جلد ششم کے صفحہ ۶۴۷ پر مرقوم ہے۔)اور فتاوٰے مندرجہ البارقۃ الشارقۃ علٰی مارقۃ المشارقۃ جلد یازدہم فتاوٰے فقیر مسمٰی بہ العطایا النبویۃ فی الفتاوٰی الرضویۃ میں قدرے کلمات وافیہ ذکر کئے یہاں بقدر ضرورت اس مقدار پر کہ بطلان کید زید ظاہر کرے اکتفاء ہوتا ہے۔ اس کا قول ۲ دو امر پر مشتمل:

اول: بکمال زبان درازی مقلدان حضرات ائمہ[۲] کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم من الملک العلام کو معاذ اللہ رافضی خارجی بنانا۔

دوم: وہ تلبیس عجیب[۳] و تدلیس غریب[۴] کہ ترک تقلید میں ہوگا جیسا کہ آپ کسی اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"فقیر کے یہاں ردوہابیہ خذلہم اللہ تعالٰی و دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے کار فتوٰی اس درجہ وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زائد ہے۔ شہر و دیگر بلاد و مطار جملہ اقطار ہندوستان و بنگال و پنجاب و ملبار و اکاٹ و چین و غرنی و امریکہ و افریقہ حتی کہ سرکار حرمین محترمین سے استفتاء آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں"

(فتاوٰی رضویہ، ج ۴، ص ۱۴۹)

۲ یعنی حضرت امام رازی یا امام غزالی جیسے اکابر امت ہوں یا امام بخاری امام مسلم اور امام ابوداؤد جیسے محدثین اور غوث الاعظم و خواجہ صاحب جیسے صوفیائے اکرام ہوں یا شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہوں یا مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صف کے بزرگان دین سب کے سب (ان وہابیوں کی نظر میں رافضی خارجی ہیں۔

۳ عجیب فریب

۴ عجیب دھوکا

تمام دین محمدی ﷺ عمل کرنا ہے۔

امر اول کی نسبت ان کے امام الطائفہ کے علماً و نسباً دادا اور بیعۃً پردادا یعنی شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی گواہی کافی، وہ رسالہ انصاف میں انصاف کرتے ہیں:

بعد المائتین ظھر فیھم المتذھب للمجتھدین باعیانھم وقل من کان لا یعتمد علی مذھب مجتھد لعینہ وکان ھذا ھو الواجب فی ذلک الزمان[۵]

یعنی دوصدی کے بعد خاص ایک مجتہد کا مذہب اختیار کرنا اہل اسلام میں شائع ہوا[۶]، کم کوئی

---

۵ الانصاف، باب حکایۃ الناس، الحقیقۃ استنبول ترکی، ص ۱۹

۶ جیسا کہ اکثر محدثین بھی مقلد ہی ہوئے مثلاً

امام بخاری

قَالَ الشَّیخ تاج الدین السبکی فی طبقاتہ کان البخاری امام المسلمین وقدوۃ المؤمنین و شیخ المؤحدین و المعول علیہ فی احادیث سید المرسلین قال وقد ذکر ابوعاصم فی طبقات اصحابنا الشافعیۃ۔

شیخ تاج الدین سبکی نے طبقات میں فرمایا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام المسلمین، قدوۃ المؤمنین، شیخ المؤحدین اور حدیث سید المرسلین ﷺ میں معول علیہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ ابوعاصم نے امام بخاری کو شافعیہ میں شمار کیا ہے۔

(الحطہ، مصنفہ نواب صدیق حسن خان، فصل ۲، ص ۱۲۱)

نواب صدیق حسن خان والیِ بھوپال، غیر مقلدین کے اکابر میں شمار کیے جاتے ہیں ان کی یہ عبارت صاف ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی کے مقلد تھے۔ موجودہ دور کے غیر مقلدین کو لازم ہے کہ نواب صاحب کی اس عبارت میں غور کریں کہ جب امام بخاری جیسے محدث، تقلید کر رہے ہیں تو انہیں بھی لازم ہے کہ ترکِ تقلید سے روگردانی کر کے کسی مجتہد مطلق کی تقلید کریں۔

شخص تھا جو ایک امام معین کے مذہب پر اعتماد نہ کرتا ہو، اور اس وقت یہی واجب ہوا ہے
(الانصاف، باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۱۹)

حضرت امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ

الامام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث اعدہ الشیخ ابو اسحٰق شیرازی فی طبقات الفقہاء من جملۃ اصحاب الامام احمد۔ واختلف فی مذہبہ فقیل حنبلی وقیل شافعی۔

ترجمہ: امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث جن کو شیخ ابو اسحٰق شیرازی نے طبقات الفقہاء میں امام احمد بن حنبل کے اصحاب میں شمار کیا ہے ان کے مذہب میں اختلاف ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ حنبلی تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ شافعی تھے۔

(الحطہ، مصنفہ نواب صدیق حسن، ص ۱۲۰)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابو داؤد حنبلی تھے۔ اگر حنبلی نہ تھے تو شافعی یقیناً تھے۔ بہر حال مقلد ضرور تھے۔

حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

کان النسائی شافعی المذہب

ترجمہ: حضرت امام نسائی شافعی المذہب تھے

(کتاب مذکور، ص ۱۲۷)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام نسائی غیر مقلد نہیں تھے بلکہ مقلد تھے۔

ابن تیمیہ کے مقلد ہونے کا اقرار

ابن تیمیہ وہابیوں کے امام ہیں۔ مگر وہ بھی مقلد تھے۔ اس کا اعلان بھی نواب صدیق حسن کر رہے ہیں:

احمد بن الحلیم بن مجد الدین عبد السلام بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی

اسی میں لکھتے ہیں:

وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر ألهمه الله تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث يشعرون ولا يشعرون[8]

یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک مذہب کا اختیار کر لینا ایک راز ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے علماء کے قلوب میں القاء فرمایا اور انھیں اس پر جمع کر دیا چاہے اس راز کو سمجھ کر اس پر متفق ہوئے ہوں یا بے جانے[9]

(الانصاف، باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، الحقیقۃ استنبول ترکی، ص ۲۰)

القاسم بن تیمیہ الحرانی ثم الدمشقی الحنبلی صاحب منہاج السنۃ

ترجمہ: احمد بن حلیم بن مجد الدین عبد السلام بن عبید اللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ حرانی دمشقی، صاحب منہاج السنۃ حنبلی تھے۔

(منقول من الفوائد الیہیۃ فی تراجم الحنفیۃ التعلیقات السنۃ علی الفوائد الیہیۃ، صفحہ نواب صدیق حسن خاں، ص ۸)

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ، غیر مقلد نہ تھے بلکہ امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔ وہ کون سا غیر مقلد ہے؟ جس کے دل میں ابن تیمیہ کی عقیدت اور احترام نہیں۔ لہٰذا انصاف شرط ہے کہ ابن تیمیہ تو تقلید کریں لیکن ان سے عقیدت رکھنے والے تقلید سے نفرت کریں۔ فیا للعجب!

تو اسی پر اجماع ہے۔

[7] یعنی اب جو تقلید نہ کرے گا وہ اپنے نفس کی پیروی کرے گا اور گناہ گار ہوگا۔

[8] الانصاف باب حکایۃ الناس، الحقیقۃ استنبول ترکی، ص ۲۰

[9] کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا:

انّ اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ ویدا للہ علی الجماعۃ من شذ فی النار وقال اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔

ترجمہ: یعنی بیشک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور خدائے تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہے۔ جو جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں پڑا۔

(رواہ الترمذی، فی ابواب الفتن من الجزء الثانی، ص ۳۹)

زید بے قید دیکھے کہ اس نے بشہادت شاہ ولی اللہ صاحب گیارہ سو برس کے زائد کے ائمہ و علماء و مشائخ واولیاء عامہ اہلسنت و جماعت کو معاذ اللہ رافضی خارجی بنایا اور اللہ جل جلالہ کے سر جلیل والہام جمیل کو جس پر اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق علمائے امت کو مجتمع و متفق فرمایا ضلالت و گمراہی ٹھہرایا[10]۔ علامہ سید احمد مصری طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیۂ درمختاری میں ناقل:

هذه الطائفة الناجية، قد اجتمعت اليوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله تعالى ومن كان خارجاً

یعنی اللہ جل جلالہ نے تو اس امت مسلمہ کے علماء میں اتفاق واتحاد دیا اور یہ زید بالخصوص اور تمام غیر مقلدین بالعموم تمام امت کو گمراہ بے دین اور مشرک قرار دیتے ہیں جب کہ پوری امت کے علمائے حق اس بات پر متفق ہیں کہ حنفی شافعی مالکی اور حنبلی تمام لوگ حق پر ہیں کیونکہ یہ عقائد اسلام میں ایک ہیں صرف اعمال میں دلیل مختلف ہونے کی وجہ سے جدا ہیں جس بنا پر کوئی بھی دوسرے کو گمراہ قرار نہیں دیتا کافر و مشرک ہونا تو بہت دور کی چیز ہے۔

[10] غیر مقلدین یہ عبارت غور سے پڑھیں

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

منها ان هذا المذاهب الاربعة المدونة قد اجتمعت الامة او من يعتد به منها على جواز تقليده الى يومنا هذا وفی ذالك من المصالح مالا يخفى الاسيما فی هذا الايام التی قصرت همتهم جداً۔

ترجمہ: یہ مذاہب اربعہ جو مدونہ ہیں۔ ان کی تقلید کرنے پر امت یا امت میں سے ان لوگوں نے، جن کا دین میں اعتبار کیا جاتا ہے، اجماع کیا ہے ہمارے اس زمانہ تک اور اس تقلید میں بہت سی مصلحتیں ہیں جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ ہمتیں بہت کوتاہ ہو گئی ہیں۔

عن هذه الاربعة فی هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار [11]

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح، المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ، ۱۵۳/۴)

"یعنی اہل سنت کا گروہ ناجی اب چار مذہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے، اب جو ان چار سے باہر ہے بدعتی جہنمی ہے[12]"

واقعی ان حضرات نے اس ارشاد علماء کا خوب ہی جواب ترکی بہ ترکی دیا یعنی علمائے اہلسنت ہمیں بدعتی ناری بتاتے ہیں ہم گیارہ سو برس

خدارا! مندرجہ بالا حوالوں میں غور فرمائیے اور خود فیصلہ فرمائیے کہ جب امام بخاری جیسے تاج المحدثین اور دیگر اکابر محدثین مقلد تھے تو مشکوٰۃ شریف اور بلوغ المرام کا اردو ترجمہ پڑھ کر نام نہاد مولوی کس شمار میں ہیں؟ کیا موجودہ دور کے وہابی امام بخاری، امام ابوداؤد اور امام نسائی سے زیادہ قرآن وحدیث کی سمجھ رکھتے ہیں؟ کیا یہ لوگ ابن تیمیہ سے بھی زیادہ عالم ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو لازم ہے کہ وہی راستہ اختیار کیا جائے جو محدثین کرام کا تھا۔ اسی میں فلاحِ دارین ہے۔

[11] حاشیۃ الطحطاوی، کتاب الذبائح، ج ۴، ص ۱۵۳

[12] یعنی بدعت سیۂ کرنے کا مجرم، کیونکہ بدعتِ سیۂ میں مشغول رہنے والا ہی اس قابل ہے کہ اسے جہنم میں ڈالا جائے۔

جو قارئین بدعت کے بارے میں نہیں جانتے انہیں ہم بتاتے چلیں کہ بدعت سیۂ اور بدعتِ حسنہ بالکل دو الگ قسمیں ہیں۔

بدعت حسنہ: آج کے بدمذہب بدعت کی اس قسم کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں جبکہ حدیث مبارکہ ہے:

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شئ ومن سن فی الاسلام سنة سيئة فله وزرها ووزر من عمل بها من غير ان ينقص من اوزارهم شئ

تک ــــ کے ان کے اکابر وائمہ کو رافضی وخارجی بنائیں گے [۱۳]

ترجمہ: جوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے گا اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا بھی گناہ ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

(مشکوۃ باب العلم)

فاروق اعظم ﷺ نے تراویح کی جماعت ادا کروا کر فرمایا، نعم البدعۃ ھذہ۔ فتاویٰ شامی کے مقدمے میں فضائل امام اعظم ابو حنیفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں علماء فرماتے ہیں یہ حدیثیں اسلام کے قوانین ہیں کہ جو شخص کوئی بدعت (سیۂ) ایجاد کرے اسے اس کام میں سارے پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے اسے قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے۔

بحسنت سیۂ: من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد

ترجمہ: جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی راہ نکالے جو کہ دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

(مشکوۃ باب اعتصام)

ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلھا من السنۃ فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ۔

ترجمہ: کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اتنی ہی سنت اٹھ جاتی ہے لہٰذا سنت کو اختیار کرنا بدعت ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔

بدعت حسنہ

بدعت جائزہ: ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو وہ بدعت جائزہ ہے۔

بدعت مستحبہ: ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور عام مسلمان اسے کارِ خیر سمجھیں جیسے پکی مسجد بنانا، قرآن پاک کے تیس پارے بنانا ان میں رکوع قائم

کہ ہم تو ما درمیان ما تلخی
(کہ تو بھی ہمارے درمیان تلخ ہے)

کرنا، نماز میں زبان سے نیت کرنا وغیرہ۔

بدعت واجبہ: مثلاً اصول فقہ پڑھنا پڑھانا، اصول حدیث کے قواعد شریعت کے چاروں مسالک، طریقت کے چاروں سلسلے اور ان میں سے ایک سے وابستہ ہونا۔

بدعت حسنہ کی ان تینوں قسموں کو لغت کے اعتبار سے بدعت کہا جاتا ہے جب کہ بدعت سیۂ کو اصطلاحی طور پر بدعت کہتے ہیں۔

بدعت سیۂ کی دو اقسام ہیں۔ ۱: بدعت مکفرہ ۲: بدعت مفسقہ

بدعت مکفرہ: مثلاً اللہ عزوجل مجسم ماننا جیسا کہ ابن تیمیہ وغیرہ اور ان کے متبعین وہابیہ کا مذہب ہے، قرآن کو مخلوق ماننا، امکان کذب باری تعالیٰ کا عقیدہ رکھنا جیسے کہ دیوبندیوں تبلیغیوں کا عقیدہ ہے یا حضور اکرم ﷺ کی توہین کرنا یا فرشتوں کو محض نیکی کی ایک طاقت ماننا اور فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا۔ غرض یہ کہ ضروریاتِ دین میں کسی بات کا انکار کر کے نیا عقیدہ گھڑ لینا کفر ہے ایسے بدعتی کی حدیث مردود ہے ایسا بدعتی جہنمی ہے۔

بدعت مفسقہ: عادتاً داڑھی کا مونڈنا یا ایک مشت سے کم کر لینا، نماز قضاء کرنا، ہر وہ کام جس کے ذریعے فرض یا سنت مؤکدہ چھوڑ دی جائے بدعت مفسقہ ہے اس کے ارتکاب پر حکم تکفیر نہیں کی جاتی ہے ایسی حدیث کے مقبول اور ادا کیے جانے میں اختلاف ہے۔

۱۳ یعنی علمائے حق نے جو ہمیں واجب کے ترک پر بدعتی اور جہنمی بتایا ہے اس کے بدلے میں ہم گیارہ سو برس کے علماء و اکابر ائمہ کو بھی رافضی و خارجی ٹھہرائیں گے اس بات کی گہرائی کو محسوس کریں کہ گیارہ (اور اب بارہ) سو برس کے علماء سب سے سب گمراہ تھے راہِ ہدایت کو چھوڑ بیٹھے تھے کیا صحیح اسلام ان غیر مقلدین ہی کے پاس ہے؟ اگر یہ جواب ہاں میں دیتے ہیں تو ہم انہیں چیلنج کرتے ہیں کہ بارہ

مولیٰ تعالیٰ ہدایت بخشے، آمین!

سو سال کے علماء اور اکابرین امت کے نام پیش کریں ہم ان علماء کی فہرست پیش کرتے ہیں جو مقلد تھے جن کے علمائے حق ہونے پر بارہ سو برس کے مسلمانوں کو کوئی شک نہیں ہم مزید پانچ سو ہزار ۱۱۱۱ اس سے بھی زیادہ نام پیش کر سکتے ہیں کیا ان میں دم ہے کہ یہ بھی اسی طرز پر اتنے ہی نام پیش کر سکیں؟

دوسری صدی ہجری کے علماء

۱: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی {۸۰۔۱۵۰ھ} ۲: ابو عبداللہ مالک بن انس اصبحی {۹۳۔۱۷۹} ابو عبداللہ احمد بن حنبل شیبانی {۱۶۴۔۲۴۱} امام محمد بن حسن شیبانی {۱۳۲۔۱۸۹} امام بخاری {۱۹۴۔}

تیسری صدی ہجری کے علماء

ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری {۲۰۴۔۲۶۱} ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی {۲۰۲۔۲۷۵} ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی {۲۰۶۔۲۷۹} ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی {۱۸۱۔۲۵۵} ابو عبداللہ محمد بن سعد کاتب واقدی {۲۳۰} ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی {۲۰۴} ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل {۲۴۱} ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی {۲۷۳}

چوتھی صدی ہجری کے علماء

ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی {۲۱۵۔۳۰۳} ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی {۲۰۹۔۲۷۳} ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی {۳۰۰۔۳۸۵} ابو جعفر احمد بن محمد ازدی طحاوی {۲۲۹۔۳۲۱} ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی {۲۶۰۔۳۶۰} ابو طالب محمد بن علی حارثی مکی {۳۸۶} ابو جعفر محمد بن جعفر طبری {۳۱۰} ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص {۳۷۰} ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ {۲۳۵}

پانچویں صدی ہجری کے علماء

ابو بکر احمد بن حسین بیہقی {۳۸۴۔۴۵۸} ابو بکر بن مسعود کاسانی {۵۸۷}

مگر پھر بھی زید بیچارے نے بہت تنزل کیا کہ صرف

ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم (۴۰۵) ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی {۴۳۰} داتا علی بن عثمان ہجویری {۴۶۵} ابو الحسین احمد بن محمد قدوری بغدادی {۴۲۸} محمد بن احمد بن ابو سہل سرخسی {۴۸۳} ابو محمد علی بن احمد بن حزم ظاہری {۴۵۶}

چھٹی صدی ہجری کے علماء

ابو محمد الحسین بن مسعود فدا بغوی {۵۱۶} ابو حفص عمر بن محمد نسفی {۴۶۱-۵۳۷} شیخ برہان الدین ابو الحسن علی مرغینانی {۵۱۱-۵۹۳} امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی {۵۶۲} علامہ قاضی عیاض {۴۷۶-۵۴۴} ابو حامد محمد بن غزالی {۴۵۰-۵۰۵} ابو القاسم محمود بن عمر زمخشری {۵۲۸} حضور غوث اعظم {۵۶۱} ابو القاسم علی بن جعفر سعدی ابن قطاع {۵۱۵} طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری {۵۴۲} علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاشانی {۵۸۷} محدث کبیر ابن جوزی {۵۹۷}

ساتویں صدی ہجری کے علماء

امام فخر الدین رازی {۵۴۴-۶۰۶} قاضی ناصر الدین ابو سعید عبداللہ ابن عمر بیضاوی {۶۸۵} ابو زکریا محی الدین یحیی بن شریف الشرف بہ امام نووی {۶۳۱-۶۷۶} مجد الدین مبارک بن محمد جزری ابن اثیر {۶۰۶} محمد بن محمد بن عمر حسام الدین اخیکشی (۶۴۴) عبداللہ بن عمر قاضی بیضای {۶۸۵} شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی {۶۳۲} ابو عبداللہ محمد بن احمد بخاری عربی {۶۳۸} ابو عبداللہ محمد بن احمد اندلسی قرطبی {۶۷۱} ابو الفضل محمد بن عمر جمال قرشی {۶۸۱} ظہیر الدین ابو بکر محمد بن احمد بخاری حنفی {۶۱۹} ابو محمد عبداللہ بن احمد قدامہ {۶۲۰} ابو الفرج عبدالرحمن بن محمد قدامہ مقدسی {۶۸۲}

آٹھویں صدی ہجری کے علماء

علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی {۶۶۸-۷۲۵} شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی {۷۴۰} علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی {۷۲۲-۷۹۲} ابو البرکات

رفض و خروج پر قائم رہا اس کے پیشوا تو کافر و مشرک تک

عبداللہ بن احمد حقی نسفی {۷۱۰} امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی {۷۱۰۔۷۸۲} عبیداللہ بن مسعود {۷۴۷} ابوعبداللہ محمد بن احمد زہبی {۷۴۷} ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب بغدادی {۷۴۰} شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی {۷۹۶} نظام الدین حسین بن محمد قمی نیشاپوری {۷۲۸} ابوالفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر {۷۷۴} عبدالعزیز بن احمد بخاری {۷۳۰} شمس الدین بن محمود اصفہانی {۷۴۹} قاضی عزالدین احمد بن یحییٰ ایجی {۷۵۶} شمس الدین بن عبداللہ ابن قیم جوزی حنبلی {۷۵۱} محمد ابوعبداللہ بن اسعد یافعی {۷۶۸} علی بن محمد بغدادی صوفی خازن (۷۴۱) ابوعبداللہ محمد بن یوسف اندلسی {۷۵۴} ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم مصری {۷۱۱} شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالسلام صفوری شافعی {۸۸۴} ابو بکر بن علی حداد عبادی حنفی یمنی {۸۰۰} محمد بن محمد بابرتی {۷۸۱} سدیدالدین محمد بن محمد کاشغری {۷۰۵} فخرالدین ابومحمد عثمان بنی علی زیلعی {۷۴۳} حسین بن محمد سمنقانی حنفی {۷۴۰} محمد عبدالرحمن دمشقی شافعی {۷۸۵} امام ابن جزری {۷۵۱}

نویں صدی ہجری کے علماء

جلال الدین محمد بن احمد محلی شافعی {۷۹۱۔۸۶۴} بدرالدین علامہ محمود عینی {۷۶۲۔۸۵۵} شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد الشہیر بن الہمام {۷۸۸۔۸۶۱} سید شریف جرجانی علی بن محمد {۷۴۰۔۸۱۶} نورالدین علی بن ابو بکر ہیثمی {۸۰۷} ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی {۸۵۲} محمد بن اسرائیل ابن قاضی سماونہ {۸۲۳} مولوی عبداللطیف بن الملک {۸۸۵} زین الدین عبدالرحمن بن ابوبکر عینی {۸۹۳} سعدالدین ابوالفضائل دہلوی {۸۹۱} سید میر شریف علی بن محمد جرجانی {۸۱۶} محمد بن شہاب الدین ابن بزاز کردری {۸۲۸} منلا خسرو محمد بن فراموز {۸۸۵}

دسویں صدی ہجری کے علماء

جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی {۸۴۹۔۹۱۱} شیخ زین الدین الشہبہ ابن

کہتے ہیں۔[۱۴]

سنجم بصری {۶۲۶۔۹۷۰} علاؤالدین علی متقی ہندی {۹۷۵} علامہ احمد بن محمد قسطلانی {۹۲۳} محمد طاہر بن علی فتی ہندی (۹۸۶) معین الدین محمد بن عبدالرحمٰن محبی صفوی شافعی (۹۰۵) حسین بن علی کاشفی ہروی (۹۵۴) ابوالمسعود محمد ابن محمد عمادی {۹۸۲} شیخ ابراہیم بن محمد حلبی {۹۰۶} نورالدین علی بن احمد سمہودی {۹۱۱} سیدی عبدالوہاب شعرانی {۹۷۳} احمد بن شہاب الدین ابن حجر ہیتمی مکی {۹۷۳} محمد بن احمد خطیب شربینی شافعی {۹۷۷} شمس الدین احمد بن قوزد قاضی زادہ {۹۸۸} شمس الدین محمد قہسانی {۹۵۱} شرف الدین موسیٰ بن احمد سالم مقدسی {۹۶۸}

گیارہویں صدی ہجری کے علماء

ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی {۱۰۱۴} شیخ عبدالحق محدث دہلوی {۹۵۸۔۱۰۵۲} شیخ علاؤالدین محمد بن علی حصکفی {۱۰۲۵۔۱۰۸۸} محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی {۹۳۹۔۱۰۰۴} شیخ زین العابدین الشہیر بابن نجیم {۹۳۶۔۹۷۰} شیخ حسن بن علی شرنبلالی {۹۹۴۔۱۰۶۹} احمد شہاب الدین خفاجی {۹۷۹۔۱۰۷۰} علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی {۱۰۲۰۔۱۰۹۹} عبدالرؤف محمد بن علی حدادی مناوی {۱۵۳۱} شیخ علی بن بن احمد عزیزی {۱۰۷۰} عبدالحکیم بن شمس محمد سیالکوٹی {۱۰۶۷} ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مصری مالکی {۱۱۲۲} شیخ نورالحق بن شیخ عبدالحق اکبرآبادی {۱۰۷۳} عبدالرشید بن مصطفی جونپوری ہندی {۱۰۸۳} محمد بن سلیمان شیخی زادہ {۱۰۷۸}

بارہویں صدی ہجری کے علماء

شیخ احمد الشہیر بہ ملا جیون {۱۰۴۸۔۱۱۳۰} علامہ عبدالغنی نابلی {۱۰۵۰۔۱۱۴۴} شاہ ولی اللہ محدث دہلوی {۱۱۱۴۔۱۱۷۶} شہنشاہِ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر {۱۰۲۷۔۱۱۱۹} علامہ نظام الدین برہان پوری {۱۱۰۹} ملامحب اللہ نظام الدین بہاری {۱۱۱۹} شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی {۱۰۲۴} سیدی عبدالعزیز دباغ

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۱۵

(القرآن الکریم، ۲۶/۲۲۷)

اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

یہ ناپاک ترکہ اسی بے باک اخبث امام اول دین مستحدث یعنی ابن عبد الوہاب نجدی علیہ ما علیہ کا ہے کہ اپنے موافقان ناخردمند نفرے چند بے قید و بند آزادی پسند کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتا، اور خود اپنے باپ، دادا، اساتذہ، مشائخ

{۱۱۳۰} حافظ احمد بن مبارک سلجماسی {۱۱۵۵} شیخ اسماعیل حقی بن شیخ مصطفی بروسوی ثانی {۱۱۳۷} محمد شیخ الاسلام بن محمد فخر الدین {۱۱۶۶} محمد بن حسین طوری {۱۱۳۷}

تیرہویں صدی ہجری کے علماء

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی {۱۱۵۹-۱۲۳۹} سید محمد امین الشہیر بابن عابدین شامی {۱۱۹۸-۱۲۵۳} سید احمد طحاوی {۱۲۳۱} سلیمان بن عمر عجیلی شافعی {۱۲۰۴} شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی {۱۲۴۱} محمد بن علی شوکانی {۱۲۵۵} عبد العلی محمد بن نظام الدین سہالوی {۱۲۲۵} سید پٹھان خواجہ محمد سلیمان تونسوی بن محمد زکریا {۱۲۶۷} ابو الثناء سید محمود بن عبد اللہ آلوسی بغدادی {۱۲۷۰} محمد عبد الحق مہاجر ہندی مکی {۱۲۹۶} محب الدین محمد بن محمد سید مرتضی زبیدی حنفی {۱۲۰۵}

چودہویں صدی ہجری کے علماء

سید محمد نعیم الدین مراد آبادی {۱۳۰۰-۱۳۹۷} ابو الحسنات مولانا عبد الحی فرنگی محلی {۱۲۶۴-۱۳۰۴} اعلیٰ حضرت {۱۲۷۲-۱۳۴۰} ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی {۱۳۶۷} مولانا محمد عمر اچھروی {۱۳۹۱} علامہ عبد الرحمٰن الجزیری {۱۹۲۴}

۱۴ یعنی تمام غیر مقلدین (وہابی) تمام مسلمانوں کو مشرک (یعنی ہندوؤں وغیرہ کی طرح غیر خدا کی عبادت کرنے والا) کہتے ہیں۔

۱۵ القرآن الکریم، ۲۶، ۲۲۷

کو بھی صراحۃً کافر کہہ کر پوری سعادت مندی ظاہر کرتا، اور نہ صرف انھیں پر قانع ہوتا بلکہ آج سے آٹھ سو برس تک کے تمام علماء و اولیاء سائر امت مرحومہ کو (خاک بدہان ناپاک) صاف صاف کافر بتاتا اور جو شخص اس کے جال میں پھنس کر اس کے دست شیطان پرست پر بیعت کرتا اس سے آج تک اس کے اور اس کے ماں باپ اور اکابر علمائے سلف نام بنام سب کے کفر پر اقرار لیتا، اور اگرچہ بظاہر ادعائے حنبلیت رکھتا مگر مذاہب ائمہ کو مطلقاً بالکل جانتا اور سب پر طعن کرتا[16] اور اپنے اتباع ہر

---

[16] امام ابو الوہابیہ ابن عبد الوہاب نجدی اور اس کے متبعین کے عقائد کا مختصر نمونہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کی خدمت میں امام ابو الوہابیہ ابن عبد الوہاب نجدی اور اس کے متبعین کے عقائد کا مختصر نمونہ بھی پیش کر دیا جائے۔ شیخ الاسلام علامہ سید احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محمد بن عبد الوہاب نجدی کی برائیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے میلاد پڑھنے اذان کے بعد منارہ پر درود شریف پڑھنے اور نماز کے بعد دعا مانگنے سے منع کرتا تھا اور درود خوانی سے جلتا تھا (ایسا کرنے والوں کو سخت تکلیف دیتا تھا۔ یہاں تک کے اس نے اذان کے بعد منارہ پر درود پڑھنے والے ایک نابینا خوش الحان مؤذن کے قتل کا حکم دے کر اسے شہید کرا دیا اور کہا کہ رنڈی کے گھر میں اس کے گانے بجانے والی چھوکری کی بہ نسبت مناروں پر درود پڑھنے والوں کا گناہ زیادہ ہے۔

(الدرر السنیہ، ص ۴۱)

ابن عبد الوہاب نجدی نے اپنے پیروؤں کو کتب فقہ دیکھنے سے منع کر دیا تھا اور بہت سی کتابیں جلا ڈالیں۔ اس نے اجازت دے دی کہ ہر شخص اپنی سمجھ کے مطابق معنی گھڑ لیا کرے، جب کوئی شخص اس کے بہکانے میں آ کر یا اس کے ظلم و ستم سے

کندہ ناتراشیدہ کو مجتہد بننے کا حکم دیتا۔ یہ دو چار حرف اردو کے پڑھ کر استرے بے لگام واشتر بے مہار ہو جانا بھی اسی خرنا مشخص کی تعلیم ہے[17]، خاتمۃ المحققین مولینا امین الملۃ والدین سیدی محمد بن عابدین

عاجز آ کر مذہب وہابیہ میں داخل ہوتا تو اس سے پہلے کلمہ پڑھوایا جاتا اور پھر اسے کہا جاتا کہ تو اپنے آپ پر گواہی دے کہ تو اب تک کافر تھا۔ اب مسلمان ہوا ہے اور اپنے ماں باپ پر گواہی دے کہ وہ کافر مرے۔ اکابرِ ائمہ سلف سے ایک جماعت کا نام لے کر کہا جاتا کہ تو ان پر گواہی دے کہ یہ سب کافر تھے۔ پھر اگر اس نے یہ سب گواہیاں دے دیں تو مقبول ورنہ مقتول ہوتا ذرا سی پس وپیش کرنے پر بھی قتل کر دیا جاتا۔ ابوالوہابیہ صاف کہتا کہ چھ سو برس سے پوری امت کے سارے مسلمان کافر تھے اسے سر منڈانے میں اس قدر غلو تھا کہ جب کوئی مسلمان مذہب وہابیہ قبول کرتا تو اس کے سر کے بال استرے سے منڈا دیتا یہاں تک کہ کوئی عورت وہابیہ بنتی تو اس کے سر کے بال بھی منڈاتا اور کہتا کہ یہ کفر کے زمانے کے بال ہیں۔ ایک عورت نے اس کی اِس روش پر کہا کہ جو مرد تیرے مذہب میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی داڑھیاں بھی منڈا دیا کر کہ یہ بھی تو زمانۂ کفر کے ہی بال ہیں مگر یہ داڑھیاں کیوں منڈاتا جب کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ان کی علامت میں داڑھی منڈانا نہیں فرمایا تھا۔ صرف سر منڈانا ہی ان کی علامت قرار دیا تھا۔

[17] یعنی یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ آپ غیر مقلدین کی اکثریت کو دیکھیں کے وہ زیادہ سے زیادہ اردو پڑھنا جانتے ہیں (کئی تو ایسے ہیں کہ اردو بھی پڑھنا نہیں جانتے تو جو اردو پڑھنا جانتے ہیں اور عربی نہیں وہ اردو ترجمہ پر اور ترجمہ کرنے والے مولوی پر اور جن کو اردو بھی نہیں آتی اپنے غیر مقلد مولوی پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے دینی مسائل کو حل کرتے ہیں پھر بھی وہ سب غیر مقلد یعنی ان کے نزدیک اکابر دین امت سے منہ موڑنے کا نام ہی اسلام ہے اور انبیاء اولیاء و بزرگانِ دین کی توہین ہی میں اسلام کی شان ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی

شامی قدس سرہ السامی رد المحتار علی الدر المختار کی جلد ثالث[18]

جیسے بزرگوں کو چھوڑ کر سڑک چھاپ مولویوں کی بات ماننا ان کے گمانِ فاسد میں انہیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سرخرو کرے گا۔

اب اگر اس ترجمہ کو بلا چوں چرا مان لینا تقلید نہیں تو کیا ہے کیونکہ تقلید کے تو معنیٰ یہی ہیں تقلید کے لغوی اور شرعی معنیٰ ملاحظہ فرمائیں۔

لفظ تقلید کا لغوی اور شرعی معنیٰ

القلادۃ التی فی العنق ومنہ التقلید فی الدین۔ الصحاح للجوہری

ترجمہ: گردن میں ہار وغیرہ ڈالنا اور اسی تقلید فی الدین ہے۔

یعنی وہ ہار جو گلے میں ڈالا جائے اور اسی سے دین میں تقلید ہے۔

(لسان العرب لابن منظور)

اصطلاح اور شرع میں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی کے قول وفعل کو اپنے اوپر لازم شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کلام اور اس کا کام ہمارے لیے حجت ہے کیونکہ یہ شرعی محقق ہے۔ جیسا کہ ہم مسائل شرعیہ میں امام صاحب کا قول وفعل اپنے لیے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں کرتے۔

حاشیہ حسامی باب متابعت رسول اللہ ﷺ صفحہ ۸۶ میں شرح مختصر المنار سے نقل کیا ہے اور یہ عبارت نوار الانوار بحث تقلید میں بھی ہے۔

التقلید اتباع الرجل فیما سمعہ یقول اف فی فعلہ علی زعم انہ محقق بلا نظر فی الدلیل

تقلید کا معنیٰ ہے کسی شخص کا اپنے غیر کی اطاعت کرنا اس بات میں جو کچھ اس سے سنا یا اسے کرتے دیکھا یہ سمجھ کر کہ وہ اہل تحقیق میں سے ہے۔ بلا نظر کیے دلیل میں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المستصفی جلد دوم، صفحہ ۳۸۷ میں فرماتے ہیں:

التقلید ھو قبول قول بلا حجۃ

ترجمہ: یعنی کسی کے قول کو بلا حجت قبول کرنا یہ تقلید ہے۔

کتاب الجہاد باب البغاۃ میں زیر بیان خوارج فرماتے ہیں:

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون و استباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی کسر اللہ تعالیٰ شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف[19]

(ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب البغاۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت۔ ۳/ ۳۰۹)

والحمد للہ رب العلمین، وقیل بعد اللقوم الظلمین[20]

(القرآن الکریم ۱۱/ ۴۴)

یعنی خارجی ایسے ہوتے ہیں جیسا ہمارے زمانے میں پیروان عبدالوہاب سے واقع ہوا جنھوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین محترمین پر تغلب کیا اور وہ اپنے آپ کو کہتے تو حنبلی تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ مسلمان بس وہی ہیں اور جو ان کے مذہب پر نہیں وہ سب مشرک ہیں، اس وجہ سے انہوں نے اہل سنت کا قتل اور ان کے علماء کا شہید کرنا مباح

مسلم الثبوت میں ہے:

التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ۔

ترجمہ: تقلید کا معنیٰ ہے بلا دلیل کسی کے قول پر عمل کرنا۔

۱۸ قارئین کی توجہ ہم اس طرف دلاتے ہوئے چلیں یہ علامہ محمد بن عابدین شامی مشہور و معروف فقیہ ہیں جن کا وصال ۱۲۵۲ھ میں ہوا تھا عبدالوہاب نجدی کے پیروکار حضرات کا تعارف پیش کرتے ہوئے جو کچھ لکھ دیئے ہیں اس وقت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۲۷۲ھ میں ہوئی تھی تو یہاں ہمیں کم از کم یہ بات مان لینی چاہیے کہ وہابیہ اور اہلسنت کی لڑائی بریلی شریف سے شروع نہیں ہوئی بلکہ عرب شریف سے شروع ہوئی۔

۱۹ ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب البقاۃ، ج ۳، ص ۳۰۹

۲۰ القرآن الکریم، ۱۱، ۴۴

ٹھہرا لیا[21] یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہر ویران کئے اور لشکر مسلمین کو ان پر فتح بخشی ۱۲۳۳ھ میں۔

اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے، اور کہا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ۔

امام العلماء سید سند شیخ الاسلام بالبلد الحرام سیدی احمد زین و حلان مکی قدس سرہ المکی نے اپنی کتاب مستطاب درر سنیہ میں اس طائفہ بے باک اور اس کے امام سفاک کے اعمال کا حال عقائد کا ضلال خاتمہ کا وبال قدرے مفصل تحریر فرمایا اور بیس حدیثوں میں حضور اقدس ﷺ اور حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا اس طائفہ تالفہ کے ظہور پر شرور کی طرف ایما و اشعار فرمانا بتایا ان بعض حدیثوں اور ان سے زائد کی تفصیل فقیر کے رسالہ النہی الاکید میں مذکور، یہاں اس کتاب مستطاب ہادی صواب سے چند حرف اس مقام کے متعلق نقل کرنا منظور۔

قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھؤلاء القوم لا یعتقدون موحدا الا من تبعھم کان محمد بن عبد الوھاب ابتدع ھذہ البدعۃ، وکان اخوہ الشیخ سلیمن من اھل العلم فکان ینکر علیہ انکارا شدیدا فی کل یفعلہ اویامر بہ فقال لہ یوما کم ارکان الاسلام؟ قال خمسۃ۔ قال انت جعلتھا ستۃ، السادس من لم یتبعک فلیس بمسلم ھذا عند لم رکن سادس للاسلام۔ وقال رجل آخر یوما کم یعتق اللہ کل لیلۃ فی رمضان؟ قال مائۃ الف، وفی آخر لیلۃ یعتق مثل ما اعتق فی الشھر کلہ؟ فقال لہ لم یبلغ من اتبعک عشر عشر ما ذکرت فمن

---

[21] یہی عقیدہ آج کے وہابیہ کا بھی ہے کہ وہ اپنے علاوہ سب کو مشرک جانتے ہیں اسی لیے مزارات پر اور عوامی مقامات پر بم دھماکے کرنے کو باعث ثواب جانتے ہیں۔

هؤلاء المسلمون الذين يعتقهم الله وقد حصرت المسلمين فيك وفيمن اتبعك فبهت الذي كفر، فقال له رجل أخر هذا الدين الذي جئت به متصل ام منفصل فقال حتى مشايخي و مشايخهم الى ستمائة سنة كلهم مشركون فقال الرجل اذن دينك منفصل لا متصل فعمن اخذته قال وحي الهام كالخضر ومن مقابحه انه قتل رجلا اعمى كان مؤذنا صالحا اذا صوت حسن نهاه عن الصلوة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فامر بقتله فقتل ثم قال ان الربابة في بيت الخاطئة يعني الزانية اقل اثما ممن ينادي بالصلوة على النبي (صلى الله تعالى عليه وسلم) في المنائر، وكان يمنع اتباعه من مطالعة كتب الفقه واحرق كثيرا منها واذن لكل من اتبعه ان يفسر القرآن بحسب فهمه حتى هيج الهيج من اتباعه فكان كل واحد منهم يفعل ذلك ولو كان لا يحفظ القرآن ولا شيئاً منه فيقول الذي لا يقرؤ منهم لاخر يقوؤا قرأ على حتى افسر لك فاذا قرأ عليه يفسره له برايه وامرهم ان يعملوا ويحكموا بما يفهمونه وجعل ذلك مقدما على كتب العلم ونصوص العلماء وكان يقول في كثير من اقوال الائمة الاربعة ليست بشئ وتارة يتستر ويقول ان الائمة على حق ويقدح في اتباعهم من العلماء الذين القوافي المذهب الاربعة وحرروها ويقول انهم ضلوا واضلوا، وتارة يقول ان الشريعة واحدة فما لهؤلاء جعلوها مذاهب اربعة هذا كتاب الله وسنة رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم لا تعمل الا بهما كان ابتداء ظهورا مره في الشرق ١١٤٣ هـ، وهي فتنة من اعظم الفتن كانوا اذا اراد احد ان يتبعهم على دينهم طوعاً او كرهاً يامرونه بالاتيان بالشهادتين اولا ثم يقولون له اشهد على نفسك ان كنت كافرا واشهد على والديك انهما ماتا كافرين واشهد على فلان و فلان ويسمون له جماعة من اكابر العلماء الماضين فان شهدوا بذلك قبلوهم والا امر و ابقتلهم وكانوا يصرحون بتكفير الامة من منذ ستمائة سنة، واول من صرح بذلك محمد بن عبد الوهاب فتبعوه في ذلك، وكان يطعن في مذاهب الائمة واقوال

العلماء ویدعی الانتساب الی مذهب الامام احمد رضی الله تعالی عنه کذبا وتسترا وزورا والامام احمد بری منه و اعجب من ذلک انه کان یکتب الی عماله الذین هم من اجهل الجاهلین اجتهدوا بحسب فهمکم ولا تلتفتوا الهذه الکتب فان فیها الحق والباطل وکان اصحابه لا یتخذون مذهبا من المذاهب بل یجتهدون کما امرهم ویتسترون ظاهرا بمذهب الامام احمد ویلبسون بذلک علی العامة ، فانتدب للرد علیه علماء المشرق و المغرب من جمیع المذاهب ومن منکراته منع الناس من قراءة مولد النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ومن الصلوة علی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فی المنائر بعد الاذان، ومنع الدعاء بعد الصلوة وکان یصرح بتکفیر المتوسل بالانبیاء والاولیاء ویذکر علم الفقه ویقول ان ذلک بدعة۔

(الدرر السنیہ، المکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی، ص ۳۹ تا ۵۳) ملتقطاً

شیخ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ گروہ وہابیہ اپنے پیروؤں کے سوا کسی کو موحد نہیں جانتے، محمد بن عبد الوہاب نے یہ نیا مذہب نکالا اس کے بھائی شیخ سلیمن رحمۃ اللہ علیہ کہ اہل علم سے تھے اس پر ہر فعل وقول میں سخت انکار فرماتے ایک دن اس سے کہا کہ اسلام کے رکن کتنے ہیں؟ بولا: پانچ۔ فرمایا تو نے چھ کر دیئے چھٹا یہ کہ جو تیری پیروی نہ کرے وہ مسلمان نہیں، یہ تیرے نزدیک اسلام کا رکن ششم ہے۔ اور ایک صاحب نے اس سے پوچھا: اللہ تعالیٰ رمضان شریف میں کتنے بندے ہر رات آزاد فرماتا ہے؟ بولا: ایک لاکھ اور پچھلی شب اتنے کہ سارے مہینے میں آزاد فرمائے تھے۔ ان صاحب نے کہا: تیرے پیرو تو اس کے سوویں حصہ کو بھی نہ پہنچے وہ کون مسلمان ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ رمضان میں آزاد فرماتا ہے، تیرے نزدیک تو بس تو اور تیرے پیرو ہی مسلمان ہیں۔ اس کے جواب میں حیران ہو کر رہ گیا کافر۔ اور ایک شخص نے اس سے کہا یہ دین کہ تو لایا نبی ﷺ سے متصل ہے یا منفصل[۲۳] بولا: خود میرے اساتذہ اور ان کے

---

[۲۳] یعنی حضور ﷺ سے جڑا ہوا ہے یا جدا ہے؟

اساتذہ چھ سو برس تک سب مشرک[۲۴] تھے۔ کہا: تو تیرا دین منفصل ہوا متصل تو نہ ہوا[۲۵]، پھر تو نے کس سے سیکھا؟ بولا: مجھے خضر کی طرح الہامی وحی ہوئی[۲۶]، اور اس کی خباثتوں سے ایک یہ ہے کہ ایک نابینا متقی خوش آواز مؤذن کو منع کیا کہ منارہ پر اذان کے بعد صلوٰۃ نہ پڑھا کر، انھوں نے نہ مانا اور حضور اقدس ﷺ پر صلوٰۃ پڑھی، اس نے ان کے قتل کا حکم دے کر شہید کرا دیا کہ رنڈی کی چھوکری اس کے گھر ستار بجانے والی اتنی گنہگار نہیں جتنا منارہ پر بآواز بلند نبی ﷺ پر درود بھیجنے والا، اور اپنے پیروؤں کو کتب فقہ دیکھنے سے منع کرتا، فقہ کی بہت سی کتابیں جلا دیں اور ا ع اجازت دی کہ ہر شخص اپنی سمجھ کے موافق قرآن کے معنی گھڑ لیا کرے یہاں تک کہ کمینہ سا کمینہ کو دن سا کو دن اس کے پیروؤں کا تو ان میں ہر شخص ایسا ہی کرتا اگرچہ قرآن عظیم کی ایک آیت بھی نہ یاد ہوتی، جو محض ناخواندہ تھا وہ پڑھے ہوئے سے کہتا کہ تو مجھے پڑھ کر سنا میں اس کی تفسیر بیان کروں، وہ پڑھتا اور یہ معنی گھڑ لیتا[۲۷] پھر ا ع تفسیر ہی کرنے کی اجازت نہ دی ا اس کے ساتھ یہ بھی حکم کیا کہ قرآن کے جو معنی مجھے رہی اپنی اٹکل میں آئیں ا ع پر عمل کرو[۲۸] اور ا ع پر مقدمات

---

۲۴ یعنی چھ ہزار برس کے بزرگانِ دین کو آن میں مشرک بنا دیا (معاذ اللہ)

۲۵ یعنی جدائی ڈالنے والا ہوا حضور ﷺ سے جوڑنے والا تو نہ ہوا۔

۲۶ یعنی چھ ہزار سال بعد اچانک حقیقی دین اسلام اس پر نازل ہوا۔ (معاذ اللہ)

۲۷ الدر السنیہ، المکتبۃ الحنفیہ، استنبول ترکی، ص ۳۹ تا ۵۳

۲۸ تفسیر قرآن بالرائے حرام ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا کہ جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے اور ٹھیک بھی کہہ جائے، جب بھی خطا کار ہے کیونکہ اس میں تحریف قرآن کا اندیشہ ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی اپنی کتابوں میں کیا تحریف قرآن یہ ہے کہ قرآن پاک کے ایسے معنیٰ اور مطلب بیان کیے جائیں جو کہ اجماع امت یا اجماع مفسرین یا تفسیر قرآن کے خلاف ہوں اور یہ کہے کہ آیت کے وہ معنیٰ نہیں نہیں یہ ہیں۔

میں حکم دو اور ا ع کتابوں کے حکم اور اماموں کے ارشاد سے مقدم سمجھو۔ ائمہ اربعہ کے بہت سے اقوال کو محض ہیچ و پوچ بتاتا اور کبھی تقیہ کر جاتا اور کہتا کہ امام تو حق پر تھے مگر یہ علماء جو ان کے مقلد تھے اور چاروں مذہب میں کتابیں تصنیف کر گئے اور ان مذاہب کی تحقیق و تلخیص کر گزرے یہ سب گمراہ تھے اور اوروں کو گمراہ کر گئے، اور کبھی کہتا شریعت تو ایک ہے ان فقہا کو کیا ہوا کہ اس کے چار مذہب کر دیئے یہ قرآن و حدیث موجود ہیں ہم تو ا ع پر عمل کریں گے، مشرق میں اس کے مذہب جدید ۱۱۴۳ھ سے ظہور کیا اور یہ فتنہ عظیم فتنوں سے ہوا، جب کوئی شخص خوشی سے خواہ جبراً وہابیوں کے مذہب میں آنا چاہتا اس سے پہلے کلمہ پڑھواتے پھر کہتے خود اپنے اوپر گواہی دے کہ اب تک تو کافر تھا اور اپنے ماں باپ پر گواہی دے کہ وہ کافر مرے اور اکابر ائمہ سلف سے ایک جماعت کے نام لے کر کہتے ان پر گواہی دے کہ وہ سب کافر تھے، پھر اگر اس نے گواہیاں دے لیں جب تو مقبول ورنہ مقتول۔ اگر ذرا انکار کیا مروا ڈالتے اور صاف کہتے کہ چھ سو برس سے ساری امت کافر ہے۔ اول اس کی تصریح اسی ابن عبدالوہاب نے کی پھر سارے یہی کہنے لگے، وہ ائمہ کے مذہب اور علماء کے اقوال پر طعن کرتا اور براہ تقیہ جھوٹ فریب سے حنبلی ہونے کا ادعا رکھتا حالانکہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اس سے بری و بیزار ہیں اور اس سے عجیب تر یہ کہ اس کے نائب جوہر جاہل سے بدتر جاہل ہوتے ا ع لکھ بھیجتا کہ اپنی سمجھ کے موافق اجتہاد کرو اور ان کتابوں کی طرف منہ پھیر کر نہ دیکھو کہ ان میں حق و باطل سب کچھ ہے اس کے ساتھ لامذہب تھے، اس کے کہنے کے مطابق آپ مجتہد بنتے[۲۹]

---

۲۹ حالانکہ مجتہد ہونا ایک بہت بڑا منصب ہے اس کے لیے وسیع علم کی ضرورت ہے۔
ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

والحاصل ان بعلم الکتاب والسنۃ باقسامھا من عبارتھما واشارتھما ودلالتھما واقتضائھما وباقی الاقسام ناسخھما و منسوخھما ومناطات احکامھا وشروط القیاس والمسائل المجتمع علیھا النلایقع فی القیاس

اور بظاہر جاہلوں کے دھوکا دینے کو مذہب امام احمد کی ڈھال رکھتے۔ یہ چال ڈھال دیکھ کر مشرق ومغرب کے علمائے جمیع مذاہب اس کے رد پر کمر بستہ ہوئے۔ اس کی بری باتوں سے یہ بھی ہے کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کے میلاد شریف پڑھنے اور اذان کے بعد مناروں پر حضور والا ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنے اور نماز کے بعد دعا مانگنے کو ناجائز بتایا اور انبیاء واولیاء سے توسل کرنیوالوں کو صراحۃً کافر کہتا اور علم فقہ سے انکار رکھتا اور اسے بدعت کہا کرتا۔ انتہے ملتقطا

فی مقابلۃ النص واقوال الصحابۃ۔

ترجمہ: الحاصل مجتہد وہ ہے جو کتاب وسنت بمعہ جملہ اقسام ان کی عبارات واشارات اور دلالت واقتضاء کو جانتا ہو اور ان کے باقی اقسام ناسخ و منسوخ وغیرہما اور ان کے احکام اور مشروط قیاس اور وہ مسائل جن پر اجماع ہے تاکہ نص اور اقوال صحابہ کے مقابلہ میں قیاس نہ پڑے۔ اور اس کے ساتھ لوگوں کے عرف بھی جانتا ہو۔

(فتح القدیر، ج ۶، ص ۳۶۲)

قہستانی جامع الرموز میں فرماتے ہیں:

"مجتہد کے لیے شرط ہے کہ وہ پانچ صد آیات اور تین ہزار احادیث جو احکام میں وارد ہوتی ہیں ان کے معانی کو جانتا ہو اور ان دونوں یعنی کتاب وسنت کی تمام اقسام کا عالم ہو۔ مفردات ومرکبات اور فائدہ دینے میں ان کے خواص کو جانتا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ علم لغت اور صرف ونحو، معانی وبیان کو بھی جانتا ہو۔ یہ شرائط لغت کے اعتبار ہیں (یعنی لغوی معانی) شریعتاً یعنی معانی شرعیہ کا عالم ہو، یعنی وہ معانی جو احکام میں مؤثر ہوں جیسے کتاب وسنت کی جملہ خاص ومشترک اور مجمل وغیرہما کا عالم ہو اور سند حدیث اور رواۃ کے حال کا عالم ہو اور وجوہ قیاس بمع شرائط واحکام اور اقسام اور اجماع کا عالم ہو۔

(جامع الرموز، ج ۲، ص ۳۹۴)

شیخ محمد بن سلیمانی المعروف بلا ماد آفندی مجمع الانہر میں لکھتے ہیں:

مسلمان دیکھیں کہ بعینہ یہی عقیدے ان ہندی وہابیوں کے ہیں پھر ان کے ہندی امام نے اسی نجدی امام کی کتاب التوحید صغیر سے سیکھ کر کفر مسلمین پر وہ چمکتی دلیل لکھی کہ صاف صاف خود اپنے اور اپنے ہم مشربوں سب کے کفر پر مہر کردی[30] یعنی حدیث صحیح مسلم

"لا یذھب اللیل والنھار حتی تعبد اللات والعزی (الی قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) یبعث اللہ ریحاً طیبۃ فتوفی من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فیبقی من لا خیر فیہ فیرجعون الی دین اٰبائھم"[31]

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعۃ الا علی الشرار الناس، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص ۴۸۱)

مشکوٰۃ کے باب لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس سے نقل کرکے بے دھڑک زمانہء موجودہ پر جمادی جس میں حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ زمانہ فنا نہ ہوگا جب تک لات و عزی کی پھر پرستش نہ ہو، اور وہ یوں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ایک

واختلفوا فی المجتھد فقیل ان یعلم الکتاب بمعانیہ والسنۃ بطرقھا والمراد بعلمھما علم بہ یتعلق الاحکم منھما من العام والخاص والمشترک والماؤل ولنص والظاہر والناسخ والمنسوخ ومعرفۃ الجماع والقیاس۔

ترجمہ: یعنی مجتہد وہ ہے جو کتاب کو بمع معانی اور حدیث کو بمع طرق جانتا ہو اور ان کے جاننے سے مراد وہ علم ہے جو احکام کے متعلق ہو ان دونوں میں سے یعنی خاص، عام، مشترک، ماول ونص اور ظاہر ناسخ ومنسوخ اور اجماع و قیاس کا پہچاننے والا ہو۔

(مجمع النہر، ج ۲، ص ۱۵۴، بحر الرائق، ج ۶، ص ۲۶۴)

[30] یعنی اپنے ہم مذہبوں پر بھی کفر کی مہر لگادی۔

[31] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعۃ، قدیمی کتب خانہ، ص ۴۸۱

پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی، جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہوگا انتقال کرے گا، جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پرستش جاری ہو جائے گی۔

اس حدیث کو (اسمٰعیل دہلوی نے) نقل کر کے صاف لکھ دیا: "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا"[۳۲]

(تقویۃ الایمان، الفصل الرابع، مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور، ص ۳۰)

انا للہ وانا الیہ راجعون

(بیشک ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف ہم نے لوٹنا ہے)

بدحواس کو اتنا نہ سوجھا کہ اگر وہ یہی زمانہ ہے جس کی اس حدیث میں خبر ہے تو واجب کہ روئے زمین پر مسلمان کا نام و نشان نہ رہا، بھلے مانس اب تو اور تیرے ساتھی نجد و ہند کے سارے وہابی گرفتارِ خرابی کہاں بچ کر جاتے ہیں، کیا تمہارا طائفہ کہیں دنیا کے پردے سے کہیں الگ بستا ہے، تم سب بدتر سے بدتر کافروں میں سے ہوئے جن کے دل میں رائی برابر دانے کے ایمان نہیں اور دین کفار کی طرف پھر کر بتوں کی پوجا میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

سچ آیا حدیث مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد کہ:

حبک الشئی یعمی ویصم[۳۳]

کسی شے سے تیری محبت تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الہوی، آفتاب عالم پریس لاہور ۳۴۳/۲)

(مسند احمد بن حنبل، مرویات ابی الدرداء ۱۹۴/۵ و کنز العمال، حدیث ۴۴۱۰۴، ۱۱۵/۱۶)

---

[۳۲] تقویۃ الایمان، الفصل الرابع، ص ۳۰

[۳۳] سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الہوی، ج ۲، ص ۳۴۳

مسند احمد بن حنبل، مرویات ابی الدرداء، ج ۵، ص ۱۹۴، کنز العمال، ج ۲، ص ۳۴۳، حدیث ۴۴۱۰۴، ص ۱۶۔ ۱۱۵

شرک کی محبت نے اس کفر دوست کا ایسا اندھا بہرا کر دیا کہ خود اپنے کفر کا اقرار کر بیٹھا مطلب تو یہ ہے کہ کسی طرح تمام مسلمان معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اگرچہ برائے شگون کو اپنا ہی چہرہ ہموار سہی۔

کذٰلک یطبع اللہ علی قلب متکبر جبار[۳۴]
اللہ تعالیٰ یونہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر

(القرآن الکریم، ۳۵/۴۰)

وہابی صاحبو! اپنے پیشواؤں کی تصریحیں دیکھتے جاؤ صدہا سال کے علما و اولیاء و مقبولان خدا کو رافضی خارجی کہتے شرماؤ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تم بزور زبان و بہتان دوسروں پر تبرا بھیجتے ہو مگر ہندو نجد کے سارے وہابی اپنے ہندی و نجدی اماموں کی تصریح اور وہ دونوں امام مغوی عوام خود اپنے اقرارات صریح سے کافر بے ایمان مشرک بت پرست کفر سے مخمور و بدمست ہیں، اقرار مرد آزارِ مرد، چاہ کن راچاہ در پیش (مرد کا اقرار مرد کا آزار ہے، کنواں کھودنے والا خود کنویں میں گرتا ہے) آسمان کا تھوکا حلق میں آیا، تف برماہ بروئے خویش (چاند پر تھوکنے والا اپنے چہرے پر تھوکتا ہے)[۳۵]

کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر، لو کانوا یعلمون[۳۶]
مار ایسی ہی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی ہے۔ کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔

(القرآن الکریم، ۳۳/۶۸)

اور یہیں سے ظاہر کہ لقب رافضی و خارجی کے مستحق بھی یہی حضرات

---

۳۴ القرآن الکریم، ۴۰، ۳۵

۳۵ یہ سارے محاورے ہیں۔

۳۶ القرآن الکریم ۶۸، ۳۳،

ہیں کہ چاروں ائمہ کرام اور ان کے سب مقلدین سے تبری کرتے اور تصریحاً و تلویحاً سب پر تبرا بھیجتے ہیں بخلاف اہلسنت کے سب کو امام اہلسنت جانتے اور سب کی جناب میں عقیدت رکھتے سب کے مقلدوں کو رشد وہدایت پر مانتے ہیں۔ طرفہ یہ کہ زید بیچارہ رافضیوں پر تین خلفا کے نہ ماننے کا الزام رکھتا ہے حالانکہ اس کا امام مذہب[۳۷] خود حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کو ماننا بھی حرام و شرک بتاتا ہے اپنی کتاب تقویت ایمان جہال خراب میں صاف لکھتا ہے کہ:

"اللہ کے سوا کسی کو نہ مان"[۳۸]

(تقویۃ الایمان، الفصل الاول، مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور، ص ۱۲)

اسی میں کہتا ہے:

"سب سے اللہ صاحب نے قول و قرار لیا کہ کسی کو میرے سوا نہ مانیو"[۳۹]

(تقویۃ الایمان، الفصل الاول، مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور، ص ۱۲)

نے فروعت محکم آمد نے اصول

شرم بادت از خدا و از رسول

(نہ تیرے فروع مستحکم ہیں اور نہ ہی اصول، تجھے اللہ و رسول سے شرم آنی چاہیے)

جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امر دوم کہ چاروں ائمہ مسائل لینے میں کل دین محمدی ﷺ پر بخوبی عمل ہو سکتا ہے اور ایک کی تقلید میں ناممکن، یہ وہ پوچ دھوکا ضعیف

---

۳۷ اسماعیل دہلوی

۳۸ تقویۃ الایمان، الفصل الاول، ص ۱۲

۳۹ تقویۃ الایمان، الفصل الاول، ص ۱۲

کید ہے کہ نرے ناخواندہ بیچاروں کو سنا کر بہکا لیں[40] مگر جب کسی ادنیٰ طالب علم یا صحبت یافتہ ذی فہم کے سامنے کہیں تو خود ہی کان ضعیفا[41] (القرآن الکریم، ۴/ ۷۶)(شیطان کا داؤ کمزور ہے) ماننا پڑے اس مغلطہ فاحشہ کا حاصل جیسا کہ ان خواص و عوام کے زبان زد ہے یہ کہ چاروں مذہب حق ہیں اور سب دین متین کی شاخیں تو ایک ہی تقلید سے گویا چہارم دین پر عمل ہوا بخلاف اس کے کہ کبھی کبھی ہر مذہب پر چلے کہ یوں سارے دین پر عمل ہو جائے گا۔

اقول اولاً یہ اس مدہوش کا جنونی خیال ہے جسے دربار شاہی تک چار سیدھے راستے معلوم ہوئے رعایا کو دیکھا کہ ان کا ہر گروہ وہ ایک راہ پر ہو لیا اور اسی پر چلا جاتا ہے[42] مگر ان حضرات نے اسے بیجا حرکت سمجھا کہ چاروں راستے یکساں ہیں تو وجہ کیا کہ ایک ہی کو اختیار کر لیجئے، پکارتا رہا کہ صاحبو! ہر شخص چاروں راہ پر چلے مگر کسی نے نہ سنی، ناچار آپ ہی تنا تنا شروع کیا، کوس بھر شرقی راستہ چلا پھر اسے چھوڑا، جنوبی کو دوڑا، پھر اس سے بھی منہ موڑا، غربی کو پکڑا پھر اس سے بھاگ کر شمالی پر ہو لیا ادھر سے پلٹ کر پھر شرقی پر آرہا، تیلی کے بیل کو گھر ہی کوس پچاس۔ عقلاء سے پوچھ دیکھو ایسے کو مجنوں کہیں گے یا صحیح الحواس، یہ مثال میری

---

[40] حالانکہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ دو کشتیوں کا مسافر منزل پر کب پہنچتا ہے کوئی بھی شخص جو دو کشتیوں میں پاؤں رکھے گا۔ ضرور ڈوبے گا۔ منزل پر پہنچنے کے لیے ایک کشتی کی سواری ضروری ہے۔

[41] القرآن الکریم، ۴، ۷۶

[42] یعنی دربار تک چار راستے جاتے ہیں ان چاروں راستوں پر ایک گروہ ہو لیا اور اسی پر چلا جاتا ہے تو یقیناً دربار تک بھی ن جائے گا۔

ایجاد نہیں بلکہ علمائے کرام و اولیائے عظام کا ارشاد ہے اور ان سے امام علام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں نقل فرمائی، اور اس کے مشابہ دوسری مثال انگلیوں کے پوروں کی اپنے شیخ حضرت سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی، یہ امام ہمام وہ ہیں جن کی اسی کتاب مستطاب سے اسی مسئلہ تقلید میں غیر مقلدان زمانہ کے معلم جدید میاں نذیر حسین دہلوی براہ اغوا سند لائے اور اسی کتاب میں ان کی ہزار در ہزار قاہر تصریحوں سے کہ جہالات طائفہ کا پورا علاج تھیں آنکھیں بند کر گئے مگر کیا جائے شکایت کہ:

افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض[43]

تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو

(القرآن الکریم، ۸۵/۲)

اس نئے طائفہ کی پرانی خصلت جسے اس کی سیر دیکھنی منظور ہو بعض احباب فقیر کا رسالہ سیف المصطفیٰ علی ادیان الافترا ۱۲۹۹ھ مطالعہ کرے۔

ثانیاً کل دین متین پر ایسے عمل کا صحابہ و تابعین و سائر ائمہ مجتہدان دین کو بھی حکم تھا یا خدا اور رسول نے خاص آپ ہی کے واسطے رکھا[44]۔ برتقدیر اول ثبوت دو کہ وہ حضرات ہرگز اپنے مذہب پر قائم نہ رہتے بلکہ نماز و روزہ و تمام اعمال و احکام میں آج اپنے اجتہاد پر چلتے

---

[43] القرآن الکریم، ۲، ۸۵

[44] یعنی یہ حکم اللہ عزوجل نے آپ ہی کے لیے رکھا یا تمام ائمہ مجتہدین دن کو بھی یہ حکم دیا ہم نے علماء کی ایک لمبی لسٹ پیش کر دی اگر آپ کے پاس بھی کوئی ایسی لسٹ ہو تو پیش کریں۔

تو کل دوسرے کے پرسوں تیسرے[45] کے برتقدیر ثانی یہ اچھی دولت دین ہے جس سے تمام سرداران امت و پیشوایان ملت باز رہ کر محروم[46] گئے کیا ان کے وقت میں یہ اختلاف مذاہب نہ تھا یا انھیں معلوم نہ تھا کہ ہم ناحق کل دین متین پر عمل چھوڑے بیٹھے ہیں[47]

ثالثاً اف رے مغالطہ کہ کل دین پر یک لخت عمل چھوڑنے کا نام سارے دین پر عمل کرنا رکھا

بر عکس نہند نام زنگی کافور
(الٹا حبشی کا نام کافور رکھتے ہیں)

بھلا مسائل اختلافیہ میں سب اقوال پر ایک وقت میں عمل تو محال عقلی ہاں یوں ہوں کہ مثلاً آج امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی مگر یہ کل دین متین کے خلاف ہوا، کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مقتدی کو قراءت بعض اوقات میں ناجائز تھی حاشا بلکہ ہمیشہ۔ کیا امام شافعی کی رائے میں ماموم پر فاتحہ

---

[45] یعنی اگر واقعی ایسا ہو بھی جائے اور آپ علماء اور اکابرین کی کوئی لسٹ پیش کر ہی دیں تو ساتھ ساتھ یہ بھی ضرور لکھیں کہ کس کس نے اسی طرح عمل کیا کہ آج کسی مجتہد کے اجتہاد پر عمل کیا تو کل کسی اور کے اور پرسوں کسی اور کے۔

[46] یعنی اس دولت دین سے تمام اکابر علماء تو محروم ہی رہ گئے جب ان کے وقت میں بھی یا حنفی شافعی، حنبلی مالک کا مسئلہ تھا تو انہیں بھی چاہیے تھا کہ آج حنفی ہوتے کل شافعی پھر مالکی پھر حنبلی انہیں تو معلوم نہ تھا کہ ہم کل دین پر عمل کرنا چھوڑ بیٹھے ہیں۔

[47] اور اگر انہیں معلوم نہ تھا کہ ہم کل دین کو چھوڑ بیٹھے ہیں تو ضرور کچھ نہ کچھ علماء حق تو ضرور موجود ہوں گے تو انہوں نے ان حنفیوں شافعیوں وغیرہ کو کچھ دین چھوڑنے پر سمجھایا کیوں نہیں کیا امر بالمعروف کرنے والا کوئی بھی دنیا میں موجود نہ تھا۔

احیاناً واجب تھی حاشا بلکہ دواماً تو جو نہ دائماً تارک نہ دائماً عامل وہ دونوں قول کا مخالف و نافی۔ پر ظاہر کہ ایجاب و سلب فعلی سلب و ایجاب دوامی دونوں کا دافع و منافی۔ اب تو کھلا کہ تم رفض و خروج دونوں کے جامع کہ چاروں میں سے کسی کے معتقد نہ کسی کے تابع۔

رابعاً جو امر ایک مذہب میں واجب دوسرے میں حرام[۴۸]، مثلاً قراءت مقتدی تو عامل بالمذہبین فی وقتین کو کیا

---

[۴۸] یہاں چند غور طلب باتیں ہیں جن کا ذکر ہم ضروری سمجھتے ہیں اول تو یہ کہ ممکن ہے قارئین کے دل یہ بات آئے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ ایک امام کے نزدیک ایک چیز حرام ہے اور دوسرے امام کے نزدیک واجب ہے ایسا کیوں ہے؟ کیا دو اماموں میں سے ایک غلط ہے اور غلط ہے تو کیوں اور کیسے اپنے وقت کے بڑے بڑے امام بھی اگر اتنی بڑی غلطیاں کریں گے تو پھر اصل ایمان تو کہیں پیچھے ہی رہ گیا یا ان اماموں نے محض اپنے طور پر اپنی سمجھ و خواہش کے مطابق فیصلہ فرما دیا تو قارئین اکرام حق یہ کہ چاروں اماموں میں سے کوئی امام بھی غلط کم فہم اور شریعت کے علم سے نابلد نہیں اور نہ ہی انہوں نے محض اندازے یا اپنی خواہش سے کوئی فیصلہ کیا علیٰ ان اماموں نے جس مسئلہ پر بھی کلام کیا تو ایسے ہی نہیں کر دیا (قرآن وحدیث کو سامنے رکھتے ہوئے جو نتیجہ برآمد ہوا اسے عوام تک پہنچا دیا۔

اب رہا اس بات کا فیصلہ کہ ایک وقت میں ایک واجب اور ایک حرام کس طرح کہ دیتا ہے تو اس سلسلے میں یہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لنا لما رجع من الاحزاب لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظة فادرک بعضهم العصر وقال بعضهم لا نصلی حتیٰ نأتیها وقال بعضهم بل نصلی لم یرد منا ذالک فذکر ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعنف احداً منهم۔

حکم دیتے ہو، آیا اسے ہمیشہ اپنے حق میں حرام سمجھے یا ہمیشہ واجب

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب غزوۂ احزاب سے لوٹے آپ نے ہم سے فرمایا بنو قریظہ میں پہنچ کر ہی نماز پڑھنا۔ راستے میں نماز کا وقت آ گیا۔ بعض صحابہ نے کہا جب تک ہم بنو قریظہ نہ پہنچ جائیں نماز نہیں پڑھیں گے اور بعض صحابہ نے کہا نہیں رسول اللہ ﷺ کی یہ مراد نہیں تھی، ہم نماز پڑھیں گے۔ بعد میں نبی ﷺ کے سامنے اس مسئلہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے ان میں سے کسی فریق کو ملامت نہیں کی۔

(صحیح بخاری، جلد ۱، ص ۱۲۹)

رسول اللہ ﷺ کا قول مبارک "لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظة" بنو قریظہ ن کر ہی نماز پڑھنا۔ اس کا مفہوم بعض صحابہ نے یہ لیا کہ ہمیں ہر حال میں بنو قریظہ ہی ن کر نماز پڑھنی ہے۔ جب کہ دوسرے بعض صحابہ نے یہ معنی لیے کہ بنو قریظہ پہنچنے میں جلدی کرنی ہے لیکن نماز اپنے وقت پر ہی پڑھنی ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے دونوں جماعتوں میں سے کسی بھی جماعت کو تنبیہ نہ فرمائی۔

پتہ چلا کہ سرکار ﷺ دونوں جماعتوں سے راضی رہے کیوں کہ دونوں جماعتوں کا مقصد و منشاء اللہ ﷻ کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری تھا۔

اسی طرح نماز کی ہر رکعت میں حنفیہ کے نزدیک سرّاً (آہستہ) بسم اللہ شریف پڑھنا سنت ہے مگر اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی یہ ہے:

اِنَّہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَفْتَتِحُ الصَّلٰوۃَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَکَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ یَجْھَرُوْنَ بِھَا۔

ترجمہ: بیشک نبی کریم ﷺ بسم اللہ شریف سے نماز کا آغاز کرتے تھے اور حضرات عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اسے بالجہر (بلند آواز کے ساتھ) پڑھتے تھے۔

یہ روایت تقاضا کرتی ہے کہ بسم اللہ شریف بالجہر پڑھنی چاہیے۔ اس کے برعکس دوسری روایت بایں الفاظ ہے۔

یا وقت عمل واجب وقت ترک حرام یا بالعکس یا جس وقت جو

عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْھُمْ یَجْھَرُ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: حضرت انس ﷺ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ حضرات ابوبکر، عمر اور عثمان ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور ان میں سے کسی سے بسم اللہ شریف بالجہر نہیں سنی۔"

اسی طرح حضرت ابوہریرہ ﷺ روایت فرماتے ہیں:

کَانَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَا یَجْھَرُ بِھَا

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ بسم اللہ بالجہر نہیں پڑھتے تھے یہ روایت بسم اللہ شریف بالجہر کے مانع ہیں۔

پس ہمیں معلوم ہوا کہ جس نے بھی بسم اللہ بالجہر پڑھی یا پڑھنے کا حکم دیا تو اس نے اطاعت رسول کے جذبے سے سرشار ہو کر یہ کام کیا اور جس نے بسم اللہ آہستہ پڑھنے کا حکم دیا تو اس نے بھی اسی جذبے کے تحت دیا لیکن یہ فرق بھی بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ امام اعظم ابوحنیفہ نے شرعی احکام کے بارے میں راہ نمائی فرمائی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّیْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَوْحٰی اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَوْحٰی اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَکَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَۃِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ بَعْضُھَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ وَّ لِکُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا ھُمْ عَلَیْہِ مِنِ اخْتِلَافِھِمْ فَھُوَ عِنْدِیْ عَلٰی ھُدًی قَالَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابن خطاب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے

چاہے سمجھے یا کبھی کچھ نہ سمجھے یعنی واجب غیر واجب حرام

اختلاف کے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا تو مجھے وحی فرمائی کہ اے محمد تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں کہ ان کے بعض بعض سے قوی ہیں اور سب میں نور ہے تو جس نے ان کے اختلاف میں سے کچھ حصہ لیا جس پر وہ ہیں تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تو تم ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔

یہاں اختلاف سے مراد علمی و عملی اختلاف ہے۔ یعنی فقہی اختلاف تو جو کوئی شخص کسی صحابی کے فتویٰ پر عمل کرے گا نجات پا جائے گا۔ جیسے امام اعظم اور امام شافعیہ وغیرہم بھی صحابہ کرام ہی کے مقلد ہیں۔ امام اعظم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو زیادہ بڑا فقیہ مانتے ہیں اور امام شافعی حضرت عبداللہ ابن عباس کے اکثر مسائل میں تابع ہیں اور کیوں کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کی اس لیے دونوں ہدایت پر ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مقلد رفع یدین کرتے ہیں تو حنفیوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا جب کہ غیر مقلدین رفع یدین کریں تو حنفی بہت اعتراض کرتے ہیں ایسا کیوں؟ اس بات کا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ اگر شافعی رفع یدین کرتے ہیں تو وہ ہر بات میں اصولی طور پر امام شافعی کے ساتھ ہیں تمام اصول امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ہی مانتے ہیں اور امام شافعی رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے عالم دین تھے جنہوں نے اللہ عزوجل کو راضی کرنے کے لیے دین میں جدوجہد (یعنی اجتہاد) کیا اور اجتہاد کرتے وہ وہ احادیث مبارکہ کو سامنے رکھا مزید یہ کہ آپ فن اصولِ حدیث اور قرآن کے علوم پر گہری نظر رکھتے تھے جب کہ آج کے غیر مقلدین صحابہ کرام کے اقوال و احادیث مبارکہ کو پرکھنے کی کچھ صلاحیت نہیں رکھتے وہ صحیح اور ضعیف کے درمیان فرق بھی نہیں کر سکتے جب کسی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں تو اس کے ساتھ موضوع حدیث پر حکم لگانے کے لیے ابن جوزی، ذہبی وغیرہ ہی کی تقلید کرتے ہین یہ جو حکم لگا دیں اس کو قرآن و حدیث سے زیادہ اہمیت

غیر حرام کچھ تصور نہ کرے[۴۹] یا مذہب ائمہ یعنی واجب و حرام دونوں کے خلاف محض مباح جانے۔ شقین اولین پر یہ ٹھہرتا ہے کہ حرام جان کر ارتکاب کیا یا واجب مان کر اجتناب، اور شق رابع پر دونوں یہ صریح اجازت قصد فسق و تعمد معصیت ہے، اور شق ثالث مثل رابع کھلم کھلا

یحلونہ عاماً ویحرمونہ عاماً (القرآن الکریم، ۹/۳۷)[۵۰]

(ایک برس اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں)

میں داخل ہونا کہ ایک ہی چیز کو آج واجب جان لیا کل حرام مان لیا پرسوں پھر واجب ٹھہرالیا، دین نہ ہوا کھیل ہوا، یا کفار سو فسطائیہ عندیہ کا میل کہ جس چیز کو ہم جو اعتقاد کرلیں وہ نفس الامر میں ویسی ہی ہو جائے۔ شق خامس پر یہ دونوں استحالے قائم کہ جب اجازت مطلقہ ہے تو

عاماً شہراً یوماً دہراً ساعۃ یحلونہ اناً ویحرمونہ اناً

(ایک گھڑی اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور دوسری گھڑی اسے حرام مانتے ہیں)

دیتے ہیں تو جن میں اتنی صلاحیت بھی نہ ہو کہ وہ حدیث کے ناسخ و منسوخ کو کان سکیں ان کو حدیث پڑھ پڑھ کر عمل کر لینے کی اجازت کس طرح دی جاسکتی ہے یہ تو اسی طرح ہے جیسا کہ کوئی میڈیکل اسٹور پر کھڑا ہو کر دوائیوں کے نام یاد کر کے اپنے آپ کو ڈاکٹروں ۱۱ سپیشلسٹ کے مقابلے کا سمجھ کت سرجن حضرات کو چیلنج کرنا شروع ہو جائے اللہ عزوجل عقل دے۔

۴۹ یعنی چاروں اماموں کی تقلید ایک ساتھ کس طرح کی جائے گی کیا اس طرح کہ ایک نماز میں قرأت مقتدی کو واجب جانو گے اور دوسرے میں حرام، یا ہمیشہ حرام یا ہمیشہ واجب۔

۵۰ القرآن الکریم، ۹، ۳۷

لازم اور نیز وقت عمل اعتقاد حرمت، وقت ترک اعتقاد وجوب کی اجازت، وہی شق سادس وہ خود معقول نہیں بلکہ صریح قول بالتنا قضین کہ آدمی جب عمل بالمذہبین جائز جانے گا قطعاً فعل وترک روا مانے گا اس کا حکم اور اس سے منع بیہودہ ہے، معہذا یہ شق بھی استحالہ اولیٰ کے حصہ سے سلامت نہیں اچھا حکم دیتے ہو کہ آدمی نماز میں ایک فعل کرے مگر خبردار یہ نہ سمجھے کہ خدا نے میرے لئے جائز کیا ہے، لاجرم شق ہفتم رہے گی اور گل وہی کھلے گا کہ کل دین متین کا خلاف یعنی محصل جواز فعل و ترک نکلا اور وہ وجوب و حرمت دونوں کے منافی۔

بالجملہ حضرات براہ فریب ناحق چاروں مذہب کو حق جاننے کا ادعا کرتے اور اس دھوکے سے عوام بیچاروں کو بے قیدی کی طرف بلاتے ہیں۔ ہاں یوں کہیں کہ ائمہ اہلسنت کے سب مذہبوں میں کچھ کچھ باتیں خلاف دین محمدی ﷺ ہیں لہذا ان میں تنہا ایک پر عمل ناجائز و حرام بلکہ شرک ہے، لاجرم ہر ایک کے دینی مسئلے چن لئے جائیں اور بے دینی کے چھوڑ دیئے جائیں، صاحبو! یہ تمہارا خاص دلی عقیدہ ہے جسے تمہارے عمائد طائفہ لکھ بھی چکے پھر ڈر کس کا ہے[51]۔ یہ بلاد مدینہ طیبہ وبلد حرام نہیں حجاز و مصر و روم و شام نہیں زیر سلطنت سنت و اسلام نہیں کھل کر کہو کہ چاروں اماموں کے مذہب معاذ اللہ بے دینی ہے کہ آخر دین و خلاف دین کا مجموعہ ہرگز دین نہ ہوگا بلکہ یقیناً بے دینی، والعیاذ باللہ رب العلمین۔

---

[51] یعنی ان حضرات کی عادت یہ ہے کہ عوام اہلسنت کو دھوکہ دینے کے لیے چاروں مذہبوں کے حق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس دھوکہ سے عوام سے تقلید چھڑواتے ہیں اگر تقلید کرنا شرک ہے حرام ہے تو ڈر کس بات کا ہے۔ مچاؤ شور کے سارے حنفی شافعی حنبلی مالکی مشرک ہیں۔ (یعنی ہندو کی مثل ہیں)

خامساً فقیر ایک لطیفہ تازہ عرض کرتا ہے جس سے غیر مقلدین عصر کی تمام جہالات کا دفعۃً تقیہ ہو، آج کل وہ محدث حادث جو سب غیر مقلدوں کے مقلد و امام معتمد ہیں[52] یعنی میاں نذیر حسین صاحب دہلوی اپنے فتویٰ مصدقہ مہری و دستخطی میں (کہ ان کے زعم میں رد تقلید تھا اور من حیث لایشعرون اثبات تقلید) مع اخوان و ذریات اہل خواتیم فرما چکے ہیں کہ جیسے ائمہ اربعہ کا قول ضلالت نہیں ہو سکتا ایسے ہی کسی مجتہد کا مذہب بدعت نہیں ٹھہر سکتا جو ایسا کہے وہ خبیث خود بدعتی احبار و رہبان پرست ہے۔ بہت اچھا چشم ما روشن دل ما شاد (ہماری آنکھ روشن اور دل خوش) اب یہ بھی حضرت سے پوچھ دیکھئے کہ ائمہ اربعہ کے سوا کون کون مجتہد[53] ہیں اسی فتوے میں تصریح کی کہ امام الحرمین و حجۃ الاسلام غزالی و کیا ہر اسی و ابن سمعانی وغیرہم ائمہ محض انتساب ہیں شافعی تھے اور حقیقۃً مجتہد مطلق۔ اور اسی میں لکھا بیشک جو منصف مزاج ہے وہ ہرگز امام شعرانی کے منصب کامل اجتہاد میں کلام نہیں کر سکتا۔ بہت بہتر، کاش اس کے ساتھ یہ بھی لکھ دیتے کہ کلام کرے یا ان افتراروں سے پھرے تو اسے مکہ معظمہ میں ترکی پاشا کا حوالہ دیکھئے خود حضرت کے افتراروں سے ثابت ہو لیا کہ ان پانچوں اماموں کا قول بھی ہرگز گمراہی نہیں ہو سکتا اور جو ان کے فرمان پر چلے اصلاً مورد اعتراض

---

[52] یعنی غیر مقلدین کے وہ امام جس پر غیر مقلدین اعتماد بھی کرتے ہیں اور ان کی تقلید بھی کرتے ہیں (جی ہاں جیسا کہ پہلے بتایا گیا) غیر مقلدین بھی تقلید کرتے ہیں اپنے اماموں کی اور ان لوگوں کی جنہوں نے ان کو ان کا دین سکھایا ان کی۔

[53] چلیں آپ نے ائمہ اربعہ کے ساتھ ساتھ اور حضرات کو مجتہد مانا تو سہی اب ان ائمہ مجتہدین کے نام بھی پیش کر دیں نیز یہ مجتہد حضرات کس کام آتے ہیں۔ یہ بھی بتا دیں۔

نہیں، جو اسے بدعتی کہے وہ خبیث خود بدعتی احبار ورہبان پرست۔ ہے
اب ان حضرات سے کہئے ذرا آنکھ کھول کر دیکھو غیر مقلدی بیچاری کا
سویرا ہو گیا ملاحظہ تو ہو کہ یہی امام مجتہد شعرانی انھیں چاروں امام
مجتہد سے اپنی میزان مبارک میں کس زور وشور سے وجوب تقلید
شخصی نقل فرماتے اور اسے مقبول و مسلم رکھتے ہیں۔

قال علیہ رحمۃ ذی الجلال بہ صرح امام الحرمین وابن السمعانی و الغزالی والکیاالہراسی وغیرہم وقالوا التلامذتھم یجب علیکم التقید بمذھب امامکم ولا عذر لکم عند اللہ تعالی فی العدول عنہ [54]

(میزان الشریعۃ الکبری، فصل فی بیان استحالہ خروج شیئ الخ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱/۵۳، ۵۴)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسی کی تصریح کی امام الحرمین وابن السمعانی و غزالی وکیاہراسی وغیرہم ائمہ نے، اور اپنے شاگردوں سے فرمایا تم پر واجب ہے خاص اپنے امام کے مذہب کا پابند رہنا اگر ان کے مذہب سے عدول کیا تو خدا کے حضور تمہارے لئے کوئی عذر نہ ہوگا۔ [55]

اب ایمان سے کہنا وجوب تقلید شخصی کی حقانیت کس شد ومد سے ثابت ہوئی اور سارے غیر مقلدین کہ اسے بدعت وضلالت کہتے ہیں کیسے علانیہ خبیث بدعتی احبار ورہبان پرست ٹھہرے،

والحمد للہ رب العلمین وقیل بعداً للقوم الظلمین [56]

(القرآن الکریم، ۱۱/ ۴۴)

اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے، اور کہا گیا کہ ظالم لوگ دور ہوں۔

---

[54] میزان الشریعہ الکبریٰ فصل فی استحالہ، ۵۳، ۵۴

[55] آہ کاش غیر مقلدین اپنے امام ڈپٹی نذیر احمد کا فتویٰ دیکھیں اور پھر امام شعرانی کی یہ بات بار بار پڑھیں کہ "پھر اللہ کے حضور پ رے لیے کوئی عذر نہ ہوگا"

[56] القرآن الکریم، ۶، ۴۴

واقعی سنت الٰہیہ ہے کہ گمراہوں پر خود انھیں کے قول سے حجت قائم فرماتا ہے[۵۷]

ع ومنها علی بطلانها الشواهد

خود اسی سے اس کے بطلان پر دلائل موجود ہیں

پھر نہ صرف ترک تقلید بلکہ بعونہٖ تعالیٰ ساری نجدیت پوری وہابیت ان شاء العزیز انھیں ائمہ کرام کے ارشاد سے باطل ہو جائے گی۔ حضرات ذرا ان افتراروں پر جمے رہیں اور اپنے ایک ایک عقیدۂ زائغہ کا رد لیتے جائیں وباللہ التوفیق اصل تحریر ان مجتہد صاحب اور ان کے مقلدوں کی مہری بعض احباب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے پاس موجود۔

والحمد للہ العزیز الودود والصلوٰۃ والسلام علی النبی المحمود وآلہ وصحبہ الی یوم الخلود۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

عزشانہ احکم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بمحمد ن المصطفٰی النبی الامی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری

عبد المصطفٰی احمد رضا خاں

---

۵۷ قرآن وحدیث پڑھ کر دیکھ لیں۔

تقلید اور غیر مقلدین کے رد میں اعلیٰ حضرت کے نایاب رسائل کا مجموعہ

السہم الشہابی علیٰ خداع الوہابی

تصنیفات:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی عطاری

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

السهم الشهابی علی خداع الوهابی

۱۳۲۵ھ

(شعلے برساتا ہوا تیر بڑے دھوکہ باز وہابی پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ: از شہر جیت پور کاٹھیا وار ۔ مرسلہ جماعت میمناں، ۸ شوال ۱۳۲۵ھ

حضرات کرام علمائے اہلسنت وارث علوم حضرت رسالہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ اس باب میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص[58] مولوی رحیم بخش نامی لاہور کے رہنے والے نے مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے اردو کی کتابوں کا ایک سلسلہ بنایا ہے جس کا نام اسلام کی پہلی کتاب ، اسلام کی دوسری کتاب ، اسلام کی تیسری کتاب وغیرہ رکھا ہے ۔ ان کتابوں کا مصنف اسلام کی دوسری کتاب کے صفحہ ۳ سطر ۸ میں لکھتا ہے: " ان کتابوں میں بعض مقام میں جو لفظ اہل حدیث اور فقہاء کا استعمال کیا گیا ہے اس سے نہ اہل حدیث پر طعن مقصود ہے[59] اور نہ فقہاء کو مخالف حدیث کا لقب

السهم الشهابی علی خداع الوهابی

۵۸ غیر مقلد

۵۹ جی ہاں وہابیہ کا اہل حدیث بننا بھی انگریز کا تفصیل ہے جو ان کے لیے باعث طعن نہیں باعث فخر ہے۔

غیر مقلدین وہابی انگریزوں کی منظوری سے اہل حدیث بنے

واضح رہے کہ وہابیہ کے تمام موجودہ گروہ ایک ہی شجرِ وہابیت کی شاخیں ہیں اور سب

مد نظر ہے بلکہ اہل حدیث سے وہ لوگ مراد ہیں جو صرف صحیح حدیث پڑھ کر یا سن کر عمل کرتے ہیں[۶۰] کسی خاص مذہب کے پابند

کے سب سید احمد رائے بریلوی اور اسماعیل دہلوی کی وساطت سے ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہیں پہلے سب ہی وہابی کہلاتے تھے۔

دیوبندی، اہلحدیث، ندوی اور مودودی وغیرہ بعد میں بنے۔ عقائد سب کے ایک اور کردار بھی ان کا ایک ہے۔ غیر مقلدین کے اہلحدیث بننے کی روئیداد خود ان کے ممتاز مولولی کی زبانی سنیے جو بجائے خود بڑی دلچسپ ہے وہابی مولوی عبدالحمید خادم سوہدروی ''سیرت ثنا؟؟'' صفحہ ۳۴ پر لکھتا ہے:

''محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ کے ذریعے اہلحدیث کی بہت خدمت کی لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔۔۔۔ آپ نے حکومت (برطانیہ) کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر پائی۔

انہوں نے ارکانِ جماعتِ اہلحدیث کی ایک دستخطی درخواست لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے سے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کی اس درخواست پر سرفہرست شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط تھے۔ گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیج دی۔ وہاں سے حسب ضابطہ منظور آ کی کہ آئندہ ''وہابی'' کے بجائے ''اہلِ حدیث'' کا لفظ استعمال کیا جائے۔ لیفٹیننٹ گورنر پنجاب نے اس کی باقاعدہ اطلاع مولوی حسین کو دی۔ اسی طرح گورنمنٹ مدارس کی طرف سے ۱۵ اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۲۷، گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۴ مارچ ۱۸۹۰ء کو بذریعہ خط نمبر ۳۸۶ گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ۱۴ اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۷۳۲ اس امر کی اطلاع مولوی محمد حسین بٹالوی کو ملی۔

[۶۰] جی ہاں وہابیہ غیر مقلدین اتنے ہی جاہل کہ یہ صحیح حدیث کو **Right** اور باقی کو **Wrong** سمجھتے ہیں جیسا کہ ابھی پیچھے ذکر گزرا کہ یہ ''اہل حدیث'' نام ان کے

نہیں، اور فقہاء سے وہ لوگ مراد ہیں جو خاص کتب فقہ اور خاص مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پابند ہیں اور اپنے مذہب کی روایت کو زیادہ مانتے ہیں۔[۶۱] اس اختلاف کو اس سلسلے میں اس لئے بیان کیا

لیے انگریز کا تحفہ ہے ورنہ ان کو حدیث سے کچھ تعلق نہ علاقہ ان کا مقصد تو حدیث کے ایک بہت بڑے حصے کو ضائع کر دینا ہے کیونکہ حدیث حسن لذاتہ، حسن لغیرہ، ضعیف احادیث بھی بیکار نہیں ہوتیں صرف موضوع احادیث ہی بے کار ہوتی ہیں ضعیف وحسن احادیث کب کام آتی ہیں یہ جاننے کے لیے اعلیٰ حضرت کا رسالہ ''منیر العین'' ملاحظہ فرمائیں۔

[۶۱] وہ اس لیے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں اور آپ کو جو احادیث مبارکہ ملیں وہ بخاری شریف کی روایات سے زیادہ قوی یعنی زیادہ قوت رکھنے والی روایات ہیں کیونکہ سب جانتے ہیں کہ یہ زمانہ خیر القرون کا تھا جن میں صدق وامانت اور ثقہ ہونا اغلب تھا اور یہ بات علم رکھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ علو سند (یعنی سند میں راویوں کی تعداد کم ہونا) کا علم اصول حدیث میں کیا درجہ ہے اور یہ بات تو بدیہی ہے کہ درمیان میں واسطے جتنے زیادہ ہوں گے خطرات اتنے زیادہ ہوں گے اور جتنے کم ہوں گے غلطی اور کوتاہی کے احتمالات اتنے ہی کم ہوں گے۔

امام اعظم کے پاس پہنچنے والی تمام احادیث ثلاثیات میں سے تو ضرور ہی ب واسطے اس سے کم تو ہو سکتے ہیں زیادہ ہونا مشکل ہے جبکہ بخاری شریف میں تقریباً ۱۲۲ احادیث ہی ثلاثیات ہیں تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کیونکہ تابعی ہیں تو آپ نے جن احادیث مبارکہ کو سن کر اور پڑھ کر اجتہاد کیا اور مسائل بیان کیے وہ یقیناً صحیح ہیں اگر کسی کو کسی حدیث کے ضعیف ہونے کا پتہ چل بھی جائے تو یہ ضعف امام اعظم کے بعد کا ہے جو امام اعظم کے قول کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

ہے کہ اس زمانہ میں اکثر اہل حدیث ۶۲ اور فقہاء کے اختلاف

۶۲ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث کیوں کہلانے لگے؟ اور کیا واقعی یہ اہل حدیث ہیں اور کیا ان کو اہل حدیث کہنا چاہیے؟

1: پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ پہلے تو یہ وہابی نام فخر کے ساتھ لیتے تھے لیکن جب لوگوں کو ان کے عقائد کا علم ہوا تو لوگ ان کے گندے نام کے اسلام سے چڑنے لگے اور وہابی کا لفظ ان کو چھیڑنے کے لیے بولنے لگے تو اب ان کو اپنے گندے دین کو پھیلانا مشکل ہو گیا تو انہوں نے اپنا اصل نام کو چھپا کر انگریز سے نیا نام منظور کروایا اور اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوایا۔

2: دوسرا سوال کیا واقعی یہ اہل حدیث ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں یہ اہل حدیث نہیں دو وجہ سے ایک تو یہ کہ یہ عبدالوہاب نجدی کے مقلد ہونے کی وجہ سے وہابی ہیں اہل حدیث نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی بھی شخص اہل حدیث نہیں ہو سکتا کیوں اس لیے کہ اس میں بھی دو باتیں ہیں پہلی بات تو یہ کہ اہل حدیث کسی کو کب کہیں گے جب وہ تمام احادیث مبارکہ پر عمل کرے یا جب وہ چند احادیث مبارکہ پر عمل کرے اگر چند احادیث پر عمل کرنے پر کسی کو اہل حدیث کہا جائے گا تو پھر دنیا میں کوئی بھی ایسا نہ رہے گا جو اہل حدیث نہ ہو اور تمام پر کوئی عمل کر نہیں سکتا مزید یہ کہ اصطلاح شریعت میں حدیث کی تعریف جمہور محدثین یوں کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے قول و فعل حال اور تقریر کو کہتے ہیں اور حدیث صحیح (یعنی حدیث best) کی تعریف یوں فرمائی کہ وہ حدیث جس کا راوی عادل ہو اور وہ حدیث کو مکمل محفوظ رکھنے والا ہو اور وہ حدیث شاذ ہونے سے خالی ہو تو وہ حدیث صحیح حدیث ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

معلوم ہوا کہ رسول جس کام سے روک دیں اس کام سے رک جانا چاہیے اور اس کی

کا زیادہ چرچا ہے اور دونوں فریق کے لوگ بکثرت موجود ہیں[۶۳] اور اس سلسلہ میں عام مسلمانوں کی تعلیم اور اتحاد مقصود ہے[۶۴]، اور یہ

خبر ہمیں حدیث سے ملے گی کہ رسول ﷺ نے ہمیں کس کام سے روکا اور کس کام کا حکم دیا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

"نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا"

ترجمہ: میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا (اب میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو۔

(مسلم)

اس حدیث مبارکہ سے ہمیں پتہ چلا کہ کبھی زیارت قبور سے روکا بھی گیا تھا مگر پھر زیارتِ قبور کی اجازت مل گئی۔ یعنی آپ نے اپنے پچھلے حکم نامے کو منسوخ فرما دیا اور اجازت مرحمت فرمادی۔ تو پتہ چلا کہ حدیث پڑھ کر عمل کرنا صحیح نہیں جب تک حدیث کے ناسخ (وہ حکم جس نے پچھلا حکم منسوخ کر دیا ہو) اور منسوخ (وہ پچھلا حکم جو نئے حکم نامہ آنے کے بعد ختم ہو جائے) کے بارے میں نہ جانتا ہو۔

اسی طرح جو شخص مزاج رسول ﷺ اور کلام رسول ﷺ نہ سمجھتا ہو اس کو بھی حدیث پڑھ کر عمل کرنے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ غرض یہ کہ حدیث میں صرف ترجمہ دیکھنا کافی نہیں اس میں اور بھی بہت سے اسرار و رموز ہوتے ہیں جو علم والے ہی جان سکتے ہیں۔

۶۳ جھوٹوں پر خدا کی لعنت، آج بھی غیر مقلد کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں آج سے سو سال پہلے (یعنی اس سوال کے وقت) تو اس فتنے کو سمندر سے قطرے والی نسبت ہی تھی۔

۶۴ مسلمانانِ عالم الحمدللہ متحد ہیں کوئی حنفی کسی شافعی کے یا کوئی شافعی کسی حنفی کے لیے کوئی سختی نہیں کرتا (ایک دوسرے کی تعریف کرتے نہیں تھکتے جیسا کہ امام اعظم کی تعریف میں دیگر مذاہب کے علماء کے کثیر اقوال ہیں (بعض نے کتابیں

اختلاف اسی اختلاف کے مشابہ ہے جو قدیم سے بھی لکھیں یہاں نمونے کے طور پر مذاہب ثلاثہ ہی کے چند علماء کے اسمائے گرامی مع تصانیف درج کیے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	مصنف کا نام	کتاب جو امام صاحب کے مناقب میں تصنیف کی گئی
۱	امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی شافعی متوفی ۷۴۷ھ	رسالہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ جس کا ذکر آپ نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کے ترجمہ میں کیا۔
۲	شیخ الاسلام مجدالدین فیروز آبادی شافعی ، صاحب قاموس، متوفی ۸۱۷ھ	ایک مستقل کتاب امام صاحب کے مناق میں لکھی ہے جس کا ذکر امام شعرانی نے یواقیت و جواہر، مطبوعہ مصر، جز اول، ص ۶ میں کیا ہے
۳	علامہ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ	تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ
۴	حافظ ابو المحاس محمد بن یوسف بن علی دمشقی شافعی	عقود الجمان فی مناقب النعمان جو ۹۳۹ھ میں تصنیف کی جیسا کہ کشف الظنون میں ہے
۵	شیخ ابن حجر مکی ہیتمی شافعی متوفی ۹۷۵ھ	خیرات الحسان فی مناقب النعمان
۶	علامہ یوسف بن عبدالہادی حنبلی	تنویر الصحیفہ بمناقب ابی حنیفہ جس کا ذکر علامہ محمد امن نے رد المحتار میں کیا ہے۔

صحابہ اور ائمہ دین میں چلا آیا ہے اور کتب فقہ وغیرہ

اب ان بزرگوں کے اسمائے گرامی لکھے جاتے ہیں جنہوں نے اپنی تصانیف میں امام صاحب کے مناقب بیان کیے ہیں۔

نمبر شمار	مصنف کا نام	کتاب جس میں منجملہ دیگر مضامین امام صاحب کے مناقب بھی مذکور ہیں
۱	قاضی ابن عبدالبر مالکی متوفی ۴۶۳ھ	کتاب الانتہاء فی مناقب الثلاثۃ الفقہاء کتاب جامع العلم
۲	شیخ الاسلام ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی شافعی متوفی ۴۷۶ھ	طبقات الشافعیۃ
۳	حجۃ الاسلام امام غزالی شافعی متوفی ۵۰۵ھ	احیاء العلوم
۴	امام ابو سعد عبدالکریم بن محمد مروزی سمعانی شافعی متوفی ۵۶۲ھ	کتاب الانساب
۵	امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ	تفسیر کبیر
۶	ابو السعادات مبارک بن محمد ابن اثیر شافعی متوفی ۶۰۶ھ	جامع الاصول
۷	ابو القاسم بن محمد رافعی شافعی متوفی ۶۲۳ھ	تذنیب
۸	امام نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ	تہذیب الاسماء والصفات
۹	قاضی ابن خلکان شافعی	وفیات الاعیان
۱۰	حافظ جمال الدین یوسف بن الزکی المزی شافعی متوفی ۷۴۲ھ	تہذیب الکمال فی اسماء الرجال
۱۱	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی شافعی صاحب مشکوٰۃ المصابیح	اکمال فی اسماء الرجال جو ۷۴۰ھ میں تصنیف کی

میں اکثر حنفی شافعی وغیرہ کے نام سے مذکور ہے، اصول دین میں سب متفق ہیں[۶۵]، صرف بعض فروع میں مختلف ہیں

۱۲	امام ابوعبداللہ ذہبی شافعی متوفی ۷۴۷ھ	تذکرۃ الحفاظ، کاشف عبرنی اخبار من غیر
۱۳	امام ابوعبداللہ بن اسعد یافعی شافعی متوفی ۷۶۸ھ	مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان
۱۴	شیخ کمال الدین محمد بن عیسیٰ دمیری شافعی متوفی ۸۰۸	حیاۃ الحیوان
۱۵	حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ	تہذیب التہذیب وغیرہ
۱۶	علامہ محمد بن احمد حنبلی موصلی	غایۃ الاختصار فی مناقب الاربعہ ائمہ الامصار
۱۷	شیخ محمد بن یوسف دمشقی شافعی صاحب عقود الجمان	سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد
۱۸	قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی متوفی ۹۶۶ھ	تاریخ الخمیس
۱۹	شیخ عبدالوہاب شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ	میزان کبریٰ طبقات کبریٰ

اب تینوں مذاہب کے علماء جب امام اعظم کی تعریف میں اتنا کچھ کہہ رہے ہیں یہ سب کچھ پڑھ کر کوئی عقل کا اندھا ہی یہ بات کرسکتا ہے کہ ان چاروں مذاہب نے آپس میں کسی قسم کا بغض وحسد رکھا ہوا ہے۔

۶۵ لعنت اللہ علی الکذبین، جھوٹوں پر خدا کی لعنت اللہ عزوجل ان جھوٹوں سے امت کو بچائے جو جھوٹ بولتے ہوئے ذرا بھی نہیں شرماتے کتنے شرم کی بات ہے

فروعی اختلاف میں بھی سند رکھتے ہیں، غایت یہ ہے کہ

کہ یہ ساری امت کو مشرک بنائیں تقلید کرنے والوں کو مشرک، مزار پر جانے والوں کو مشرک، مدینہ شریف جانے والا مشرک تعویذ پہننے والا مشرک پھر اس پر دعویٰ یہ کہ اختلاف فروعی ہیں (یعنی اختلاف معمولی ہیں) آپ کسی کو ہندو کہہ دیں لیکن آپ کے اختلاف فروعی (معمولی) ہیں تو پھر جس سے آپ کے زبردست اختلاف ہوں گے اس کے ساتھ پتہ نہیں کیا سلوک کریں گے۔ اس بات کو دوسرے زاویے سے دیکھیں تو ہم ان سے اپنے اختلاف کو معمولی قرار نہیں دیتے پھر اس اختلاف کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خاص وہابیہ کے رد میں تقریباً ۷۵ سے زائد کتابیں تحریر فرمائیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱: حل خطاء الخط

۲: سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الوری

۳: الامر باحترام المقابر

۴: اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامہ

۵: ھدی الحیران فی نفی الفیء عن شمس الاکوان

۶: النعیم المقیم فی فرحۃ مولد النبی الکریم

۷: بذل الصفا لعبد المصطفی

۸: النذیر الھائل لکل حلف جاہل

۹: منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین

۱۰: نسیم الصبا فی ان الاذان یحول البلا

۱۱: الاھلال لفیض الاولیاء بعد الوصال

۱۲: طوالع النور فی حکم السرج علی القبور

۱۳: انوار الانبیاء فی حل نداء یا رسول اللہ

کسی کی دلیل قوی ہے اور کسی کی ضعیف، اور جو ضعیف پر ہے وہ بھی اپنے

۱۴: حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات

۱۵: انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار

۱۶: اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین

۱۷: باب غلام مصطفیٰ

۱۸: سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح

۱۹: الحجۃ الفائحہ بطیب التعیین والفاتحہ

۲۰: سرور العبد السعید فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید

۲۱: الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن

۲۲: ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال

۲۳: الیاقوتۃ الواسطہ فی قلب عقد الرابطہ

۲۴: سبحٰن القدوس عن تقدیس نحس منکوس

۲۵: الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء

۲۶: برکات الامداد لاہل الاستمداد

۲۷: بدل الجوائز علی الدعاء بعد صلاۃ الجنائز

۲۸: فتح السرین بجواب المسئلۃ العشرین

۲۹: الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ

۳۰: سل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ

۳۱: وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید

۳۲: سبل الاصفیانی فی حکم الذبح لاولیاء

۳۳: اطائب التہانی فی النکاح الثانی

۳۴: شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ

۳۵: النفحۃ الفائحۃ من مسلسلات الفاتحہ

۳۶: الوفاق المتین بین سماع الدفین

نزدیک اس کو قوی سمجھتا ہے۔ غرض ہمیں اس میں نہ

۳۷: ازالۃ العار بحجر الکرایہ عن کلاب النار

۳۸: جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ

۳۹: انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ

۴۰: الؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان وما یکون

۴۱: مالی الجیب بعلوم الغیب

۴۲: الجزاء المهیا لغلمۃ کنهیا

۴۳: الموهبۃ الجدیدۃ فی وجود الحبیب بمواضع عدیدۃ

۴۴: اتیان الارواح لدیار هم بعد الروح

۴۵: اهلال الوہابیین علی توہین قبور المسلمین

۴۶: الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ

۴۷: هادی الناس فی اشیاء من رسوم الاعراس

۴۸: حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

۴۹: خلاصۃ فوائد فتاویٰ

۵۰: مبین احکام و تصدیقات اعلام

۵۱: الفیوض الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ

۵۲: تمهید ایمان بآیات قرآن

۵۳: فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ

۵۴: مفاد الحبر فی الصلاۃ بمقبرۃ وجنب قبر

۵۵: بدر الانوار فی اداب الآثار

۵۶: انباء الحی فی کتابۃ المصون تبیان کل شئ

۵۷: دامان باغ سبحن السبوح

۵۸: المبین ختم النبیین

۵۹: قمر التمام فی نفی الفی عن سید الانام

تعصب ہے اور نہ کسی کی مخالفت منظور ہے، محض اشاعت دین

۶۰: ایذان الاجر فی اذان القبر
۶۱: رعایۃ المذہبین فی الدعاء بین الخطبتین
۶۲: رشاقۃ الکلام فی حواشی اذاقۃ الانام
۶۳: البارقۃ الشارقۃ علی المارقۃ المشارقہ
۶۴: تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال
۶۵: جوابہائے ترکی بترکی
۶۶: سیف المصطفی علی ادیان الافتراء
۶۷: نشاط السکین علی حلق البقر السمین
۶۸: اخبار یہ کی خبر گیری
۶۹: نہایۃ النصرۃ برد الاجوبۃ العشرۃ
۷۰: صمصام سنیت بگلوئے نجدیت
۷۱: ظفر الدین المجید ملقب بہ بطس غیب
۷۲: مبین الہدی فی نفی امکان مثل المصطفی
۷۳: ماحیۃ العیب بایمان الغیب
۷۴: چابک لیث بر اہل حدیث
۷۵: پردہ در امر تسری
۷۶: الاسئلۃ الفاضلہ علی الطوائف الباطلۃ

خاص وہ کتابیں جو رد غیر مقلدین میں لکھیں

۱: النہی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید
۲: صفایح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین
۳: وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح
۴: السیوف المخیفۃ علی عائب ابی حنیفہ
۵: جمیل ثناء الائمۃ علی علم سراج الائمہ
۶: اعز النکات بجواب سوال ارکات ملقب بلقب الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی
۷: حاجز البحرین الوافی عن جمع الصلاتین

اور اتباع رسول ﷺ مقصود ہے"

۸: لوامع البها فی المصر للجمعة والاربع عقیبها
۹: النهی الحاجز عن تکرار صلاة الجنائز
۱۰: هبة السنا فی تحقیق المصاهرة بالزنا
۱۱: الجام الصاد عن سنن الضاد
۱۲: قوارع القهار علی المجسمة الفجار
۱۳: رادع التعسف عن الامام ابی یوسف
۱۴: المقال البهران منکر الفقه کافر
۱۵: التائب الصیب علی ارض الطیب
۱۶: اظهار الحق الجلی
۱۷: معارضة الجروح علی التوهب المقبوح
۱۸: اصلاح النظیر
۱۹: اکمل البحث علی اهل الحدث
۲۰: معارضة الجروح علی التوهب المقبوح
۲۱: الهادی الحاجب عن جنازة الغائب
۲۲: لمعة الشمعة فی اشتراط المصر للجمعة
۲۳: صمصام حدید بر کولی بے قید عدو تقلید
۲۴: مبین الهدی فی نفی امکان مثل المطفی
۲۵: الرد الناهز علی زعم النهی الحاجز
۲۶: الاسنة الفاضلة علی الطوائف الباطلة

ان تمام کتابوں کے نام اور لمبی فہرست پڑھنے کے بعد اب ہم تمام غیر مقلدین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ تمام علمائے اہلسنت میں سے کس نے کب شافعیت کے خلاف کوئی کتاب لکھی یا کسی شافعی عالم نے حنفیت کے خلاف کتابیں لکھیں۔

قارئین کرام! حنفی شافعی وغیرہم کا اختلاف "فروعی اختلاف" ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے رحمت قرار دیا اور وہابیہ روافض اور قادیانیوں وغیرہم سے اہل سنت کا اختلاف

پھر اسی کتاب کی صفحہ ۱۳ سطر ۶ میں لکھتا ہے:

"حیض کی مدت میں علماء کے یہ اقوال ہیں[۶۶]: ایک دن رات، دو دن رات، تین دن رات، سات دن رات، دس دن، پندرہ دن۔ اصل یہ ہے کہ یہ امر ہر عورت کی عادت اور طبیعت پر منحصر ہے۔"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے:

"پانی کی طبیعت پاک ہے تھوڑا ہو یا بہت، بند ہو یا جاری، بو مزہ بدلنے سے ناپاک ہو جاتا ہے"[۶۷]

اصولی اختلاف ہے وہ اصولی اختلاف کیا ہے۔

الف: نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی آ جائے تو ختم نبوت پر فرق نہیں پڑے گا۔ (قادیانی، دیوبندی)

ب: اللہ تبارک وتعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ معاذ اللہ۔ (دیوبندی، وہابی)

ج: ہر چھوٹی بڑی مخلوق اللہ کے نزدیک چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ معاذ اللہ۔ (وہابی، دیوبندی)

ان کے مزید بے ہودہ اور لچر خیالات جاننے کے لیے علامہ مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی کی وی۔ سی۔ ڈی "آخر اختلاف کیوں" ملاحظہ فرمائیں۔

۶۶

الف: تمام غیر مقلدین کو چیلنج ہے کہ ان علماء کے اقوال بمع کتب نقل فرمائیں جنہوں نے یہ اقوال نقل کیے ہیں۔

ب: کن احادیث کے ذریعہ حیض کی مدت کا تعین کیا گیا؟

ج: عورت ان میں سے کون سے قول کو لے یعنی کتنی مدت کے بعد آنے والے خون کو استحاضہ سمجھے؟

د: اور جب کسی قول کو لے تو وجہ ترجیح کیا بنے گی؟

۶۷ بو اور مزہ بدلنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے یہ کس حدیث سے ثابت ہے مطلع فرمائیں؟ نیز حدیث بخاری و مسلم کی ہونی چاہیے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ سطر ۸ میں کہتا ہے:

"ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے وقت سے اصلی سایہ کے سوا ایک مثل تک ہے بعض فقہاء کے نزدیک دوسرے مثل تک بھی رہتا ہے لیکن مکروہ۔" [۶۸]

[۶۸] ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا:

عن ابی ذر قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شدۃ الحر من فیح جہنم۔

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا۔ آپ نے فرمایا ٹھنڈا وقت ہونے دو۔ اس نے پھر اذان دینے کا ارادہ کیا آپ نے پھر فرمایا ٹھنڈا وقت ہونے دو۔ اس نے تیسری بار اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا وقت ہونے دو۔ اس نے تیسری بار اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا وقت ہونے دو حتیٰ کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہوگیا۔ اور آپ نے فرمایا گرمی کی شدت جہنم کے سانس سے ہے

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۸)

اگر بخاری کی حدیث مبارکہ دیکھ کر آپ کی طبیعت صاف نہ ہوئی تو اگلی حدیث ہم مسلم شریف سے پیش کر دیتے ہیں کاش یہ اہل حدیث کہلانے والے حدیث دیکھ کر حدیث پر ہی عمل کر لیں لیکن یہ حدیث پر کیسے عمل کر سکتے ہیں ان کے امام (جن کی یہ تقلید کرتے ہیں) تو کچھ اور ہی ارشاد فرماتے ہیں۔

مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وقت الظہر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ مالم تحضر العصر۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۷ سطر ۵ میں تحریر ہے:

"جن نمازوں میں قصر کا حکم ہے یہ ہیں: ظہر، عصر وعشاء۔ ان میں سنتیں بھی معاف ہیں" [۶۹]

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۳ سطر ۸ میں لکھا ہے:

"جو شخص خطبے میں آ کر شریک ہو دو رکعت سنت پڑھ بیٹھے، جو شخص دوسری رکعت کے قیام سے پیچھے ملے اس کا جمعہ نہیں ہوتا وہ ظہر پڑھے"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۳ میں کہتا ہے:

"اگر ایک دن میں جمعہ اور عید اتفاق سے اکٹھے ہوں تو جمعہ میں رخصت آئی ہے اگر پڑھے تو بہتر ہے"

پھر مولوی رحیم بخش کی بنائی ہوئی اسلام کی تیسری کتاب کے صفحہ ۸۶ میں مذکور ہے:

"طلاق تین قسم کی ہے: احسن، جائز، بدعت"

"پھر طلاق بدعت کی نسبت اسی صفحہ کی سطر ۶ میں کہتا ہے:

"طلاق بدعت یہ ہے کہ ایک طہر میں تین طلاقیں پوری کر دے یا ایک ہی دفعہ تین طلاق دے دے"

پھر صفحہ ۸۷ میں کہتا ہے:

"طلاق بدعت بعض کے نزدیک تو واقع ہی نہیں ہوتی اور بعض کے نزدیک ہوتی ہے لیکن مکروہ۔ تین طلاق ایک دفعہ میں یہ اختلاف ہے اگر تین طلاق ایک دفعہ دے دے تو کسی کے نزدیک طلاق ہے اور کسی کے نزدیک نہیں" [۷۰]

نے فرمایا زوالِ آفتاب کے بعد جب انسان کا سایہ اس کے طول کے برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت ہوتا ہے جب تک عصر کا وقت نہ آ جائے۔

[۶۹] غیر مقلدین حوالہ دیں کہ یہ کس حدیث کا مضمون ہے؟ پھر اگر حدیث میں نہیں تو انہوں نے اسے کس پر قیاس کیا؟ اور قیاس کو یہ کب سے ماننے لگے؟

[۷۰] جی ہاں موجودہ زمانے کے وہابیہ غیر مقلدین تین طلاقوں کو ایک مانتے ہیں اور تین طلاق دینے والے کو بھی عورت سے رجوع کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

جیسے طلاق بدعت میں بیان ہوا ہے"

یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے جو رحیم بخش مذکور کی طرف دو کتابوں میں سے مع نشان صفحہ و سطر آپ کے حضور میں پیش کیا گیا ہے، اب ارشاد ہو کہ مولوی رحیم بخش مذکور سنی حنفی پاک دین ہے یا پکا کٹا وہابی غیر مقلد بد مذہب، اور اس کی کتابوں میں سے جو مسائل نکال کر لکھے گئے ہیں اور شناخت کے لئے ان پر قومے (" ") لگا دیئے ہیں۔ یہ مسائل حنفیوں کے ہیں یا لا مذہب[1] وہابیوں کے۔ پھر اگر مولوی رحیم بخش وہابی غیر مقلد ہے اور اس کی کتابوں میں مسائل مخالف ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بصراحت موجود ہیں تو سنی حنفیوں کے نادان بچوں کو ایسی برباد کرنیوالی اور مقلدوں کو لا مذہب بنانے والی کتابوں کا پڑھانا جائز ہے یا حرام یا ناجائز؟ پھر جو شخص قصداً سنی بچوں کو ایسی کتابیں پڑھائے اور دوسرے نادانوں میں ان کی اشاعت کرے اور ان کے پڑھنے کی ترغیب دلائے، وہ شخص خود بھی پکا وہابی اور لامذہب ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس مصنف کو سنی حنفی بتائے اور مسائل مندرجہ کی نسبت کہے کہ ایسے مسائل تو حنفیوں کی معتبر کتابوں ہدایہ وغیرہ میں لکھے ہیں اور ایسا اختلاف تو حنفیوں میں چلا آتا ہے اور کہے کہ ان کتابوں کا بچوں کا ایسی صورت میں پڑھانا کہ ان کے باپ دادا اور شہر کے رہنے والے حنفی ہوں کچھ حرج نہیں بلا کراہت جائز ہے، وہ خود بھی پکا وہابی، پکا لا مذہب، دین کا چور، سنیوں کا ٹھگ ہے یا نہیں؟ ان سب باتوں کا مفصل جواب عطا فرما کر ہم مسلمانان اہلسنت کو دین کے فتنے سے بچایئے اور خداوند کریم سے اجر عظیم حاصل

---

[1] لامذہب اس لیے کہ نہ یہ قرآن کی مانیں نہ حدیث کی صرف اپنے نفس کی پیروی کریں۔

فرمایئے۔

سائلان ہر سنی حنفی مسلمانان جیت پور ملک کاٹھیاوار

الجواب[۷۲]

الحمد للہ الذی انجانا من کید الکائدین والصلوٰۃ والسلام علی من رد فساد المفسدین وعلی آلہ وصحبہ والمجتہدین ومقلدیہم الی یوم الدین۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مکاروں کے مکر سے نجات عطا فرمائی۔ اور درود وسلام ہو اس پر جس نے فسادیوں کے فساد کو رد فرمایا، اور آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر، ائمہ مجتہدین پر اور ان کے مقلدوں پر قیامت کے روز تک۔

شخص مذکورہ صریح غیر مقلد وہابی ہے اور حنفیوں کا صریح مخالف و بدخواہ، اور اس کی یہ ناپاک کتاب یقینا گمراہی و فساد پھیلانے والی اور عظیم دھوکہ دے کر حنفی بچوں کے دلوں میں بچپن سے لامذہبی و گمراہی کا بیج بونے والی ہے۔ بچے، جوان کسی کو اس کتاب پڑھانا ہرگز جائز نہیں۔ جو حنفی بچوں اور عامیوں میں اس ضلالت مآب کتاب[۷۳] کی اشاعت کرتا اور اس کے پڑھنے کی ترغیب دیتا ہے حنفیہ کا دشمن، حنفیہ کا بدخواہ، خود غیر مقلد، لا مذہب، گمراہی پسند گمراہ ہے۔ جو سفیہ اس کے مصنف کو سنی حنفی کہے اور کہے کہ ایسا اختلاف خود حنفیہ میں چلا آتا

---

[۷۲] اب آپ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت حامیِ سنت ماحیِ بدعت مجدد دین وملت پروانۂ شمع رسالت میرے آقائے نعمت الحافظ القاری المفتی الامام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا محققانہ جواب ملاحظہ فرمائیں۔

[۷۳] گمراہی کی کتاب

ہے اور ایسے مسائل خود ہدایہ وغیرہ کتب حنفیہ میں موجود ہیں اور ان کا پڑھانا بلا کراہت جائز ہے، وہ خود بھی منہم اور انھیں بد مذہبوں کی دم ہے

اولاً مصنف عیار کا اتنا لکھنا ہی اس کی بدمذہبی و غیر مقلدی کے اظہار کو بس تھا کہ وہ لامذہبوں کو جن کا نام اس نے انھیں لامذہبوں سے سیکھ کر اہل حدیث و محدثین رکھا ہے اور حنفیہ کرام کو ایک پلے میں رکھتا ہے اور ان کا اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام و ائمہ اعلام رضی اللہ عنہم صرف فروعی بتاتا اور دونوں فریق میں اتحاد مناتا ہے حالانکہ غیر مقلدین کا ہم سے اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ کثرت اصول دین میں ہمارا ان کا اختلاف ہے۔[۷۴] ہماری تمام کتب اصول مالامال ہیں کہ ہمارے اور جملہ ائمہ اہلسنت کے نزدیک اصول شرع چار ہیں: کتاب وسنت واجماع وقیاس[۷۵]۔ لا مذہبوں نے اجماع وقیاس کو بالکل اڑا دیا۔ ان کا پیشوا صدیق حسن بھوپالی

---

[۷۴] مکار مصنف نے اہل حدیث کو ایک پلے میں رکھا اور حنفیوں کو دوسرے پلڑے میں رکھا حالانکہ خود بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے پھر بھی مکاری دکھاتے ہوئے اس کو فروعی اختلاف بتا دیا تھا یہ ان غیر مقلد دین اور وہابیوں کے تمام گروہوں کا اجتماعی عمل کہ یہ تمام اہلسنت کو مشرک (یعنی مثل ہندو) قرار دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود اہلسنت کی مساجد میں اہلسنت کے امام صاحبان کے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں کیا مشرک کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ وہابیہ جواب دیں؟

[۷۵] کتاب وسنت کے معنیٰ تو سب ہی جانتے ہیں اجماع وقیاس کے بارے میں جاننے کے لیے محقق دوراں حضرت علامہ ارشد القادری صاحب سے مستفیض ہوتے ہیں:

لکھتا ہے

اجماع

لغت میں اجماع کے معنی ہیں "عزم و اتفاق" چنانچہ قرآن کی اس آیت کریمہ میں یہی معنی مراد ہیں فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ (پ ۱۱، ع ۱۳) لیکن اجماع کے اصطلاحی معنی جو اصول فقہ کی عام کتابوں میں شائع ہے یہ ہیں:

ھو اتفاق اھل الحل والعقد من امۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی امر من الامور۔

ترجمہ: اجماع کہتے ہیں امت محمدی کے اصحاب حل وعقد کا کسی مسئلے پر متفق ہو جانے کو۔

کتاب وسنت کے بعد اجماع کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے صاحب تلویح ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا شک ان الاحکام التی تثبت بصریح الوحی بالنسبۃ الی الحوادث من الوحی الصریح وبقیت احکامھا مھملۃ لا یکون الدین کاملاً فلابد من ان یکون للمجتھدین ولأیۃ استنباط احکامھا۔

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ احکام جو وحی صریح سے ثابت ہیں وہ پیش آنے والے نئے نئے مسائل کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ اگر وحی صریح کے ذریعہ ان مسائل کے احکام معلوم نہ کیے جائیں تو ان کا اہمال لازم آجائے گا اور دین میں نقصان پیدا ہو جائے گا اس لیے ضرورت ہے کہ مجتہدین کو ان مسائل کے احکام کے استنباط کا حق دیا جائے گا۔

قرآن میں اجماع کی بنیاد

اب ذیل میں وہ آیتیں ملاحظہ فرمائیے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اجماع کی امت کو بھی دلیل شرعی کی حیثیت حاصل ہے اور حرمت و وجوب اور حسن و قبح کے احکام اس سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔

۱: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

قیاس باطل و اجماع بے اثر آمد

ترجمہ: اے ایمان والوں اطاعت کرو اللہ کی۔ اطاعت کرو رسول کی اور تم میں جو صاف امر ہیں ان کی اطاعت کرو۔

(ب ۱، ع ۵)

۲: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ۔

ترجمہ: اور جو رسول کے خلاف کرے اس کے بعد کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے خدا دوسری راہ چلے تو ہم اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور معاملات۔

(ب ۵، ع ۱۴)

۳: وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

ترجمہ: اور معاملات میں ان سے مشورہ لو اور جب کسی بات کا پکا ارادہ کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔

(ب ۴، ع ۸)

۴: وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ

ترجمہ: اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورہ سے ہے۔

(ب ۵، ۲۵)

توضیحات

پہلی آیت میں اولی الامر سے مراد علمائے امت ہوں یا اصحاب حل وعقد بہر حال ان کا فیصلہ مسلمانوں کے لیے واجب الاطاعت ہے۔ قرآن کی رو سے ان کی اطاعت کا جواب ہی اس دعویٰ کو ثابت کرتا ہے کہ احکام شریعت میں امت کے ارباب حل وعقد کا اجماعی فیصلہ بھی مؤثر ہے۔

دوسری آیت میں سبیل المؤمنین سے مراد امت کا تعامل ہے اور یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ امت کا تعامل بھی عملاً اجماع ہی کی شکل ہے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل اسلام کے لیے امت کے تعامل کی پیروی اس درجہ ضروری

ہے کہ انحراف کی صورت میں عذابِ جہنم کی وعید بھی ہے اور ضلالت عمل کی توثیق بھی۔
سی اور چوتھی آیتوں میں امت کے ارباب حل وعقد سے مشورہ کا حکم دیا گیا ہے اور باہمی مشاورت کو ایک دستور العمل کی حیثیت سے اسلامی نظام حیات میں داخل کیا گیا ہے اور باہمی مشاورت کو ایک دستور العمل کی حیثیت سے اسلامی نظامِ حیات میں داخل کر دیا گیا ہے اگر امت کے ارباب حل وعقد کی رائے کسی امر کے فیصلے میں مؤثر نہ ہوتی تو مشاورت کا حکم ہی کیوں دیا جاتا۔
نتیجے کے طور پر مذکورہ بالا آیات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اجماع امت بھی دلیل شرعی کی حیثیت سے اسلام میں واجب التسلیم ہے۔

اجماعِ امت حدیث کی روشنی میں

اجماع امت کا دلیل شرعی کی حیثیت سے قابلِ قبول ہونا احادیث سے بھی ثابت ہے۔ ذیل میں پیغمبرِ اعظم ﷺ کی دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

لَا تَجْتَمِعُ امتی علی الضلالۃ

ترجمہ: میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی۔

(رواہ الترمذی)

اجماع امت کے سلسلے میں ایک شبہ وارد کیا جاسکتا ہے کہ امت کے ارباب حل وعقد اگر کسی گمراہی پر متفق ہو جائیں تو کیا اس اجماع کے ذریعہ اس گمراہی کو بھی سند جواز مل سکتی ہے حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرما کر میری امت گمراہی پر کبھی مجتمع نہیں ہوگی۔ اس کے لیے اس شبہ کا سد باب کر دیا۔ حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی اس غیبی قوت ادراک کا مظہر ہے جو خدائے قدیر وعلیم نے انہیں مستقبل کے احوال دریافت کرنے کے بارے میں عطا فرمائے ہیں۔

مَا رَاٰہُ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن

ترجمہ: جس چیز کا جمہور مسلمین اچھا سمجھیں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

ان کی تمام کتابیں اس سے پر ہیں کہ وہ سوا قرآن وحدیث کے

اس حدیث پاک کے ذریعہ حضور ﷺ نے اس نکتے کو واضح فرمادیا کہ جمہور مسلمین کا کسی چیز کو اچھا سمجھنے کی بنیاد پر اسلام میں وہ چیز صرف اس لیے اچھی سمجھی جاتی ہے کہ خدا کے نزدیک بھی وہ اچھی ہے۔

اجماع کے سلسلے میں ایک ضروری وضاحت

اجماع امت کے سلسلے میں یہ سوال وضاحت طلب ہے کہ کن لوگوں کے اجماع کو دلیل شرعی کی حیثیت سے قبول کیا جائے گا حصول المامول کے مصنف اس سوال کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لااعتبار بقول العوام فی الاجماع لاوفاقاً ولا خلافا عند الجمهور لانهم ليسوا من اهل النظر فی الشرعيات ولا يفهمون الحجة ولا يعقلون البرهان۔

ترجمہ: اجماع کے سلسلے میں عوام کالانعام کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے نہ موافقت میں اور نہ مخالفت میں۔ اس لیے کہ شرعی مسائل میں انہیں کوئی دسترس حاصل نہیں ہے۔ نہ وہ حجت شرعی سے واقف ہیں اور نہ برہان کو سمجھتے ہیں۔"

اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ کسی مسئلے پر ناخواندہ عوام کا اتفاق اجماع امت نہیں کہلائے گا اور نہ اسے دلیل شرعی کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اجماع کی یہ بنیادی شرط اگر نظر انداز کردی جائے تو بہت سی وہ ناجائز رسوم و بدعات جو ناخواندہ عوام میں مقبول ورائج ہیں اجماع مسلمین کے نام پر سند جواز حاصل کرلیں گی۔ یہیں سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ تعامل مسلمین کو جو ایک شرعی حیثیت حاصل ہے اسے ناخواندہ عوام کا تعامل نہیں مراد ہے۔ مسلمانوں کا وہ تعامل مراد ہے جس پر امت کے ارباب حل وعقد نے اپنی مہر توثیق ثبت فرمائی۔

قیاس

قیاس کے لغوی معنیٰ ہیں اندازہ کرنا دو چیزوں میں مطابقت پیدا کرنا اور اصطلاح

کسی کا اتباع نہیں کرتے اور اجماع و قیاس کے سخت منکر ہیں

فقہ میں قیاس کے معنی ہیں علت کو مدار بنا کر سابق نظائر کی روشنی میں نئے مسائل کا حل کرنا۔ نور الانوار میں قیاس کی یہ تعریف کی گئی ہے:

تقدیر الفرع بالاصل فی الحکم والعلة

قیاس کی ایک اصطلاحی تعریف یہ بھی کی گئی ہے:

الحاق امر بامر فی الحکم الشرعی لاتحادیبنهما فی العلة

قرآن حکیم میں قیاس کی بنیاد

فقہ کے چار اصولوں میں سے چوتھی اصل قیاس ہے۔ قیاس بھی دلیل شرعی کی حیثیت سے مسلمہ ائمہ اسلام ہے۔ اور اس کی بنیادیں قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ قرآن کریم مندرجہ ذیل آیتیں قیاس کی مشروعیت پر بھرپور روشنی ڈالتی ہیں۔

۱: فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

(ب ۲۸، ع ۴)

توضیح تلویح اعتبار کے یہ معنی بیان کیے گئے ہیں۔

معنی الاعتبار رد الشی الی نظیرہ ای الحکم علی الشیٔ بما ھو ثابت لنظیرہ۔

اعتبار کے معنیٰ ہیں۔ شیٔ کو اس کی نظیر کی طرف پھیر دینا۔ یعنی کسی شے پر وہی حکم لگانا جو اس کی نظیر کے لیے ثابت ہے۔

۲: فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ۔

پس ایسا کیوں نہیں ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آئی جو دین میں تفقہ حاصل کرتی۔

(ب ۱۱، ع ۴)

حدیث میں قیاس کی بنیاد

صحاح کی کتابوں میں یہ حدیث شائع و ذائع ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل ﷺ کو

اور ہمارے ائمہ نے اجماع و قیاس کے ماننے کو ضروریات دین

حضور نبی پاک ﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو ان سے دریافت فرمایا:

لم تقضی قال بما فی کتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ تعالیٰ قال اقضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد ما قضی بہ رسول اللہ قال اجتھد برائی قال علیہ السلام الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسولہ۔

ترجمہ: کس چیز سے تم لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو گے۔ عرض کیا قرآن کریم سے۔ فرمایا اگر قرآن میں حکم نہ ملے تو عرض کیا رسول اللہ کی حدیثوں میں اس کا حکم تلاش کروں گا اور اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ فرمایا اگر حدیث رسول میں بھی حکم نہ ملے تو عرض کیا قیاس کے ذریعہ حکم کا استخراج کروں گا۔ یہ جواب سن کر حضور نے ارشاد فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو اپنے رسول کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔

اسی طرح کا سوال حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی فرمایا تھا۔ جب کہ قاضی بنا کر انہیں یمن بھیج رہے تھے۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا تھا۔

اذا لم اجد الحکم فی السنۃ قیس الامر بالامر فما کان اقرب الی الحق عملنا بہ فقال علیہ السلام اصبتھا۔

ترجمہ: جب ہم کسی مسئلہ کا صریح حکم حدیث میں نہیں پائیں گے تو ایک امر کا قیاس دوسرے امر پر کریں گے تو ہماری نظر میں جو بات حق سے قریب تر ہوگی اس پر عمل کریں گے یہ جواب سن کر حضور نے اس کی توثیق فرمائی۔

(منہاج الاصول)

ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر مندرجہ ذیل نکات ثابت ہوتے ہیں۔

پہلا نکتہ تو احکام کے ماخذ کی ترتیب کا ہے کہ احکام کی تخریج میں سب سے پہلا ماخذ اسلام میں مذموم نہیں ہے ورنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے جواب پر حضور ﷺ اس طرح اپنی خوشنودی کا اظہار نہ فرماتے۔ یہیں سے ان لوگوں کا اعتراض باطل

سے گنا ہے[۷۶] اور ان کے منکر کو ضروریات دین کا منکر کہا ہے اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے، پھر ہمارا ان کا اختلاف فروعی کیسے ہو سکتا ہے۔ مواقف و شرح مواقف، موقف اول، مرصد خامس، مقصد سادس میں ہے:

کون الاجماع حجۃ قطعیۃ معلوما بالضرورۃ من الدین[۷۷]

(شرح المواقف، الموقف الاول، المرصد الخامس المقصد السادس، منشورات الشریف الرضی قم ایران، ۱/۲۵۵)

"یعنی اجماع کا حجت قطعی ہونا ضروریات دین سے ہے"

ہو گیا جو ائمہ احناف کو اصحاب رائے کہہ کر مطعون کرتے ہیں۔

دوسرا نکتہ یہ کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ کے جواب میں نہایت صراحت کے ساتھ قیاس کا ذکر ہے اور حضور نے اس کی توثیق فرما کر قیاس کو بھی دلیل شرعی کا مقام فرمایا ہے۔

[۷۶] ایمان کہتے ہی اسے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں اور کسی ایک ضروری دینی کہ کہ انکار کو کفر کہتے ہیں۔ اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ ضروریات دین وہ مسائل ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں۔ جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر، وغیرہ۔ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں، حضور کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علماء میں نہ شمار کیے جاتے ہوں مگر علماء کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں۔ نہ وہ کہ کوردہ اور اور جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اس ضروری کو غیر ضروری نہ کر دے گا۔ البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے ان سب پر اجمالاً ایمان لاتے ہوں۔

[۷۷] شرح المواقف، الموقف الاول، ج۱، ص ۲۵۵

کشف البزدوی شریف میں ہے:

قد ثبت بالتواتر ان الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم عملوا بالقیاس وشاع وذاع ذٰلک فیما بینہم من غیر رد وانکار [78]

"یعنی تواتر سے ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم قیاس پر عمل فرماتے تھے اور یہ ان میں مشہور و معروف تھا جس پر کسی کو اعتراض و انکار نہ تھا۔"

(کشف الاسرار عن اصول البزدوی، باب القیاس، دار الکتاب العربی بیروت، ۳/۲۸۰)

اسی میں امام غزالی سے ہے: [80]

قد ثبت بالقواطع من جمیع الصحابة الاجتہاد والقول بالرای والسکوت عن القائلین بہ وثبت ذٰلک بالتواتر فی وقائع مشہورة ولم ینکرہا احد من الامة فاورث ذٰلک علما ضروریا فکیف یترک المعلوم ضرورة [81]

یعنی قطعی دلیلوں سے ثابت ہے کہ جمیع صحابہ کرام اجتہاد و قیاس کو مانتے تھے اور اس کے ماننے والوں پر انکار نہ کرتے تھے اور یہ مشہور واقعوں میں تواتر کے ساتھ ثابت ہوا اور امت میں سے کسی نے اس کا انکار نہ کیا تو اس سے علم ضروری پیدا ہوا تو جو بات ضروریات دین سے ہے کیونکر چھوڑی جائے گی۔ [82]

(کشف الاسرار عن اصول البزدوی، باب القیاس، دار الکتاب العربی بیروت، ۳/۲۸۱)

---

[78] کشف الاسرار عن اقول البزروی، باب القیاس، ج ۳، ص ۳۸۰

[79] تواتر کے لغوی معنیٰ ہیں کسی چیز کا یکے بعد دیگر اور لگاتار آنا جب مسلسل بارش ہو تو عرب کہتے ہیں تواتر المطر اور اصطلاحی معنیٰ یہ ہوں کہ یہ بات بہ کثرت لوگوں سے منقول ہے اور اتنے کثیر لوگوں سے ہے کہ جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو یعنی ایسی بات جو یقین کا فائدہ دے۔

[80] یہ بات قابل غور ہے کہ یہ بات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہیں نہیں امام غزالی رضی اللہ عنہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ جنہوں نے چھٹی صدی ہجری کے اوائل میں وصال فرمایا۔

[81] کشف الاسرار عن اقول البزروی، باب القیاس، ج ۳، ص ۳۸۱

[82] یعنی امام غزالی کے دور تک بھی کئی ایسا پیدا نہ ہوا تھا جو قیاس و اجتہاد کا

درمختار کتاب السیر باب المرتد میں ہے:

الکفر تکذیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی شئی مما جاء بہ من الدین ضرورۃ [83]

یعنی ضروریات دین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے کسی شے کا انکار کفر ہے

(الدرالمختار، کتاب السیر، باب المرتد، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۳۵۵)

بالخصوص امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قیاس سے ان گمراہوں کو جس قدر مخالفت ہے عالم آشکار ہے۔ انکی کتابیں ظفر المبین وغیرہ امام و قیاسات امام پر طعن سے مملو ہیں [84]۔ اور فتاوٰی عالمگیری جلد ثانی میں ہے:

رجل قال قیاس ابی حنیفہ حق لیست بحق کفر کذا فی التاتارخانیۃ [85]

یعنی جو شخص کہے کہ امام ابوحنیفہ کا قیاس حق نہیں وہ کافر ہو جائے گا۔ ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے۔

(الفتاوٰی الھندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع، نورانی کتب خانہ پشاور، ۲/۲۷۱)

ثانیاً یہ چالاک مصنف خود اقرار کرتا ہے کہ اسے کسی فریق سے مخالفت نہیں۔ یہ بات لامذہب بے دین ہی کی ہو سکتی ہے جسے دین و مذہب سے کچھ غرض نہیں ورنہ دو متخالف فریقوں میں مخالفت نہ ہوئی کیونکر معقول۔

انکار کرے۔

[83] الدرالمختار، کتاب السیر، باب المرتد ج۱، ص ۳۵۵

[84] جی ہاں یہ ہی وہ گروہ ہے جو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قیاسات پر طعن کرتا ہے اور خود بھی قیاس کرتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح تقلید پر اعتراض کرتا ہے اور خود اپنے مولویوں کی تقلید کرتا ہے۔

[85] الفتاوٰی الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع، ج ۲، ص ۱۵۳

ثالثاً لا مذہبوں کا اہلسنت کے ساتھ اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام بتانا صراحۃً انھیں اہلسنت بنانا ہے حالانکہ ہمارے علماء صاف فرماتے ہیں کہ وہ گمراہ بدعتی جہنمی ہیں۔

طحطاوی علی الدر المختار جلد ۳ میں ہے:[۸۶]

هذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله ومن كان خارجا عن هذه الاربعة فی هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار[۸۷]

یہ نجات والا گروہ یعنی اہلسنت و جماعت آج چار مذہب، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں جمع ہوگیا ہے۔ اب جو ان چار سے باہر ہے وہ بدمذہب جہنمی ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح، المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ، ۱۵۳/۴)

اور جو بدعتیوں جہنمیوں کو اہلسنت جانے اور ان کا خلاف مثل اختلاف صحابہ مانے خود بدعتی ناری جہنمی ہے۔

رابعاً اس بیان سے غیر مقلدوں لامذہبوں کی وقعت و توقیر مسلمان بچوں کے دلوں میں جمے گی کہ ان کا اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام ہے[۸۸] اور حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

۸۶ یعنی ہم ایک دفعہ پھر اسی طرف توجہ دلا دیں کہ طحطاوی کے مصنف سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت سے ایک سو سال پرانے بزرگ ہیں جو لوگ اہلسنت کو بدعتی کہتے ہیں وہ اپنے اعمال و عقائد کے حق میں چودہ سو سال کے بزرگوں کے اقوال تو پیش کریں ہرگز نہ کر سکیں گے ہاں ہم الحمد للہ اپنے اعمال و عقائد کے حق میں ہر صدی کے علماء کے اقوال لا سکتے ہیں۔

۸۷ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ج ۴، ص ۱۵۳

۸۸ کیونکہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف رائے تو دو بھائیوں کے اختلاف کے مثل تھی جو کہ ذاتی ضد و عناد کی بنا پر نہیں نہیں ایک دوسرے کی اصلاح کے لیے تھی۔

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام [89]
جو کسی بدمذہب کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی [90]

تو اس کتاب کا نام " اسلام کی کتاب " رکھنا نہ تھا بلکہ اسلام ڈھانے کی کتاب۔

خامساً اس مصنف عیار نے نادان مسلمانوں اور ان کے بے سمجھ بچوں کو کیا سخت فریب شدید دھوکا دیا ہے، یہاں تو لکھ دیا کہ وہ کسی مذہب سے تعصب نہیں رکھتا ملک میں فقہا و اہل حدیث دونوں بکثرت موجود ہیں [91] اور اس سلسلے میں عام مسلمانوں کی تعلیم مقصود ہے اس لئے دونوں فریق کا اختلاف اس میں بیان کر دیا ہے جس سے ظاہر ہوا کہ وہ ہر جگہ مذہب فریقین بیان کر دے گا کہ ہر فریق والا اپنا مذہب جان لے مگر اس نے صراحۃً اس کے خلاف کیا، کہیں کہیں اختلاف بتایا اور وہاں بھی جابجا دوسروں کے مذہب کو اصل مسئلہ ٹھہرایا اور حنفیہ کے مذہب کو کمزور کر کے کہا کہ بعض یوں کہتے ہیں، اور بہت جگہ صرف لامذہبوں کے مسئلے لکھے جو مذہب حنفی کے صریح خلاف ہیں، دراصل اختلاف کا پتا بھی نہ دیا جس سے مسلمانوں کے بچے اس مذہب مخالف پر جم جائیں اور اپنے مذہب کی خبر بھی نہ پائیں۔ اگر وہ ابتدا میں اختلاف بتانے کا وعدہ نہ کرتا تو دھوکا اتنا سخت نہ ہوتا، جب مسلمان جانتے کہ اس کتاب میں حنفیہ وغیر حنفیہ سب کے مسائل گھال میل بے تمیز ہیں، تو مسلمان

---

89 شعب الایمان، حدیث ۹۴۶۴، ج ۷، ص ۶۱

90 اس حدیث مبارکہ سے طاہر القادری کچھ سبق حاصل کریں۔

91 جب کہ آج بھی اہل حدیث (غیر مقلدین) آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔

اس کتاب سے بچتے۔ اب ان کو یہ دھوکا دیا کہ جہاں اختلاف ہے دونوں مذہب بتا دیئے جائیں گے تو ان کو اطمینان ہو گیا کہ اپنا مذہب لیں دوسروں کا چھوڑ دینگے اب کیا یہ گیا کہ کہیں کہیں اختلاف بتا کر بکثرت مواقع پر مذہب لکھا دوسروں کا اور اختلاف اصلاً نہ بتایا تو ناواقفوں کو صاف بتایا کہ یہ مسئلے متفق علیہ ہیں[92] ان پر بے تکلف عمل کرو یہ کتنی بڑی دغابازی اور مسلمان بچوں کی بدخواہی ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص سبیل لگائے اور اشتہار دے دے کہ جو آبخورے[93] ناپاک یا تمہارے مذہب کے خلاف ہیں ان پر چٹ لگا دی[94] ہے اور بعض پر تو چٹ لگائے باقی بہت ناپاک آبخورے بے چٹ کے ملا دے تو وہ صراحۃً بے ایمانی و دغابازی کر رہا ہے اگر وہ اتنا ہی کہتا کہ ان میں کچھ آبخورے نجس بھی ہیں تو کوئی مسلمان انہیں ہاتھ نہ لگاتا، چٹ کے دھوکے نے مسلمان کو فریب دیا، غیر مقلدوں کے طور پر سور کی چربی حلال اور شراب[95] و خون پاک ہے، یہ کتاب

---

92 یعنی دھوکہ دیتے ہوئے یوں بیان کر دیا کہ ان مسائل میں سب کا اتفاق ہے۔

93 یعنی پانی کے پیالے

94 یعنی پرچی لگا دی۔

95 مولوی وحید الزمان (اہل حدیث) نزل الابرار میں لکھتے ہیں:

"خنزیر کے گوشت کے سوا (یعنی چربی، گردے کلیجی وغیرہ) جو دباغت سے پاک ہو جاتی ہے ذبح سے پاک ہو جاتی ہے۔"

مولوی وحید الزمان (اہل حدیث) نزل الابرار میں لکھتے ہیں:

لا دلیل علی النجاسۃ الخمر
خمر کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں

(نزل الابرار، جلد ۱، ص ۳۰)

ایسی ہوئی کہ کسی غیر مقلد نے کوئی عام دعوت کی اور اعلان کر دیا کہ جس سالن میں گھی ہے وہ حنفیہ کے لئے پکایا ہے اور جس میں سور کی چربی ہے وہ ان غیر مقلدوں اہل حدیث کے لئے پکایا ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ حنفیہ کا کھانا چینی کے برتنوں میں ہے اور غیر مقلدوں کا پیتل کے بٹوے میں۔ اور پھر کرے یہ کہ بہت سالن سور کی چربی والا چینی کے برتنوں میں رکھ دے، ہر صاحب انصاف یہی کہے گا کہ یہ شخص سخت مفسد ہے اور بڑے فساد کا بیج بوتا ہے۔ اس وقت اس کی دوسری کتاب ہمارے پیش نظر ہے اس سے اسی قسم کے چند اقوال التقاط کئے جاتے ہیں:

(1) کچھ سر کا مسح فرض ہے، حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ حنفیہ کرام کے نزدیک ربع سر کا مسح فرض ہے اگر ربع سے کم کا کرے گا ہرگز وضو نہ ہوگا نہ نماز۔

ہدایہ میں ہے:

المفروض فی مسح الراس مقدار الناصیۃ وھو ربع الراس[96]

سر کا مسح ناصیہ کی مقدار فرض ہے اور وہ سر کا چوتھا حصہ ہے۔

(الھدایۃ، کتاب الطھارات، الکتبۃ العربیۃ کراچی، ۳/۱)

(2,3) ص ۳۰: بول و براز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خون نکلنے اور قے کرنے سے وضو بہتر[97] ہے۔ حنفیہ کے نزدیک خون بہہ کر نکلے یا منہ بھر کر قے ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے وضو کرنا فقط بہتر ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ ہدایہ میں ہے:

---

[96] الہدایہ، کتاب الطہارت، ج ۱، ص ۳

[97] حنفی مسلمانو! ہوش کرو اور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دو جن کے نہ تو عقائد ہی پاکیزہ ہیں نہ ہی افعال ایسے لوگ جن کے نزدیک قے کرنے کے بعد بھی وضو کرنا صرف ش ہو یعنی وضو کرنے نہ کرنے دونوں کا اختیار ہو تو ایسے شخص کا کیا اعتبار۔ کیا پتہ قے کرے پھر نماز پڑھا دے۔

نواقض الوضوء الدم والقی ملء الفم [98]

خون کا بہنا اور منہ بھر کر قے وضو توڑنے والی چیزیں ہیں۔

(الہدایۃ، کتاب الطہارات، فصل فی نواقض الوضو، الکتبۃ العربیۃ کراچی، ۸/۱)

(4) حاشیہ ص ۹: بعض کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے گو ٹوٹنے پر کوئی دلیل کافی نہیں تاہم اختلاف سے نکلنا بہتر ہے، نکسیر کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ یہاں صراحۃً نکسیر کے بارے میں حنفی مذہب کے مسئلہ کو بے دلیل کہا اور اس سے وضو بہتر بتایا حالانکہ حنفیہ کے نزدیک اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہدایہ:

لو نزل من الراس الی ما لان من الانف نقض الوضوء بالاتفاق [99]

اگر خون سر سے نازل ہوا اور ناک کے نرم حصہ تک پہنچ گیا تو بالاتفاق وضو ٹوٹ گیا۔

(الہدایۃ، کتاب الطہارات، فصل فی نواقض الوضو، الکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱۰/۱)

(5) ص ۱۰: غسل کے فرائض میں صرف اتنا لکھا کہ سارے بدن پر پانی ڈالنا فرض ہے حالانکہ مذہب حنفی میں غسل کے تین فرض ہیں: کلی اور ناک میں پانی پہنچانا اور سارے بدن پر پانی ڈالنا۔ ہدایہ:

فرض الغسل المضمضۃ والاستنشاق وغسل سائر البدن [100]

غسل کے فرائض کلی کرنا، ناک میں پانی پہنچانا اور سارے بدن پر پانی بہانا ہے

(الہدایۃ، کتاب الطہارات، فصل فی الغسل، الکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱۲/۱)

(6) ص ۱۳: وہ کہ سائل نے دربارۂ حیض نقل کیا اصل یہ ہے کہ یہ امر ہر عورت کی عادت و طبیعت پر منحصر [101] ہے، یہ

---

[98] الہدایہ، کتاب الطہارت، ج ۱، ص ۸

[99] الہدایہ، کتاب الطہارت، فصل فی نواقض الوضوئ، ج ۱، ص ۱۵

[100] الہدایہ، کتاب الطہارت، فصل فی الغسل، ج ۱، ص ۱۲

[101] تو پھر یہ غیر مقلدین حدیث مبارکہ کے ذریعہ ثابت کریں کہ حیض اور

صراحۃً مذہب حنفی کا رد ہے حنفیہ کے نزدیک حیض سہ تین رات دن سے کم ہو سکتا ہے نہ دس رات دن سے زائد۔ ہدایہ:

اقل الحیض ثلثۃ ایام ولیالیھا و ما نقص من ذٰلک فھو استحاضۃ واکثرہ عشر ایام والزائد استحاضۃ[102]

حیض کم از کم تین دن رات ہے جو اس سے کم ہو وہ استحاضہ ہے، اور زیادہ سے زیادہ حیض دس دن ہے جو اس سے زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔

(الھدایۃ، کتاب الطھارات، باب الحیض والاستحاضہ، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱/۴۶)

(7) ص ۱۵: وہ کہ سائل نے نقل کیا کہ پانی کی طبیعت پاک ہے[103]، حنفیہ کے نزدیک تھوڑا پانی ایک قطرہ نجاست سے بھی ناپاک ہو جائے گا[104] یہاں جو اس غیر مقلد نے فقط مزے اور بو کے بدلنے پر مدار رکھا اجماع تمام امت کے خلاف ہے کہ نجاست کے سبب رنگ بدلنے سے بھی بالاجماع پانی ناپاک ہو جائے گا اگرچہ مزہ و بو نہ بدلے۔ در مختار باب المیاہ:

ینجس الماء القلیل بموت بط وبتغیر احدا وصافہ من لون او طعم او ریح وینجس

استحاضہ میں کیا فرق ہے؟ ایک عام عورت کس طرح فیصلہ کرے گی کہ اب حیض ختم ہو چکا اور استحاضہ ہے؟ اور استحاضہ کبھی ہوتا بھی ہے یا نہیں؟ اور استحاضہ کی کیا کیون ہے؟ لیکن یاد رہے کہ حدیث بخاری و مسلم ہی کی ہونی چاہیے۔

[102] الہدایہ، کتاب الطہارت، باب الحیض والاستحاضہ، ج ۱، ص ۴۶

[103] غیر مقلدین کے نزدیک پانی جب دو مٹکے ہو تو اس میں خواہ کتنی ہی نجاست پڑ جائے پانی ناپاک نہ ہوگا جب تک اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے۔

[104] جب کہ ہم حنفیوں کے نزدیک تھوڑے پانی میں اگر ایک قطرہ پیشاب بھی گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا نہ تو اس پانی کو پیا جائے گا نہ اس سے وضو کیا جائے گا۔ سمندر، دریا اور ق پانی کے احکام اس سے مختلف ہیں۔

الکثیر ولو جاریا اجماعا اما القلیل فینجس وان لم یتغیر [105]

قلیل پانی نجس کے اس میں مرنے کی وجہ سے نجس ہو جاتا ہے اور کثیر پانی نجاست کی وجہ سے نجس ہو جاتا ہے۔ اور کثیر پانی نجاست کی وجہ سے رنگ، بو یا مزہ بدلنے سے بالاجماع نجس ہو جاتا ہے اگرچہ جاری ہو۔ اور قلیل پانی نجاست کے وقوع سے نجس ہو جاتا ہے اگرچہ اس کا کوئی وصف نہ بدلے۔

(الدر المختار کتاب الطہارۃ، باب المیاہ، مطبع مجتبائی دھلی، ۳۵/۱)

(8) ص ۲۵: عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک اور وتروں کا اخیر رات تک ہے یہ نہ فقط حنفیہ بلکہ ائمہ اربعہ کے خلاف ہے، چاروں اماموں کے نزدیک عشا کا وقت طلوع فجر تک رہتا ہے، در مختار میں ہے:

وقت العشاء والوتر الی الصبح [106]

عشاء اور وتر کا وقت صبح صادق تک ہے

(الدر المختار کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۵۹/۱)

میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:

وقت العشاء فانہ یدخل اذا غاب الشفق عند مالک والشافعی واحمد ویبقی الی الفجر [107]

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے پر داخل ہوتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔

(میزان الشریعۃ الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۷۳/۱)

نوٹ: سنی عوام وھابی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کہ ان کے نزدیک تھوڑے پانی میں پیشاب کرنے کے باوجود وہ پاک رہتا ہے اور یہ اس پانی سے وضو کرنے کے تیار رہتے ہیں۔

[105] الدر المختار، کتاب الطہارۃ، باب المیاہ، ج ۱، ص ۳۵،

[106] الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۵۹، مطبع مجتبائی،

[107] میزان الشریعۃ الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج ۱، ص ۱۷۳

(9) ص ۲۶ : پردہ زیر ناف گھٹنوں کے اوپر تک فرض ہے، حنفیہ کے مذہب میں گھٹنے بھی ستر میں داخل ہیں تو نماز میں گھٹنے کھلے رکھنے کی اجازت حنفی مذہب کے خلاف بھی ہے اور نماز میں بے ادبی کی تعلیم بھی۔ در مختار میں ہے:

الرابع ستر عورته وهی للرجل ما تحت سوته الی ما تحت رکبته[۱۰۸]

چوتھی شرط ستر عورت ہے اور مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے

((الدر المختار کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/ ۶۵)

(10) ص ۲۷: آزاد عورت کو منہ اور ہاتھ اور پاؤں کے سوا سب بدن کا چھپانا فرض ہے باندی کو اکثر منہ اور ہاتھ اور پاؤں کے سوا پیٹ اور پیٹھ اور باقی جسم کا چھپانا فرض ہے۔ یہ شخص باندی کا عجب حکم لکھ رہا ہے کہ نہ فقط حنفیہ بلکہ تمام امت کے خلاف اس نے آزاد عورت اور باندی کا حکم بحرف ایک رکھا کہ منہ اور ہاتھ اور پاؤں کے سوا باقی بدن کا چھپانا دونوں پر فرض کیا فقط فرق یہ رکھا کہ آزاد عورت کے لئے سارا منہ مستثنیٰ کیا اور باندی کے لئے اکثر منہ۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ باندی کا ستر آزاد کے ستر سے زائد ہے کہ اسے نماز میں سارے منہ کھولنے کی اجازت ہے اور باندی کو کچھ منہ کا حصہ چھپانا بھی فرض ہے یہ تمام جہاں میں کسی مسلمان کا قول نہیں۔ ایسی ہی خود ساختہ مسائل کی اشاعت کا نام اشاعت دین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکھتا ہے۔ در مختار میں ہے:

ما هو عورة منه عورة من الامة مع ظهرها وبطنها وجنبها وللحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين والقدمين[۱۰۹]

(الدر المختار کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/ ۶۵ و ۶۶)

---

۱۰۸ الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی، ج ۱، ص ۶۵

۱۰۹ الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۶۶ - ۶۷ مطبع مجتبائی دہلی،

جو مرد کے لئے ستر ہے وہی لونڈی کے لئے بھی ستر ہے سوائے پشت، پیٹ اور پہلوؤں کے جبکہ آزاد عورت کا تمام بدن ستر ہے سوائے چہرے، ہتھیلیوں اور قدموں کے۔

(11) ص۲۷: مقتدی کو امام کے اقتداء کی نیت کرنا چاہیے (حاشیہ) امام مالک کے نزدیک بالکل نہیں ہوتی۔ یہاں سے صاف ظاہر ہوا کہ مذہب حنفی میں مقتدی کی نیت کو نیت اقتداء کی ضرورت نہیں صرف اولیٰ ہے اگر نہ کرے گا جب بھی نماز ہو جائے گی حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ ہدایہ میں ہے:

ان کان مقتدیا بغیرہ ینوی الصلوۃ ومتابعتہ لانہ یلزمہ فساد الصلوۃ من جھتہ فلابد من التزامہ

(الھدایۃ، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۸۰/۱)

اگر نمازی غیر کا مقتدی ہے تو نماز کی نیت بھی کرے اور متابعت امام کی نیت بھی کرے کیونکہ اس کی نماز کا فساد امام کی جہت سے لازم آتا ہے لہٰذا اس کا التزام ضروری ہے۔[110]

عالمگیری میں ہے:

الاقتداء لا یجوز بدون النیۃ کذا فی فتاوی قاضی خان

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث، الفصل الرابع، نورانی کتب خانہ پشاور، ۶۶/۱)

بغیر نیت کے اقتداء جائز نہیں قاضیخاں میں یونہی ہے[111]

(12) ص۲۹: تصویر دار کپڑے میں نماز نہیں ہوتی۔ یہ غلط ہے نماز ہو جاتی ہے البتہ مکروہ ہوتی ہے۔ ہدایہ میں ہے:

لو لبس ثوبا فیہ تصاویر کرہ والصلوۃ جائزۃ لاستجماع شرائطھا

(الھدایۃ، کتاب الصلوۃ، فصل فی مکروھات الصلوۃ، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱۲۲/۱)

---

[110] الھدایۃ، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ج۱، ص۸۰

[111] الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث، الفصل الرابع، نورانی کتب خانہ پشاور، ج۱، ص۶۶

اگر ایسے کپڑے پہنے جن میں تصویریں ہیں تو مکروہ ہے تاہم نماز ہو جائے گی کیونکہ شرائط نماز تمام موجود ہیں۔[112]

(13) ص ۲۹: ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکا ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ یہ شریعت مطہرہ پر محض افترا ہے اس صورت میں نماز نہ ہونا کسی کا مذہب نہیں بلکہ تہبند لٹکا اگر بہ نیت تکبر نہ ہو تو ناجائز بھی نہیں جائز وروا ہے صرف خلاف اولیٰ ہے۔ عالمگیری میں ہے:

اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیۃ کذا فی الغرائب[113]

مرد اگر بلا نیت تکبر اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے تک لٹکائے تو مکروہ تنزیہی ہے۔ غرائب میں یونہی ہے۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع، نورانی کتب خانہ پشاور، ۳۳۳/۵)

(14) ص ۳۰: مسجد کے سوا نماز بلا عذر نہیں ہوتی۔ یہ بھی غلط ہے نماز بلا شبہہ ہو جاتی ہے مگر مسجد کی جماعت گھر کی جماعت سے افضل ہے، اور بلا عذر ترک مسجد فی نفسہٖ ممنوع ہے مگر مانع صحت نماز نہیں۔ رد المحتار میں ہے:

الاصح انہا کاقامتہا فی المسجد الا فی الافضلیۃ[114]

اصح یہ ہے کہ گھر میں نماز قائم کرنا مسجد میں نماز قائم کرنے کی طرح ہے مگر افضلیت میں فرق ہے۔

رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۳۷۲/۱)

---

[112] الہدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی مکروہات الصلوٰۃ، المکتبۃ العربیہ کراچی، ج ۱، ص ۱۲۲

[113] الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع، نورانی کتب خانہ پشاور، ج ۵، ص ۳۳۳

[114] رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ، ج ۱، ص ۳۷۲، داراحیاء التراث العربی بیروت،

(15) ص ۳۳: فقہا کے نزدیک الحمد پڑھنا صرف امام ہی کے لئے واجب ہے۔ یہ اس نے فقہاء پر محض افترا کیا۔ صرف اور ہی دو کلمے حصر کے جمع کر دیئے حالانکہ ہمارے ائمہ کے نزدیک امام اور منفرد سب پر سورہ فاتحہ واجب ہے صرف مقتدی کے لئے ممنوع ہے۔ در مختار میں ہے:

لها واجبات هی قراءة فاتحة الکتاب وضم سورة فی الاولین من الفرض وفی جمیع رکعات النفل والوتر[115]

نماز کے لئے کچھ واجبات ہیں وہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا اور فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی تمام رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورۃ ملانا۔

(الدر المختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۷۱)

اسی میں ہے:

والمؤتم لا یقرؤ مطلقاً ولا الفاتحة[116]

مقتدی مطلقاً قرات نہ کرے اور نہ ہی فاتحہ پڑھے

(الدر المختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۸۱)

(16) ص ۳۳: مغرب و عشاء میں قراءت آواز سے پڑھنی اور ظہر و عصر میں آہستہ پڑھنی سنت ہے۔ یہ بھی غلط ہے، حنفی مذہب میں یہ صرف سنت نہیں بلکہ امام پر واجب ہیں۔ در مختار واجبات نماز میں ہے:

والجهر للامام والاسرار للکل فیما یجهر فیه ویسر[117]

اونچی قراءت امام کے لئے اور پست قراءت سب کے لئے جہری اور سری قرأت والی نمازوں میں۔

(الدر المختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۷۲)

---

[115] الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۷۱، مطبع مجتبائی دہلی

[116] الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۸۱، مطبع مجتبائی دہلی

[117] الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۸۲، مطبع مجتبائی دہلی

۱۷: ص ۳۳: پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانی سنت ہے، حنفی مذہب میں یہ بھی واجب[۱۱۸] ہے، درمختار کی عبارت گزری۔
(الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۷۱)

۱۸: ص ۳۳: رکوع میں پیٹھ کو سر کے برابر کرنا فرض ہے، یہ محض افترا ہے، مذہب حنفی میں فقط سنت ہے نہ فرض نہ واجب۔ درمختار میں ہے:

ویسن ان یبسط ظھرہ غیر رافع ولا منکس راسہ[۱۱۹]
سنت ہے کہ پیٹھ کو سر کے برابر کرے نہ کہ بلند کرے نہ پست کرے

(الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۷۵)

۱۹۔۲۰: ص ۳۴: سجدہ سے سر اٹھا کر دو زانو بیٹھنا اور ٹھہرنا فرض ہے، رکوع سے اٹھ کر تسبیح کے برابر کھڑے رہنا فرض ہے۔ یہ بھی محض افتراء ہے دوزانو بیٹھنا صرف سنت ہے بلکہ مذہب حنفی میں اصل بیٹھنا بھی فرض نہیں واجب ہے بلکہ اصل مذہب مشہور حنفی میں اس جلسہ کو صرف سنت کہا یہی حال رکوع سے کھڑے ہونے کا ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

یجب التعدیل فی القومۃ من الرکوع والجلسۃ بین السجدتین وتضمن کلامہ وجوب نفس القومۃ والجلسۃ ایضا[۱۲۰]
رکوع کے بعد کھڑے ہونے اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں تعدیل واجب ہے۔ ماتن کا کلام خود قومہ اور جلسہ کے وجوب کو بھی متضمن ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/۳۱۲)

نیز اسی میں ہے:

---

۱۱۸ الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۷۱، مطبع مجتبائی دہلی

۱۱۹ الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۷۵، مطبع مجتبائی دہلی

۱۲۰ ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۳۱۲، داراحیاء التراث العربی بیروت

اما القومة والجلسة وتعدیلهما فالمشهور فی المذهب السنیة وروی وجوبها [121]

لیکن قومہ اور جلسہ اور ان میں تعدیل تو مذہب میں ان کا سنت ہونا مشہور ہے، اور وجوب بھی مروی ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/۳۱۲)

۲۱: ص ۳۵: نماز کے سب فعلوں کو بالترتیب ادا کرنا سنت ہے۔

مذہب حنفی میں بہت ترتیبیں فرض اور بہت واجب ہیں فقط سنت کہنا جہل وافتراء ہے۔ درمختار میں ہے:

بقی من الفروض ترتیب القیام علی الرکوع والرکوع علی السجود والقعود الاخیر علی ماقبلہ [122]

باقی ہے فرائض نماز سے، قیام کی ترتیب رکوع پر اور رکوع کی ترتیب سجدہ پر اور آخری قعدہ کی ترتیب اس کے ماقبل پر۔

(الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۷۱)

اسی کے واجبات نماز میں ہے:

ورعایۃ الترتیب بین القراءۃ والرکوع وفیما یتکرر اما فیما لایتکرر ففرض کمامر [123]

ترتیب کو ملحوظ رکھنا قراءت ورکوع کے درمیان اور افعال متکررہ میں واجب ہے۔ رہے افعال غیر متکررہ تو ان میں رعایت ترتیب فرض ہے۔ جیسا کہ گزرا۔

(ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/۳۱۲)

۲۲: ص ۳۶: اخیر کا التحیات اکثر کے نزدیک فرض اور بعض کے نزدیک سنت ہے مذہب حنفی میں یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔ نہ فرض ہے نہ سنت، بلکہ واجب۔ درمختار باب

---

[121] ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱، ص ۳۱۲، داراحیاء التراث العربی بیروت

[122] ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ج۱، ص ۷۱

[123] ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ج۱، ص ۷۱

واجبات الصلوٰۃ میں ہے:

والتشہدان [۱۲۴]

اور دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/ ۷۲)

(23, 24, 25) ص ۳۶: دائیں بائیں طرف سلام پھیرنا فرض ہے۔ اس میں تین باتیں فرض کیں سلام پھیرنا اور اس کا دائیں طرف ہونا اور بائیں طرف ہونا، اور یہ تینوں باطل ہیں ان میں کچھ فرض نہیں، لفظ سلام فقط واجب ہے اور داہنے بائیں منہ پھیرنا سنت۔ درمختار واجبات نماز میں ہے:

ولفظ السلام [۱۲۵]

اور لفظ سلام واجب ہے

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/ ۷۲)

مراقی الفلاح میں ہے:

یسن الالتفات یمینا ثم یسارا بالتسلیمتین [۱۲۶]

سلام کے وقت نمازی کا دائیں بائیں منہ پھیرنا سنت ہے۔ (ت)

(26, 27) ص ۳۹: اگر قرآن شریف پڑھنے میں سب برابر ہوں تو وہ امام بنے جو زیادہ عالم ہو، اگر علم میں سب برابر ہوں تو وہ لائق ہے جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔ یہ دونوں باتیں بھی مذہب حنفی کے خلاف ہیں، مذہب حنفی میں امامت کے لئے سب سے مقدم وہ ہے جو علم زیادہ رکھتا ہو، پھر جو زیادہ قاری ہو، پھر جو

---

[۱۲۴] الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۷۲

[۱۲۵] الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۷۲

[۱۲۶] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوٰۃ فصل فی بیان سننہا، دار الکتب العلمیہ بیروت، ص ۶۷۴

زیادہ شبہات سے بچنے والا ہو، پھر جو عمر میں بڑا یعنی اسلام میں مقدم ہو۔ درمختار میں ہے:

الاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلوٰة ثم الاحسن تلاوة و وتجویدا ثم الاکثر اتقاء للشبهات ثم الاسن ای الاقدام اسلاما[۱۲۷]

امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو نماز کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، پھر جو زیادہ اچھی قراءت کرتا ہو، پھر وہ جو شبہات سے زیادہ بچتا ہو، پھر وہ جو عمر میں سب سے بڑھ کر ہو یعنی اسلام میں مقدم ہو۔

الدر المختار، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، مطبع مجتبائی دهلی، ۱/۸۲)

(28) صفحہ ۴۱: جو اکیلا نماز پڑھ لے اگر پھر اس وقت کی جماعت مل جائے تو جماعت میں شریک ہو جائے۔ یہ مطلق حکم بھی مذہب حنفی کے خلاف ہے مذہب حنفی میں جس نے فجر یا عصر یا مغرب پڑھ لی دوبارہ ان کی جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ درمختار میں ہے:

من صلی الفجر والعصر والمغرب مرة فیخرج مطلقاً وان اقیمت[۱۲۸]

جو شخص ایک مرتبہ فجر، عصر اور مغرب کی نماز پڑھ چکا ہو وہ مطلقاً مسجد سے نکل سکتا ہے اگرچہ اقامت ہو جائے۔

(الدر المختار، کتاب الصلوٰة، باب ادراک الفریضہ، مطبع مجتبائی دهلی، ۱/۹۹)

(29) ص ۴۲: جو شخص صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ بھی محض افترا ہے بلا ضرورت ایسا کرنے میں صرف کراہت ہے نماز یقیناً ہو جائے گی۔

درمختار میں ہے:

قد منا کراهة القیام خلف صف منفرد ابل بجذب احد من الصف لکن قالوا

---

۱۲۷ الدر المختار، کتاب الصلوٰة، باب الامامہ، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۸۲

۱۲۸ الدر المختار، کتاب الصلوٰة، باب ادراک الفریضہ، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۹۹

فی زماننا ترکہ اولی ولذا قال فی البحر یکرہ وحدہ اذا لم یجد فرجۃ [129]
(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب ادراک الفریضہ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۹۲)

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اکیلے مقتدی کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ وہ صف میں سے کسی کو پیچھے کھینچ لے۔ لیکن ہمارے زمانے میں فقہاء نے فرمایا ہے کہ اس کا ترک اولیٰ ہے، اسی لئے بحر میں فرمایا: اکیلے کھڑے ہونا مکروہ ہے مگر جب صف میں جگہ نہ پائے تو مکروہ نہیں ہے۔

(30) ص ۵۳: نماز استخارہ سنت ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ دو رکعت نماز پھر دعا پڑھ کر سو رہے۔ یہ سنت ہے سو رہنے کا ذکر کہیں حدیث میں نہیں۔

(31) ص ۵۷: وہ جو سائل نے نقل کیا کہ جن نمازوں میں قصر کا حکم ہے ان میں سنت بھی معاف ہیں۔ یہ محض جہالت [130] ہے حالت قرار میں کسی نماز کی سنت معاف نہیں اور حالت فرار میں سب کی معاف ہیں مطلقاً معافی کا حکم دینا غلط اور اس معافی کو قصر کے ساتھ خاص کرنا دوسری غلطی۔ در مختار میں ہے:

یاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار والا بان کان فی حال خوف و فرار لا یاتی بھا ھو المختار [131]

حالت امن و قرار میں مسافر سنتیں ادا کرے ورنہ یعنی حالت خوف و فرار میں نہ ادا کرے۔ یہی مختار ہے۔

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۱۰۸)

---

[129] الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب ادراک الفریضہ، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۹۲

[130] اور وہابیہ کا قیاس ہے اور اگر نہیں تو یہ حدیث دکھا دیں۔

[131] الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۱۰۸

(32 33) ص۵۸: جب کسی دشمن یا درندہ وغیرہ کا خوف ہو تو چار رکعت نماز فرض سے دو رکعت پڑھنا جائز ہے[۱۳۲]، یہ محض غلط ہے مسافر پر چار رکعت فرض کی پڑھنی ویسی ہی واجب ہے اگرچہ کچھ خوف نہ ہو، اور غیر مسافر کو چار رکعت فرض کی، وہ پڑھنی اصلاً جائز نہیں اگرچہ کتنا ہی خوف ہو۔ درمختار میں ہے:

من خرج من عمارۃ موضع اقامتہ قاصدا امسیرۃ ثلثۃ ایام ولیالیھا صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا

(الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۱۰۷)

جو شخص تین دن رات کی مسافت کے ارادے سے اپنی جائے اقامت کی آبادی سے نکلا اس پر واجب ہے کہ چار رکعتی فرضوں میں دو دو رکعتیں پڑھے[۱۳۳]۔

اسی میں ہے:

صلوٰۃ الخوف جائزۃ بشرط حضور عدو اوسبع فیجعل الامام طائفۃ بازاء العدو ویصلی باخری رکعۃ فی الثانی ورکعتین فی غیرہ[۱۳۴]

نماز خوف اس شرط پر جائز ہے کہ دشمن یا درندہ سامنے موجود ہو، چنانچہ امام لوگوں کے دو گروہ بنائے گا ان میں سے ایک گروہ کو دشمن کے سامنے کھڑا کرے گا جبکہ دوسرے کو دو رکعتی نماز میں سے ایک رکعت اور چار رکعتی نماز میں سے دو رکعتیں پڑھائے گا۔

(الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الخوف، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۱۱۸ و ۱۱۹)

---

۱۳۲ ہم سے ہر عمل کے جواب میں بخاری و مسلم سے ثبوت مانگیں اور خود بے دھڑک ہر بات میں اپنے اجتہاد سے حکم صادر فرمادیں۔

۱۳۳ الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، مطبع مجتبائی دہلی، ج۱، ص ۱۰۷

۱۳۴ الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الخوف، مطبع مجتبائی دہلی، ج۱، ص ۱۱۸۔۱۱۹

(34)ص۵۹: کوئی نماز دیدہ و دانستہ قضا ہو جائے تو اس کا ادا کرنا واجب ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ نادانستگی میں قضا ہو جائے تو ادا کرنا واجب نہیں یہ محض افترا و اغوا ہے۔

(35)۶۳: جو سائل نے نقل کیا جو خطبہ میں آکر شامل ہو دو رکعت سنت پڑھ کر بیٹھے۔ مذہب حنفی میں خطبہ ہوتے وقت ان رکعتوں کا پڑھنا حرام ہے۔ درمختار میں ہے:[۱۳۵]

اذا خرج الامام صلوۃ ولا کلام الی تمامها

جب امام خطبہ کے لئے نکلے تو اس کے اتمام تک کوئی نماز اور کوئی کلام جائز نہیں۔

(الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجمعۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۱۱۳)

(36) ص۶۳: وہ جو سائل نے نقل کیا جو شخص کہ دوسری رکعت کے قیام سے پیچھے ملے اس کا جمعہ نہیں ہوتا وہ ظہر پڑھے۔ یہ محض غلط و افتراء ہے، مذہب حنفی میں تو اگر التحیات یا سجدہ سہو بھی امام کے ساتھ پالیا تو جمعہ ہی پڑھے گا، اور امام محمد کے نزدیک بھی دوسری رکعت کا رکوع پانے والا جمعہ پڑھتا ہے حالانکہ وہ بھی دوسری رکعت کے قیام کے بعد ملا۔ ہدایہ میں ہے:

من ادرک الامام یوم الجمعۃ صلی معه ما ادرکه و بنی علیهم الجمعۃ وان کان ادرکه فی التشهد اوفی سجود السهو بنی علیها الجمعۃ عندهما وقال محمد ان ادرک معه اکثر الرکعۃ الثانیۃ بنی علیها الجمعۃ[۱۳۶]

جس نے جمعہ کے دن امام کو پالیا تو امام کے ساتھ جتنی نماز پائی وہ اس کے ساتھ پڑھے اور اس پر جمعہ کی بنا کرے۔ اگر اس نے امام کو تشہد یا سجدۂ سہو میں پایا

---

۱۳۵ الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجمعۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ج۱، ص ۱۱۳

۱۳۶ الہدایۃ، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجمعۃ، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ج۱، ص ۱۵۰

تو شیخین کے نزدیک اس پر جمعہ کی بنا کرے اور امام محمد کے نزدیک اگر امام کے ساتھ دوسری رکعت ادرک پالی تو اس پر جمعہ کی بنا کرے۔

(الہدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، الکتبۃ العربیہ کراچی، ۱/۱۵۰)

(37) ص ۶۴: تین آدمی بھی جمع ہو جائیں تو جمعہ پڑھ لیں۔ یہ بھی ہمارے امام کے مذہب کے خلاف ہے کم سے کم چار آدمی درکار ہیں۔ در مختار میں ہے:

والسادس الجماعۃ واقلہا ثلثۃ رجال سوی الامام[۱۳۷]

چھٹی شرط جماعت ہے اور وہ یہ کہ امام کے علاوہ کم از کم تین مرد ہوں

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۱۱۱)

(38) ص ۶۴: عید کی نماز ہر مسلمان پر واجب ہے مرد ہو یا عورت۔ یہ بھی غلط ہے مذہب حنفی میں عورتوں پر نہ جمعہ ہے نہ عید۔ ہدایہ میں ہے:

تجب صلوٰۃ العید علی کل من تجب علیہ صلوٰۃ الجمعۃ

(الہدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، الکتبۃ العربیہ کراچی، ۱/۱۵۱)

نماز عید ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نماز جمعہ واجب ہے[۱۳۸]

اسی میں ہے:

لا تجب الجمعۃ علی مسافر ولا امرأۃ

(الہدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، الکتبۃ العربیہ کراچی، ۱/۱۴۹)

مسافر اور عورت پر جمعہ واجب نہیں[۱۳۹]

(39) ص ۶۵: دونوں عیدیں جب بارش وغیرہ کا عذر ہو مسجد میں جائز ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ بارش وغیرہ کا عذر نہ ہو تو مسجد میں ناجائز ہیں یہ محض غلط ہے۔ در مختار

---

۱۳۷ الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۱۱۱

۱۳۸ الہدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ج ۱، ص ۱۵۱

۱۳۹ الہدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ج ۱، ص ۱۴۹

میں ہے:

الخروج الیہا ای الجبانۃ لصلوۃ العید سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع [140]

(الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ العیدین، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۱۱۴)

نماز عید کے لئے عیدگاہ کی طرف نکلنا سنت ہے اگرچہ جامع مسجد میں لوگ سما سکتے ہوں۔

(40) ص ۶۶: بکری بھینگی ناجائز ہے، یہ بھینگی کا حکم بھی غلط لکھ رہا ہے مذہب حنفی میں بھینگی بکری کی قربانی جائز ہے۔ رد المحتار میں ہے:

وتجوز الحولاء مافی عینہا حول

(رد المحتار، کتاب الاضحیۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۵/۲۰۷)

جس کی آنکھ بھینگی ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ [141]

(41) ص ۶۳: وہ جو سوال میں منقول ہوا کہ ایک دن میں جمعہ و عید اکٹھے ہوں تو جمعہ میں رخصت آئی ہے لیکن پڑھنا بہتر ہے۔ یہ بھی غلط ہے مذہب حنفی میں عید واجب اور جمعہ فرض ہے کوئی متروک نہیں ہو سکتا۔ ہدایہ میں ہے:

وفی الجامع الصغیر عیدان اجتمعا فی یوم واحد فالاول سنۃ والثانی فریضۃ والا یترک واحد منہما

(الہدایۃ، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، الکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱/۱۵۱)

جامع صغیر میں ہے کہ اگر ایک دن میں دو عیدیں جمع ہو جائیں تو پہلی سنت (واجب مثبت بالسنہ) اور دوسری فرض ہے ان میں سے کوئی بھی ترک نہیں کی جائیگی۔ [142]

---

[140] الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۱۱۴

[141] رد المحتار، کتاب الاضحیۃ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۵، ص ۲۰۷

[142] کتاب الصلوۃ، باب العیدین، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ج ۱، ص ۱۵۱

(42)ص۶۶: عید کے پیچھے تین دن تک قربانی درست ہے ۔مذہب حنفی میں صرف بارھویں تک قربانی جائز ہے۔ در مختار میں ہے:

تجب التضحیۃ فجر یوم النحر الی آخر ایامہ وھی ثلثۃ افضلھا اولھا

(ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۲۳۱)

قربانی کرنا واجب ہے یوم نحر کی فجر سے ایام قربانی کے آخری دن، اور وہ تین دن ہیں جن میں سے پہلا افضل ہے۔[۱۴۳]

(43)ص۷۶: خاوند اگر اپنی عورت کو غسل دے جائز ہے۔ مذہب حنفی میں محض ناجائز ہے۔ در مختار میں ہے:

ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لا من النظر الیھا علی الاصح

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۱۲۰)

اصح یہ ہے کہ خاوند کا بیوی کو غسل دینا اور اسے چھونا ممنوع ہے مگر اسے دیکھنا ممنوع نہیں ہے[۱۴۴]

(44)ص۸۰: شہید پر نماز پڑھنی ضروری نہیں۔ مذہب حنفی میں ضروری ہے۔ در مختار باب الشہید میں ہے:

یصلی علی بلا غسل

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الشہید، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۱۲۷)

شہید پر بلا غسل نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔[۱۴۵]

(45)ص۸۰: جو جنازہ میں نہ مل سکے قبر پر پڑھ لے، مذہب حنفی میں جو نماز جنازہ میں نہ مل سکے اب وہ کہیں نہیں پڑھ سکتا کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں مگر اس

---

۱۴۳ الدر المختار، کتاب الاضحیۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ج۱، ص۲۳۱

۱۴۴ الدر المختار، باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ج۱، ص۱۲۰

۱۴۵ الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الشہید، مطبع مجتبائی دہلی، ج۱، ص۱۲۷

حالت میں کہ پہلی نماز اس نے پڑھ لی ہو جسے ولایت نہ تھی۔ درمختار میں ہے:

ان صلی غیر الولی ولم یتابعه الولی اعاد الولی ولو علی قبره ان شاء ولیس لمن صلی علیها ان یعید مع الولی لان تکرارها غیر مشروع

(الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۱۲۳)

اگر غیروں نے نماز جنازہ پڑھ لی اور ولی نے اس کی متابعت نہ کی تو ولی اگر چاہے تو نماز جنازہ کا اعادہ کرسکتا ہے اگرچہ قبر پر پڑھ لے اور جو پہلے نماز جنازہ میں شریک ہو چکا ہے وہ دوبارہ ولی کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا کیونکہ نماز جنازہ میں تکرار مشروع نہیں ہے۔[۱۴۶]

(46) ص۸۸: جو مر جائے اور اس پر فرض روزے رہ جائیں اس کے ولی کو چاہیے کہ اس کی طرف سے روزے رکھے۔[۱۴۷] مذہب حنفی میں کوئی دوسرے کی طرف روزے نہیں رکھ سکتا۔

ہدایہ میں ہے:

لا یصوم عنه الولی ولا یصلی لقوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد

(الہدایۃ، کتاب الصوم، فصل ومن کان مریضاً فی رمضان، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱/۲۰۳)

اور میت کی طرف سے اس کا ولی نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔[۱۴۸]

---

۱۴۶ الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازہ، مطبع مجتبائی دہلی، ج۱، ص ۱۲۳

۱۴۷ سبحان اللہ کہیں تو لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

(پ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۸۶)

پڑھ کر سنائیں اور کہیں کسی کے روزے کسی سے رکھوانے کے فتوے سنائیں۔

۱۴۸ الہدایہ، کتاب الصوم، فصل ومن کان مریضاً فی رمضان، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ج۱، ص ۲۰۳

(47)ص۹۳: پر مسلمان امیر و غریب پر صدقہ فطر واجب ہے۔مذہب حنفی میں صرف غنی پر واجب ہے فقیر پر ہرگز نہیں۔ہدایہ میں ہے:

صدقة الفطر واجبة على الحر المسلم اذا كان مالكا لمقدار النصاب فاضلا عن مسكنه وثيابه واثاثه وفرسه وسلاحه وعبيده لقوله عليه الصلوٰة والسلام لا صدقة الا عن ظهر غنى

(الهداية، كتاب الزكوٰة، باب صدقة الفطر، المكتبة العربية كراچی، ۱/۱۸۸)

صدقہ فطر آزاد مسلمان پر واجب ہے جو مقدار نصاب کا مالک ہو درانحالیکہ وہ نصاب اس کے رہائشی مکان، لباس، سامان خانہ داری، سواری کے گھوڑے، ہتھیاروں اور خدمت کے غلاموں سے زائد ہو۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ نہیں ہے صدقہ مگر مالداری کو باقی رکھتے ہوئے۔[۱۴۹]

(48)ص۹۳: صدقہ فطر عورت کا خاوند کو لازم ہے۔یہ بھی مذہب حنفی کے خلاف ہے۔ہدایہ میں ہے:

لا يؤدى عن زوجته

(الهداية، كتاب الزكوٰة، باب صدقة الفطر، المكتبة العربية كراچی، ۱/۱۸۹)

(صدقہ فطر) خاوند اپنی بیوی کی طرف سے ادا نہ کرے۔[۱۵۰]

(49)ص۹۲: صدقہ فطر نماز سے پیچھے ناجائز ہے۔یہ بھی محض غلط ہے۔ہدایہ میں ہے:

ان اخروها عن يوم الفطر لم تسقط وكان عليهم اخراجها

(الهداية، كتاب الزكوٰة، باب صدقة الفطر، المكتبة العربية كراچی، ۱/۱۹۱)

اگر لوگوں نے صدقہ فطر روز عید سے موخر کر دیا تو ساقط نہ ہوا اس کی ادائیگی ان پر لازم ہے۔[۱۵۱]

---

۱۴۹ الهداية، كتاب الزكوٰة، باب صدقة الفطر، المكتبة العربية كراچی، ج۱، ص۱۸۸

۱۵۰ الهداية، كتاب الزكوٰة، باب صدقة الفطر، المكتبة العربية كراچی، ج۱، ص۱۸۹

۱۵۱ الهداية، كتاب الزكوٰة، باب صدقة الفطر، المكتبة العربية كراچی، ج۱، ص۱۹۱

(50) ص ۹۴ :اعتکاف۔ سنت موکدہ ہے سال بھر میں جب کیا جائے جائز ہے رمضان شریف کے پچھلے عشرہ میں افضل ہے۔ مذہب حنفی میں پچھلے عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ ہے۔ عالمگیری میں ہے:

الاعتکاف سنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الصوم، الباب السابع، نورانی کتب خانہ پشاور، ۲۱۱/۱)

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔[۱۵۲]

یہ چھوٹے چھوٹے گستی کے اوراق میں اس کے پچاس[۱۵۳] دھوکے ہیں، اور بہت چھوڑ دیئے، اور صرف اس کی ایک کتاب ہی پیش نظر ہے، باقی ۱۳ میں خدا جانے اپنے دین و دیانیت کو کیا کچھ تین تیرہ کیا ہو۔ اس کے حمایتی دیکھیں کہ ہدایہ وغیرہ حنفیہ کی معتبر کتابوں میں مسائل خلافیہ لکھنے کا یہی طریقہ ہے کہ غیر مذہبوں لا مذہبوں کے مسائل لکھ جائیں اور انہیں کا احکام خدا اور رسول ٹھہرائیں اور مذہب حنفی کا نام بھی زبان پر نہ لائیں، یہ صریح دغا بازوں، فریبیوں، بد دیانتوں، مفسدوں، دشمنان حنفیہ کا کام ہے۔ تو یہ مصنف اور اس کے حمایتی جتنے ہیں سب مذہب حنفی کے دشمن اور حنفیہ کے بدخواہ ہیں۔ مسلمانوں پر ان سے احتراز فرض ہے۔

---

۱۵۲ الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الصوم، الباب السابع، نورانی کتب خانہ پشاور، ج ۱، ص ۲۱۱

۱۵۳ دھوکے دینا قوم وہابیہ کے لیے کوئی بڑی بات نہیں اس قوم وہابیہ نے سنی مسلمانوں کو گھیرنے اور پکڑنے کے لیے کئی جال پھیلائے ان ہی میں سے ایک جال قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی وغیرہ کو تقلید کا برقعہ پہنا کر سنی مسلمانوں کو وہابیت کی طرف گھیرنے کا جال بھی ہے۔

قد بدت البغضاء من افواهہم وما تخفی صدورہم اکبر۔ قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون۔[۱۵۴]

(القرآن الکریم، ۳/۱۱۸)

بیر ان کی باتوں سے جھلک اٹھا، اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے، ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنادیں اگر تمہیں عقل ہو۔

نسئل اللہ العفو والعافیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہٖ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

ہم اللہ تعالیٰ سے درگزر اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت۔ اور اللہ تعالیٰ درود وسلام اور برکت بھیجے اس پر جو تمام مخلوق سے بہتر ہے اور آپ کی آل پر اور تمام صحابہ پر۔ اور اللہ سبحنہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بمحمد ن المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ

عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

---

۱۵۴ القرآن الکریم، ۳، ۱۱۸

تقلید اور غیر مقلدین کے رد میں اعلیٰ حضرت کے نایاب رسائل کا مجموعہ

الفضل المواہبی
فی
معنی اذا صح الحدیث فھو مذہبی

تصنیفات:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی عطاری

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی [۱۵۵]

(فضل (الٰہی) کا عطیہ (امام ابو حنیفہ ؒ کے اس قول کے) معنی میں کہ جب کوئی حدیث صحت کو پہنچے تو وہی میرا مذہب ہے)

اعز النکات بجواب سوال ارکات

(۱۳۱۳ھ)

مسئلہ: از گڑا میور علاقہ نارتھ ارکاٹ مرسلہ کاکا محمد عمر ۱۳ رجب ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ کوئی حنفی المذہب حدیث صحیح غیر منسوخ و غیر

الفضل الموہبی

۱۵۵ یہ وہابیہ کا بہت بڑا دھوکا ہے جس کے ذریعے یہ ہر عام شخص کو صحیح حدیث پر عمل کرنے کی دعوت دی جاتی ہے آپ کہیں گے صحیح حدیث پر عمل کرنا تو اچھی بات ہے تو جواباً ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ واقعی صحیح حدیث پر عمل کرنا بہت اچھی بات ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر ہر شخص کو صحیح حدیث کی تعریف یاد کرائی جائے اور وہ صحیح حدیث کو خود متعین کرتا ہو کیونکہ اگر وہ کسی محدث کے کہنے پر حدیث کو صحیح، ضعیف یا موضوع سمجھے گا تو وہ اس محدث کے اس قول میں تقلید کرنے والا ہوگا۔

اس کے علاوہ ہر ہر غیر مقلد کو عربی زبان آنی بھی ضروری ہے کیونکہ عربی نہ آنے کی صورت میں کسی کا ترجمہ آنکھیں بند کر کے مان لینا تو ان کے نزدیک گمراہی ہے نیز ان کو حدیث مبارکہ کے ناسخ و منسوخ کے بارے میں بھی ہر غیر مقلد کو تعلیم دینی ہوگی۔

کیا غیر مقلدین ہر ایک کو یہ تمام علوم سکھا سکتے ہیں؟

متروک[۱۵۶] جس پر کوئی ایک امام ائمہ اربعہ وغیرہم سے

۱۵۶ حنفی کے لیے بھی حدیث صحیح غیر منسوخ وغیرہ متروک کی جو شرط لگائی جارہی ہے تو ضروری ہوا کہ حنفی کو علم اصول حدیث کا اتنا علم ہو کہ وہ ناسخ و منسوخ اور متروک کو پہنچانتا ہو۔

متروک و منسوخ کے بارے میں تو ہم بعد میں بات کریں گے سب سے پہلے حدیث صحیح کی تعریف پڑھ لیں اور دیکھیں کہ کیا یہ تعریف ہر غیر مقلد کو یاد ہے؟ نہیں تو کیا یاد ہو سکتی ہے؟ چلیں پہلے صحیح حدیث کو تعریف تو پڑھیں باقی باتیں پھر ہوں گی کہ کیا صرف یاد کر لینا کافی ہے یا مطلوبہ معیار کی جانچ کا سیکھنا ضروری ہے اور اگر جانچ کا سیکھنا ضروری ہے تو کیا ہر غیر مقلد حدیث کی جانچ کر سکتا ہے؟

حدیث صحیح کی تعریف

علامہ نووی رحمہ اللہ نے حدیث صحیح کی تعریف یوں فرمائی ہے:

هو ما اتصل سنده بالعدول الضابطين من غير شذوذ ولا علة

ترجمہ: جس حدیث کی سند متصل ہو اور اس کے راوی عادل اور تام الضبط ہوں وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

(تقریب النووی مع التدریب، ج ۱، ص ۶۳، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ)

یعنی صحیح حدیث کے لیے پانچ باتیں انتہائی ضروری ہیں۔

۱: اتصال سند ۲: عدالت روایت ۳: ضبط روایت ۴: عدم شذوذ ۵: عدم علت

اتصال سند: یعنی وہ روایت جس کا کوئی راوی چھوٹا نہ ہو تو اس کے معنیٰ یہ کہ سند میں اتصال ہے یعنی کہ **chain** جڑی ہوئی، ملی ہوئی ہے جیسے اس حدیث مبارکہ میں۔

حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الصَّدَفِيُّ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اِبْرَاهِيْمَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

عمل کیا ہو۔ جیسے آمین بالجہر اور رفع یدین قبل الرکوع و بعد

الاٰیۃ۔ وَقَالَ عِیسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ فَرَفَعَ یَدَیْہِ وَقَالَ اللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَکٰی فَقَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَا جِبْرِیْلُ اذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَّرَبُّکَ اَعْلَمُ فَسَلْہُ مَا یُبْکِیْکَ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَاَلَہٗ فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَھُوَ اَعْلَمُ وَقَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَا جِبْرِیْلُ اذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْءُکَ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم میں سے حضرت ابراہیم علیہ کے اس قول کی کی تلاوت فرمائی "اے رب میرے! ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے جو شخص میرا پیروکار ہوگا وہ میرے راستہ پر ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو اس کو بخشنے والا مہربان ہے" اور وہ آیت پڑھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ کا یہ قول ہے "اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔" پھر رسول اللہ ﷺ پر گریہ طاری ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرائیل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے معلوم کرو (حالانکہ اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے) کہ ان پر اس قدر گریہ کیوں طاری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ حاضر ہوئے اور حضور سے معلوم کر کے اللہ تعالیٰ کو خبر دی (حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے) اللہ تعالیٰ نے جبرائیل سے کہا اے جبرائیل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ کی امت کی بخشش کے معاملے میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے

(مسلم جلد ۱، حدیث ۴۵۷)

یونس بن عبدالاعلیٰ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ تک راویوں کی اک زنجیر ہے جس زنجیر کا ثابت رہنا ضروری ہے اب اس سند کے ہر ہر راوی کی پیدائش و وفات و سکونت کا جاننا بھی ضروری ہے کیونکہ جب تک یہ ساری باتیں پتہ نہ ہوں گی سند کے اتصال کا پتہ نہیں چل سکتا یوں ہی ہر حدیث کے راویوں کے یہ تمام معاملات جاننا بھی لازم آئے گا ورنہ اگر ہم نے کسی محدث کی بات بلا دلیل مان لی یعنی جب محدث نے کہا کہ حدیث صحیح

الرکوع اور وتر تین رکعتیں ساتھ ایک قعدہ اور ایک سلام

ہے یا حدیث ضعیف ہے تو صرف اس کا کہہ دینا کافی نہ ہونا چاہیے بلکہ اصل وجہ بھی چھان پھٹک کر نکالنی چاہیے۔ ورنہ ہم محدث کے مقلد ٹھہریں گے۔ لہٰذا لازم ہوا کہ ہر ہر غیر مقلد عربی زبان سیکھے ترجمہ میں کسی کی تقلید نہ کرے نیز تمام راویوں کے نام بمعہ ولدیت وسکونت یاد کرلیں تاکہ حدیث کو خود پرکھ سکیں کسی اور پر معاملہ نہ چھوڑیں۔

نوٹ: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کیونکہ تابعی بزرگ ہیں اس لیے آپ کو ملنے والی تمام احادیث مبارکہ متصل السند ہیں امام اعظم کے تابعی ہونے کا بیان نزہۃ القاری کے مقدمے میں ملاحظہ فرمائیں بات کی طوالت کے خوف سے یہاں ہر بات مختصر کی جارہی ہے۔

عدالت روایت: عدالت سے مراد راوی کا عادل ہونا ہے۔ حافظ ابن حجر نے جو تعریف بیان کی ہے اس میں انہوں نے عدل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

والمراد بالعدل من لہ ملکۃ تحملہ علی ملازمۃ التقوی والمروءۃ۔

ترجمہ: عدالت سے سے مراد وہ قوت راسخہ ہے جو انسان کو تقویٰ اور مروت کے التزام پر آمادہ کرتی ہے۔

(شرح نزھۃ النظر مع نخبۃ الفکر، ص ۳۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تقویٰ اور مروۃ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والمراد بالتقوی اجتناب الاعمال السیئۃ من الشرک اوالفسق والبدعۃ۔ والمراد بالمروۃ التنزہ عن بعض الخسائس والنقائص التی ھی خلاف مقتضی الھمۃ والمروۃ مثل بعض المباحات الدنیۃ کالاکل والشرب فی السوق والبول فی الطریق وامثال ذالک

ترجمہ: اور تقویٰ سے مراد شرک، فسق اور بدعات جیسے برے اعمال سے بچنا ہے اور مروت سے مراد ان بعض خسیس اور چھوٹی باتوں سے بچنا ہے جو مباح تو ہیں مگر ہمت اور مروت (مردانگی) کے خلاف ہیں۔ مثلاً بعض خسیس مباحات جیسے بازار میں کھانا پینا اور رستے میں پیشاب کرنا اور اس کی مثل دوسری اشیاء

(مقدمۃ الشیخ المحقق رحمۃ اللہ علیہ مع مشکوٰۃ، ص ۵)

کے ادا کرے تو مذہب حنفی سے خارج ہو جاتا ہے یا حنفی ہی رہتا

غیر مقلدین کے تمام گروہ ضعیف حدیث اور موضوع حدیث کو ایک ہی درجہ میں رکھتے ہیں اب آپ ہی انصاف کریں کہ کیا بازار میں کھانا کھانے والے اور سرکار ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والے ایک ہی صف میں کھڑے کیے جاسکتے ہیں؟ کیا دونوں کے جرم ایک ہی طرح کے ہیں؟ افسوس لیکن قوم وہابیہ بہت جاہل ہے۔

اب اس معاملے میں بھی قوم وہابیہ یعنی تعدیل وجرح کے معاملہ میں تقلید کرتی ہے اور محدثین کی جرح مبہم بھی قبول کر لیتی ہے کیونکہ ان کو مکھی کی طرح ہر جرح ں ہے اور تعدیل نا ی ایک حدیث کی سند کو چاہے دس محدثین صحیح کہہ چکے ہوں لیکن جہاں کسی ایک نے اس راویت پر جرح کردی اس پر انہوں نے فوراً ضعیف ضعیف کے نعرے مارنا شروع کردیے اور پھر اس حدیث مبارکہ کو اس قدر حقارت سے دیکھنا شروع کردیا جیسے یہ کوئی مکروہ شے ہو (معاذ اللہ) جب کہ آپ نے پیچھے پڑھا کہ حدیث ضعیف اس وقت بھی ہو جاتی ہے جب کہ اس کا راوی بازار میں کھانا کھاتا ہو یعنی محدثین نے حدیث رسول ﷺ بیان کرنے کو اس اعلیٰ وبلند تقویٰ کے معیار پر پرکھا جو عام انسانوں سے ہٹ کر ہو۔

حدیث ضعیف میں ضعف کا حکم لگاتے وقت یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ یہ ضعف اس کی سند کا ضعف ہے نہ کہ حدیث رسول ﷺ کا اس لیے اگر کوئی کسی حدیث کو ضعیف کہے بھی تو یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے کہے کہ یہ حکم میں سند کا بیان کر رہا ہوں نہ کہ حدیث کا افسوس لیکن قوم وہابیہ بہت جاہل ہے۔

اب پھر وہابیہ (غیر مقلدین) کو اس بات کی دعوت کے وہ ہر ہر غیر مقلد کو چاہے وہ کسان ہو یا زمیندار، موٹر مکینک ہو یا بس ڈرائیور سب کو اتنا علم دے دیں کہ وہ ہر ہر حدیث کے راویوں کے نام ان کے بارے میں محدثین کے اقوال، تعدیل وجرح سب رٹوا دیں ہم بھی تو دیکھیں کہ کتنے غیر مقلد اپنے مولوی کی مانے خود اپنے مطالعہ کے ذریعہ اپنے مسائل کا حل حدیث سے نکال سکتے ہیں اور جب حدیث سے نکال لیں تو پھر حدیث کے تمام راویوں کے حال، احوال، اس پر محدثین کے قوال بھی نکال لیں یقیناً یہ

ہے۔ اگر خارج ہوجاتا ہے کہیں تو ردالمحتار میں جو حنفیہ کی

ایسا نہیں کرتے تے اپنے غیر مقلد مولوی کی تقلید کرتے ہیں وہ جس حدیث کو حجت بناتا ہے اس حدیث کو یہ بھی حجت بناتے ہیں اور یہ پنجاب کا مولوی جس کو سو حدیثیں بھی راویوں کے نام کے ساتھ یاد نہیں خود کو امام اعظم ابوحنیفہ ﷺ سے زیادہ قابل اور بہت بڑا فقیہ سمجھتا ہے۔

نوٹ: جس طرح اتصال سند کے لحاظ سے امام اعظم ﷺ کی احادیث مبارکہ امام بخاری ﷺ کی احادیث مبارکہ سے قوت میں زیادہ ہیں کیونکہ امام اعظم ﷺ تابعی بزرگ ہیں اور آپ نے صحابہ کرام ﷺ سے ڈائریکٹ احادیث مبارکہ سننے کا شرف حاصل کیا ہے۔

ضبط روایت: یعنی راویوں میں روایت کو محفوظ رکھنے کی پوری صلاحیت ہونی چاہیے پھر اسی ظبط کی دو قسمیں ہیں۔ ۱: ضبط صدر ۲: ضبط کتاب

۱: ضبط صدر: اتنی اچھی طرح یاد کرلینا کہ، کسی جھجک کے بیان کرسکے اور اسے بیان کرنے میں کوئی مشکل نہ ہو۔ حافظ ابن حجر ﷺ ضبط صدر کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

وهو ان یثبت ما سمعه بحیث یتمکن من استحضاره متی شاء

ترجمہ: ضبط قلبی سے مراد یہ ہے کہ راوی نے جو کچھ سنا ہے اس قدر راسخ ہوجائے کہ وہ جب چاہے اسے ادا کردے۔

(شرح نزهة النظر مع نخبة الفکر، ص ۳۲)

۲: ضبط قلب: اتنی اچھی طرح لکھ رکھنا اور لکھے ہوئے کی تصحیح کرلینا کہ کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ ضبط کتاب کے بارے میں ابن حجر لکھتے ہیں۔

وهو صیانة لدیه منذ سمع فیه وصححه الی ان یودی منه

ترجمہ: ضبط کتاب سے مراد راوی کا سننا اور درست کرنے کے بعد اپنے پاس محفوظ رکھنا یہاں تک کہ دوسرے راوی تک پہنچادے۔

(شرح نزهة النظر مع نخبة الفکر، ص ۳۲)

ضبط راوی آپ نے جان لیا اب آپ یہ بھی سمجھ لیں کہ یہ بات معلوم ہونا کہ اس روایت

معتبر کتاب ہے اس میں امام ابن الشحنہ سے نقل کیا:

میں جو چند راوی آتے ہیں ان میں سے کون سے راوی روایت کو محفوظ رکھنے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے۔ اور کون پوری صلاحیت نہ رکھتے تھے کس قدر دشوار ہے۔

اب معاملہ کچھ یوں بنا کہ جب کسی غیر مقلد کو کوئی معاملہ درپیش ہو تو وہ سب سے پہلے اس سے متعلق حدیث تلاش کرے پھر اس کے راویوں کے ناموں کو دیکھے پھر ان کی تاریخ پیدائش تاریخ وصال اور ان کی رہائش اور ان کے سفر سب کا حال احوال دریافت کریں کیوں کہ جب تک یہ سب معلوم نہ ہوگا اتصال سند کا حکم نہیں دیا جاسکتا جب اتصال سند کا پتہ چل جائے تو پھر ان تمام راویوں کے کردار کے بارے میں بھی معلوم کریں کیوں کہ اس کا معاملہ عدالت روات سے ہے پھر تمام راویوں کی ذہنی استطاعت اور کتابت کے بارے میں بھی علم حاصل کرے کیوں کہ ، اس کے وہ حدیث کے صحیح ہونے کا حکم نہیں لگا سکتا۔

نوٹ: اتصال سند عدالت روات کی طرح ضبط روات کے لحاظ سے بھی امام اعظم کو ملنے والی احادیث امام بخاری کو ملنے والی احادیث سے اعلیٰ وارفع ہیں کیونکہ امام اعظم کو صحابہ اکرام سے احادیث مبارکہ ملیں جو نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کو محفوظ رکھنے کے لیے جی جان سے محنت کرتے تھے۔

عدم شذوذ: شذوذ شاذ کی جمع ہے۔ شاذ کی تعریف میں علامہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

والشاذ لغۃ الفرد واصطلاحا مایخالف فیہ الراوی من ھو ارجح منہ۔

ترجمہ: اور شاذ کے لغوی معنیٰ تنہا کے ہیں اور اصطلاح میں شاذ سے مراد راوی کا اپنے سے زیادہ ثقہ اور ارجح راوی کی مخالفت کرنا۔

(شرح نزھۃ النظر مع نخبۃ الفکر، ص ۳۳)

تو ضروری ہوا کہ جو حدیث پڑھ کر عمل کرے اس کو یہ بھی معلوم ہو کہ کون زیادہ ثقہ ہے اور کس کا قول زیادہ راجح ہے غیر مقلدین یہ سب دیکھتے جائیں اور اپنی عقل کو پیٹتے جائیں کہ یہ کیسی عقل ہے جو تقلید سے روکتی ہے مگر صرف ائمہ اربعہ کی تقلید سے باقی تمام کی تقلید کی راہ دکھاتی ہے اپنے مولوی کی تقلید ترجمہ لکھنے والے کی تقلید حدیث بیان کرنے والے محدث کی تقلید حدیث پر جرح وتعدیل کرنے والے کی تقلید

اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذھب عمل بالحدیث ویکون

غرض یہ کہ ہر ایک کی بات بلا دلیل کے مان لی مگر ائمہ اربعہ کا نام سنتے ہی بخار آ گیا اور اس بخار میں انہوں نے بخاری، مسلم کی رٹ لگانی شروع کر دی۔

یہاں ہماری باتیں پڑھ کر شاید قارئین کے دل میں یہ سوال آئے کہ

۱: کیا بخاری و مسلم کی رٹ لگانا غلط ہے؟

تو ہمارا جواب یہ ہے کہ بخاری شریف و مسلم شریف کا نام یا امام بخاری و امام مسلم کا نام لینا یقیناً باعث برکت و رحمت ہے لیکن عملوں کا دار و مدار نیت پر ہے جیسا کہ کوئی شخص گڑھا کھودے کسی کے گرنے کے لیے تو یہ گڑھا کھودنا اس کے لیے باعث وبال ہے اور اگر کوئی شخص گڑھا اس لیے کھودے کہ اس میں پانی جمع ہو جائے گا تو جانوروں کو پانی پینے میں آسانی ہوگی تو یہ گڑھا اس لیے کھودنا اسی کے لیے باعثِ رحمت ہے بالکل اسی طرح غیر مقلدین جب بخاری و مسلم کی رٹ لگاتے ہیں تو اس میں عوام کو گمراہ کرنے کے عزائم شامل ہوتے ہیں کیونکہ وہابیہ نے عوام کو یہ تاثر دیا ہے کہ بخاری و مسلم میں سب کچھ صحیح **Right** ہے اور اس کے علاوہ دیگر کتب میں سب کچھ **Worng** ہے جب ہی تو ہر بات میں بخاری و مسلم کا حوالہ مانگتے ہیں۔

غیر مقلدین کا دعویٰ بخاری و مسلم میں سب کچھ صحیح **Right** ہے۔

۲: شریعت پر عمل کرنے کے لیے بخاری و مسلم ہی کافی ہے۔

آیئے اب ان دونوں دعووں کا جائزہ لیتے ہیں کیونکہ غیر مقلدین تمام لوگوں کو بخاری پڑھ کر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں اس لیے ضروری ہوا کہ ان کی طبیعت صاف کر دی جائے۔

آپ کو یہ بات بتائی جا چکی کہ راوی میں عیب ہونے کی صورت میں سند میں نقص آ جاتا ہے اور ایسی روایت اصطلاح میں ضعیف کہلاتی ہے اب ذیل میں بخاری شریف کے چند راویوں کے نام مع حوالے کے درج کیے جاتے ہیں جن پر محدثین نے جرح فرمائی ہے اب ان راویوں کی روایات پر غیر مقلدین کیا حکم لگائیں گے۔

ذلک مذھبہ ولا یخرج مقلدہ عن کونہ حنفیا بالعمل بہ فقد صح عنہ انہ

صحیح بخاری کے مرجیہ رواۃ

۱: ابراہیم بن طھمان قال احمد کان یری الارجاء،

یعنی احمد نے کہا کہ ابراہیم مرجی تھا۔

(تھذیب التھذیب، جزء اول، ص ۱۳۰)

۲: ایوب بن عائذ الطائی، کان یرجی الارجاء وھو صدوق،

یعنی خود امام بخاری فرماتے ہیں کہ ایوب مرجی تھا اور وہ صدوق ہے۔

(کتاب الضعفاء الصغیر للبخاری، ص ۵)

۳: شبابہ بن سوار الفزاری، قال ابوبکر الاثرم عن احمد بن حنبل کان یدعوا الی الارجاء،

ابوبکر اثرم نے براویت احمد بن حنبل کہا ہے کہ شبابہ لوگوں کو ارجاء کی طرف بلاتا تھا۔ انتھی

(تھذیب التھذیب، جزء رابع، ص ۳۰۳)

۴: عبدالحمید بن عبدالرحمن الحمانی، قال ابو داؤد کان داعیۃ الی الارجاء،

کہا ابوداؤد نے کہ عبدالحمید لوگوں کو ارجاء کی طرف بلاتا تھا، انتھی

(تھذیب التھذیب، جزء سادس، ص ۱۲۰)

۵: عثمان بن غیاث البصری، قال احمد ثقۃ کان یری الارجاء وذکرہ الاجری عن ابی داؤد فی مرجئۃ اھل البصرۃ،

ترجمہ: احمد نے کہا کہ عثمان بن غیاث ثقہ ہے مگر مرجی تھا اور آجری نے براویت ابوداؤد اسے اہل بصرہ کے مرجیہ میں ذکر کیا ہے۔ انتھی

(تھذیب التھذیب، جزء سابع، ص ۱۴۷)

۶: عمر بن ذر الھمدانی قال ابوداؤد کان راسا فی الارجاء وکان قد ذھب بصرہ عن یحیی بن سعید القطان ما یدل علی انہ کان راسا فی الارجاء وقال ابن سعد قال محمد بن عبداللہ الاسدی توفی سنۃ (۱۵۳) وکان مرجئا فمات فلم یشھدہ الثوری۔

قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی ، وحکی ذٰلک ابن عبد البر عن ابی

ترجمہ: کہا ابوداؤد نے کہ عمر بن ذر بڑا مرجی تھا اور اس کی بینائی جاتی رہی تھی۔ یحیٰ بن سعید قطان سے وہ مروی ہے جو دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ عمر بن ذر بڑا مرجی تھا۔ کہا ابن سعد نے کہ کہا محمد بن عبداللہ اسدی نے کہ عمر بن ذر نے ۱۵۳ھ میں وفات پائی اور وہ مرجی تھا۔ اس لیے امام ثوری اس کے جنازے میں حاضر نہ ہوئے۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء سابع، ص ۴۴۴)

۷: محمد بن خازم ابو معاویہ الضریر قال الاجری عن ابی داؤد کان مرجئا وقال مرۃ کان رئیس المرجئۃ بالکوفۃ ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال کان حافظا متقنا ولکنہ کان مرجئا خبیثا۔ قال ابوزرعۃ کان یری الارجاء قیل لہ کانوا یدعوا الیہ قال نعم۔

ترجمہ: آجری نے بروایت ابوداؤد کہا کہ محمد بن خازم مرجی تھا اور ایک دفعہ کہا کہ وہ کوفہ میں مرجئہ کا رئیس تھا۔ ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ وہ حافظ متقن تھا مگر خبیث مرجی تھا۔ کہا ابوزرعہ نے کہ وہ عقیدہ ارجاء رکھتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا وہ لوگوں کو ارجاء کی طرف بلاتا تھا کہا، ہاں۔

(تہذیب التہذیب، جزء تاسع، ص ۱۳۹)

۸: ورقاء بن عمر ایشکری قال الاجری سالت ابا داؤد عن ورقاء وشبل فی ابن ابی نجیح فقال ورقاء صاحب سنۃ الا ان فیہ ارجاء وشبل قدری

ترجمہ: کہا آجری نے کہ میں نے ابوداؤد سے ورقاء اور شبل کی نسبت (جبکہ وہ ابن ابی نجیح سے روایت کریں) پوچھا کیا کہ ورقاء صاحب سنت ہے مگر اس میں ارجاء ہے اور شبل قدری ہے۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء حادی عشر، ص ۱۱۴)

۹: یونس بن بکیر (خت) قال الساجی وکان صدوقا الا انہ کان یتبع السلطان وکان مرجئا

ترجمہ: کہا ساجی نے کہ یونس صدوق تھا مگر وہ سلطان کے پیچھے چلتا تھا اور مرجی تھا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء حادی عشر، ص ۴۳۶)

حنیفۃ وغیرہ من الائمۃ انتھی۔[۱۵۷]

(ردالمحتار، مقدمۃ الکتاب، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱/۴۶)

۱۰: ابرہیم تیمی، قال ابوزرعۃ ثقۃ مرجی

ترجمہ: کہا ابوزرعہ نے کہ ابراہیم تیمی ثقہ مرجی ہے۔

(تھذیب التھذیب، جزء اول، ص ۱۷۶)

۱۱: عبدالعزیز بن ابی رواد (خت) قال احمد کان رجلا صالحا وکان مرجئا قال یحیی بن سلیم الطائفی کان یری الارجاء وقال الساجی صدوق یری الارجاء وقال الجوزجانی کان غالیا فی الارجاء۔

ترجمہ: کہا احمد نے کہ عبدالعزیز صالح و مرجی تھا اور کہا یحیی بن سلیم الطائفی نے کہ وہ مرجی تھا۔ اور کہا ساجی نے کہ وہ صدوق و مرجی تھا اور کہا جوزجانی نے کہ وہ سخت مرجی تھا۔ انتھی

(تھذیب التھذیب، جزء سادس، ص ۳۳۸)

۱۲: سالم بن عجلان، قال ابو حاتم صدوق وکان مرجئا قال ابن حبان کان ممن یری الارجاء۔

ترجمہ: کہا ابوحاتم نے کہ سالم صدوق و مرجی تھا کہ ابن حبان نے کہ وہ مرجیہ میں سے تھا۔

(تھذیب التھذیب، جزء ثالث، ص ۴۴۲)

۱۳: قیس بن مسلم الجدی، قال ابوداؤد کان مرجئا وقال النسائی ثقہ وکان یری الارجاء

ترجمہ: کہا ابوداؤد نے کہ قیس مرجی تھا اور کہا نسائی نے کہ وہ ثقہ ہے مگر مرجی تھا۔ انتھی

۱۴: خلاد بن یحیی بن صفوان، قال احمد ثقۃ او صدوق ولکن کان یری شیئاً من الارجاء۔

ترجمہ: کہا احمد نے کہ خلاد ثقہ یا صدوق تھا مگر کچھ ارجا کا عقیدہ رکھتا تھا۔ انتھی

(تھذیب التھذیب، جزء ثالث، ص ۱۷۴)

۱۵: بشر بن محمد السختیانی، ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال کان مرجئا

ترجمہ: بشر کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مرجی تھا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء اول، ص ۴۵۷)

۱۶: شعیب بن اسحاق بن عبد الرحمٰن قال ابو داؤد ثقۃ وھو مرجی۔

ترجمہ: کہا ابو داؤد نے کہ شعیب ثقہ مگر مرجی ہے، انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء رابع، ص ۳۴۸)

صحیح بخاری کے راوی جو نصب کے قائل ہیں یعنی حضرت علی ﷺ سے بغض رکھنے والے اور ان پر غیر کو ترجیح دینے والے راوی۔

۱۷: اسحاق بن سوید العدوی ذکرہ العجلی فقال ثقۃ وکان یحمل علی علی وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابو العرب الصعلی فی الضعفاء کان یحمل علی علی تحاملا شدیدا وقال لا احب علیا۔

ترجمہ: اسحاق کو عجلی نے ذکر کیا ہے اور کہا کہ وہ ثقہ تھا۔ مگر حضرت علی ﷺ پر حملہ کرتا تھا۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابو العرب صعلی نے ضعفاء میں کہا کہ وہ حضرت علی ﷺ پر سخت حملہ کرتا تھا اس نے کہا کہ میں حضرت علی ﷺ کو دوست نہیں رکھتا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء اول، ص ۲۳۶)

۱۸: حریز بن عثمان: قال احمد بن ابی یحیی عن احمد حریز صحیح الحدیث الا انہ یحمل علی علی قال العجلی شامی ثقۃ وکان یحمل علی علی قال غنجار قیل لیحیی بن صالح لم لم تکتب عن حریز فقال کیف اکتب عن رجل صلیت معہ الفجر سنین فکان لا یخرج من المسجد حتی یلعن غلیا سبعین مرۃ وبالعشی سبعین مرۃ فقیل لہ فی ذالک فقال ھو القاطع رؤس ابائی واجدادی وکان داعیۃ الی مذھبہ یتکلب حدیثہ۔

کرے وہ حنفی اس حدیث پر، اور ہو جائے وہ عمل مذہب اس کا، اور نہیں خارج

احمد بن ابی یحییٰ نے براویت احمد کہا کہ حریز سے حدیثیں کیوں نہ لکھیں۔ کہا میں ایسے شخص سے کیوں کر لکھوں جس کے ساتھ میں نے فجر کی نماز سالوں پڑھی۔ پس وہ مسجد سے نہ نکلتا جب تک حضرت علی ؓ پر ستر دفعہ لعنت نہ بھیجتا۔ ابن حبان نے کہا کہ وہ حضرت علی ؓ پر ستر بار شام کو لعنت بھیجتا۔ جب اس سے سبب پوچھا گیا تو کہا کہ حضرت علی ؓ میرے آباء واجداد کے سروں کے کاٹنے والے تھے اور وہ اپنے مذہب کی طرف لوگوں کو بلانے والا تھا۔ اس کی حدیث سے کنارہ کشی کی جاتی ہے۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء ثانی، ص ۲۳۸)

۱۹: حصین بن نمیر الواسطی: قال ابن ابی خیثمة قلت لابی لم لا تکتب عن ابی محصن قال اتیته فاذا هو یحمل علی علی فلم اعد الیه۔

ترجمہ: ابن خیثمہ نے کہا کہ میں اپنے باپ سے پوچھا کہ آپ ابو محصن یعنی حصین بن نمیر کی حدیث کیوں نہیں لکھتے۔ فرمایا کہ میں اس کے پاس گیا۔ ناگاہ وہ حضرت علی ؓ پر حملہ کرتا تھا۔ لہٰذا میں اس کے پاس پھر نہیں گیا۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء ثانی، ص ۳۹۲)

۲۰: قیس بن ابی حازم: قالوا کان یحمل علی علی والمشهور ؓ انه کان یقدم عثمان ولذا اللہ تجنب کثیر من قدماء الکوفیین الروایة عنه۔

ترجمہ: محدثین نے کہا کہ قیس حضرت علی ؓ پر حملہ کرتا تھا اور اس کی نسبت مشہور یہ ہے کہ وہ حضرت عثمان ؓ کو مقدم سمجھتا تھا۔ اس لیے بہت قدماء اہل کوفہ نے اس سے روایت ترک کر دی ہے۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء ثامن، ص ۳۸۸)

صحیح بخاری کے شیعہ اور رافضی رواۃ

۲۱: اسماعیل بن ابان: قال البزار وانما کان عیبه شدة تشیعه

ترجمہ: بزار نے کہا کہ اسماعیل کا عیب یہی تھا کہ وہ سخت شیعہ تھا۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء ثانی، ص ۷۷)

۲۲: جریر بن عبد الحمید: قال قتیبة ثنا جریر الحافظ المقدم لکنی سمعته

ہوتا ہے مقلد امام کا حنفی ہونے سے بسبب عمل کرنے اس حدیث پر، اس لئے کہ

یشتم معاویۃ علانیۃ۔

ترجمہ: کہا قتیبہ نے نے حدیث کی ہم سے حافظ مقدم جریر نے لیکن میں جریر بن عبد الحمید کو سنا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو علانیہ گالی دیتا تھا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء ثانی، ص ۷۷)

۲۳: خالد بن مخلد القطوانی قال ابن سعد کان متشیعا منکر الحدیث فی التشیع مفرطا وکتبوا عنه للضرورۃ قال الجوزجانی کان شتاما معلنا لسوء مذہبه وقال الاعین قلت له عندک احادیث فی مناقب الصحابۃ قال قل فی المثالب اوالمثاقب یعنی بالمثلۃ لا بالنون۔

ترجمہ: کہا ابن نے کہ خالد شیعہ منکر الحدیث اور تشیع میں غلو کرنے والا تھا محدثین نے ضرورت کے وقت اس سے حدیث لکھی ہے۔ کہا جوزجانی نے کہ خالد ایسا بد مذہب تھا کہ علانیہ گالیاں دیتا تھا۔ اور کہا اعین نے کہ میں نے خالد سے پوچھا کہ آیا تیرے پاس صحابہ کے مناقب میں حدیثیں ہیں وہ اس پر بولا کہ صحابہ کے عیبوں میں کہیے۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء ثالث، ص ۱۱۷)

۲۴: سعید بن فیروز قال العجلی تابعی ثقۃ فیه تشیع۔

ترجمہ: کہا عجلی نے کہ سعید بن فیروز تابعی ثقہ ہے اس میں شیعہ پن ہے۔

(تہذیب التہذیب، جزء رابع، ص ۷۳)

۲۵: اسماعیل بن زکریا الخلقانی صدوق شیعی۔

ترجمہ: اسماعیل بن صدوق شیعہ ہے۔

(میزان الاعتدال، مجلد اول، ص ۱۰۶)

۲۷: عباد بن العوام قال ابن سعد کان یتشیع فاخذوہ ھارون فحبسه ثم خلی عنه

ترجمہ: کہا ابن سعد نے کہ عباد بن عوام شیعہ تھا اس لیے ہارون نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔ پھر اسے چھوڑ دیا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء خامس، ص ۹۹)

۲۸: عباد بن یعقوب قال ابن عدی وعباد فیه غلو فی التشیع قال صالح بن محمد کان یشتم عثمان قال وسمعته یقول اللہ اعدل من ان یدخل طلحه والزبیر الجنه

مکرر صحت کو پہنچی یہ بات امام ابوحنیفہ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب صحت کو پہنچے

لاتھما بایعا علیا ثم قاتلاہ قال ابن حبان کان رافضاً داعیة ومع ذالک یروی المناکیر عن المشاھیر فاستحق الترک روی عن شریک عن عاصم عن زر عن عبداللہ مرفوعاً اذا رایتم معاویة علی منبری فاقتلوہ۔

ترجمہ: کہا ابن عدی نے کہ عباد میں شیعہ پن میں غلو ہے۔ کہا صالح بن محمد نے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا تھا اور کہا کہ میں نے اس کو یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ کے عدل سے بعید ہے کہ حضرت طلحہ و زبیر کو بہشت میں داخل کرے کیونکہ ان دونوں نے لوگوں کو رفض کی طرف بلاتا تھا اور باوجود اس کے وہ مشاہیر سے احادیث سن کر روایت کرتا ہے۔ اس لیے ترک کا مستحق ہے۔ روایت کی اس نے شریک سے، شریک نے عاصم سے، عاصم نے زر سے زر نے عبداللہ سے مرفوعاً کہ جب تم معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے منبر دیکھو تو اسے قتل کر ڈالو۔ انتہی

(تھذیب التھذیب، جزء خامس، ص ۱۰۹۔۱۱۰)

۲۹: عبداللہ بن عیسی بن ابی لیلی قال ابن معین ثقة وقال فی روایتہ کان یتشیع۔

ترجمہ: کہا ابن معین نے کہ عبداللہ بن عیسیٰ ثقہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ شیعہ تھا۔ انتہی

(تھذیب التھذیب، جزء خامس، ص ۳۹۸)

۳۰: بھز بن اسد: قال ابوالفتح الازدی صدوق کان متحاملاً علی عثمان سنی المذھب۔

ترجمہ: کہا ابوالفتح نے کہ بھز بن اسد صدوق تھا۔ مگر بدمذہب اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ستم کرتا تھا۔ انتہی

(تھذیب التھذیب، جزء اول، ص ۴۹۸)

۳۱: عبدالملک بن اعین: قال حامد عن سفیان ھم ثلاثة اخوة عبدالملک وزرارة وحمران روافض کلھم اخبثھم قولاً عبدالملک۔

ترجمہ: حامد نے بروایت سفیان کہا کہ وہ تین بھائی تھے۔ عبدالملک وزرارہ وحمران۔ تینوں کے تینوں رافضی ہیں۔ قول میں سب سے خبیث عبدالملک ہے۔ انتہی

(تھذیب التھذیب، جزء سادس، ص ۳۸۵)

۳۲: عبیداللہ بن موسیٰ العبسی ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال کان یتشیع وقال یعقوب ابن سفیان شیعی و ان قال قائل رافضی لم انکر علیہ

حدیث پس وہی مذہب میرا ہے۔ اور حکایت کیا اس کو ابن عبد البر نے امام

منکر الحدیث وقال الجورجانی و عبید اللہ بن موسیٰ اغلی واسوء مذهبا واروی للعجائب وقال الحاکم سمعت قاسم بن قاسم السیاری سمعت ابا مسلم البغدادی الحافظ یقول عبید اللہ بن موسیٰ من المتروکین ترکه احمد التشیعه۔ قال الساجی صدوق کان یفرط فی التشیع۔

ترجمہ: عبید اللہ بن موسیٰ کو ابن حبان نے ثقافت میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ وہ شیعہ تھا۔ اور یعقوب بن سفیان نے کہا کہ وہ شیعہ تھا۔ اگر کوئی شخص اسے رافضی کہتے تو میں اس کو برا نہیں کہتا اور وہ منکر الحدیث ہے اور جوزجانی نے کہا عبید اللہ بن موسیٰ بڑا بد مذہب اور غلو کرنے والا اور عجیب امور کا روایت کرنے والا ہے۔ کہا حاکم نے میں نے سنا قاسم بن قاسم سیاری کو، میں نے سنا ابو مسلم بغدادی حافظ کو کہتے تھے عبید اللہ بن موسیٰ متروکین میں سے ہے۔ امام احمد نے اس کو تشیع کے سبب سے ترک کر دیا ہے۔ ساجی نے کہا کہ وہ صدوق تھا مگر تشیع میں غلو کرتا تھا۔ انتہی

(تهذیب التهذیب، جزء جزء سابع، ص ۵۲۔۵۳)

۳۳: علی بن الجعد قال هارون بن سفیان المستملی کنت عند علی بن الجعد فذکر عثمان فقال اخذ من بیت المال مائة الف درهم بغیر حق وقال العقیلی قلت عبد اللہ بن احمد لم تکتب عن علی بن الجعد قال نهانی ابی وکان یبلغه عنه انه یتناول الصحابة۔

ترجمہ: کہا ہارون بن سفیان مستملی نے کہ میں علی بن جعد کے پاس تھا۔ اس نے حضرت عثمان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے بیت المال سے ناحق ایک لاکھ درہم لے لیا۔ اور کہا عقیلی نے کہ میں نے عبد اللہ بن احمد سے پوچھا کہ آپ نے علی بن جعد سے حدیثیں کیوں نہ لکھیں فرمایا کہ میرے باپ نے مجھے منع کر دیا اور اسے علی بن جعد کی نسبت یہ خبر پہنچی تھی کہ وہ صحابہ کرام کو برا کہتا ہے۔ انتہی

(تهذیب التهذیب، جزء سابع، ص ۲۹۱)

۳۴: عوف بن ابی جمیلة قال الانصاری رایت داؤد بن ابی هند یضرب عوفاً ویقول ویلک یا قدری وقال فی المیزان قال بندار وهو یقرء لهم حدیث عوف لقد کان

قدر یا رافضا شیطانا۔

ترجمہ: کہا انصاری نے کہ میں نے دیکھا داؤد بن ابی ہند کو کہ مارتا تھا عوف کو اور کہتا تھا عذاب ہو تجھ پر اے قدری۔ اور میزان الاعتدال میں ہے کہ بندار نے اور وہ ان کے آگے عوف کی حدیث پڑھتا تھا۔ وہ بے شک قدری رافضی شیطان تھا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء ثامن، ص ۱۶۷)

۳۵: محمد بن حجادہ الکوفی: قال ابو عوانۃ کان یغلو فی التشیع نقلہ عنہ العقیلی۔

ترجمہ: عقیلی نے ابوعوانہ سے نقل کیا ہے کہ محمد بن حجادہ تشیع میں غلو کرتا تھا۔

(تہذیب التہذیب، جزء تاسع، ص ۹۳)

۳۶: محمد بن فضیل بن عزوان: قال ابوداؤد کان شیعیا محترفاً وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال کان یغلو فی التشیع۔

ترجمہ: کہا ابوداؤد نے کہ محمد بن فضیل سخت شیعہ تھا۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ تشیع میں غلو کرتا تھا۔

(تہذیب التہذیب، جزء تاسع، ص ۴۰۶)

۳۷: مالک بن اسماعیل تتمہ کلام ابن سعد وکان غسان صدوقاً شدید التشیع۔

ترجمہ: ابن سعد کے کلام کا تتمہ یہ ہے کہ ابوغسان (یعنی مالک بن اسماعیل) صدوق مگر سخت شیعہ تھا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء عاشر، ص ۱۴)

۳۸: حکم بن عتیبہ ۳۹: سالم بن ابی الجعد ۴۰: حبیب بن ابی ثابت

۴۱: منصور بن المعتمر ۴۲: سفیان ثوری ۴۳: شعبہ بن الحجاج

۴۴: بہشیم ۴۵: سلیمان التیمی ۴۶: ہشام بن عمار

۴۷: مغیرہ صاحب ابراہیم ۴۸: معروف بن خربوذ

(کتاب المعارف، مطبوعہ مصر، ص ۲۰۶)

۴۹: محمد بن عبداللہ القطان عن محمد بن جریر الطبری وغیرہ مرافضی معتزلی۔

ترجمہ: محمد بن جریر طبری وغیرہ سے روایت ہے کہ محمد بن عبداللہ قطان رافضی معتزلی تھا۔ انتہی

(میزان الاعتدال، مجلد ثالث، ص ۸۵)

اور کتاب مقامات مظہری میں حضرت مظہر جانجاناں حنفی

صحیح بخاری کے قدریہ راوی

یعنی وہ راوی جن کا عقیدہ ہے کہ شر کا خالق بندہ ہے۔

۵۰: ثور بن یزید الحمصی قال عثمان الدارمی عن دحیم ثور بن یزید ثقة وما رایت احدا یشك انه قدری۔ قال عبد الله بن احمد عن ابیه ثور بن یزید الکلاعی کان یری القدر وکان اهل حمص نفوه لاجل ذالك ولم یکن به باس وقال ابو مسهر عن عبد الله بن سالم ادرکت اهل حمص وقد اخرجوا ثور بن یزید و احرقوا داره لکلامه فی القدر وقال ابن معین کان مکحول قدریا ثم رجع وثور بن یزید قدری۔

ترجمہ: عثمانی دارمی نے رحیم سے روایت کی کہ ثور بن یزید ثقہ ہے میں نے کسی کو نہ دیکھا کہ اس کے قدری ہونے میں شک کرتا ہو۔ عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ثور بن یزید قدری تھا۔ اسی وجہ سے شہر حمص کے لوگوں نے اسے نکال دیا تھا اور اس سے روایت کرنے میں کچھ ڈر نہیں۔ ابو مسہر نے عبداللہ بن سالم سے روایت کی کہ ثور بن یزید ثقہ ہے میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کے قدری ہونے میں شک کرتا ہو۔ عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ثور بن یزید قدری تھا۔ اسی وجہ سے شہر حمص کے لوگوں نے اسے نکال دیا تھا اور اس سے روایت کرنے میں کچھ ڈر نہیں۔ ابو مسہر نے عبداللہ بن سالم سے روایت کی کہ میں نے اہل حمص کو دیکھا کہ انہوں نے قدر میں کلام کرنے کے سبب ثور بن یزید کو نکال دیا تھا اور اس کا گھر جلا دیا تھا۔ ابن معین نے کہا کہ مکحول قدری تھا۔ پھر اس نے اپنے عقیدے سے رجوع کیا اور ثور بن یزید قدری ہی رہا۔

(تہذیب التہذیب، جزء ثانی، ص ۱۳۵)

۵۱: حسان بن عطیه الحارثی: قال ابن ابی خیثمة عن ابن معین کان قدریا وقال سعید بن عبد العزیز هو قدری۔

ترجمہ: ابن ابی خیثمہ نے ابن معین سے روایت کی کہ حسان بن عطیہ قدری تھا، اور سعید بن عبد العزیز نے کہا کہ وہ قدری ہے۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء ثانی، ص ۲۵۱)

کے سولھویں ۱۶ مکتوب میں ہے:

۵۲: حسن بن ذکوان قال یحیی بن معین وکان قدریا قال الآجری عن ابی داؤد کان قدریا قلت زعم قوم انه کان فاضلا قال ما بلغنی عنه فضل۔

ترجمہ: یحییٰ بن معین نے کہا کہ حسن بن ذکوان قدری تھا۔ آجری نے بروایت ابو داؤد کہا کہ وہ قدری تھا۔ میں نے کہا ایک گروہ نے گمان کیا کہ وہ فاضل تھا۔ جواب دیا کہ مجھے اس کی فضیلت کی کوئی خبر نہیں پہنچی۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء ثانی، ص ۲۷۷)

۵۳: زکریا بن اسحاق قال ابن معین کان قدری القدر

ترجمہ: کہا ابن معین نے کہ زکریا بن اسحاق قدری تھا۔

(تہذیب التہذیب، جزء ثالث، ص ۳۲۹)

۵۴: شبل بن عباد المکی قال الاجری عن ابی داؤد ثقة الا انه قدری القدر۔

ترجمہ: آجری نے ابوداؤد سے روایت کی کہ شبل ثقہ مگر قدری تھا۔

(تہذیب التہذیب، جزء رابع، ص ۲۰۶)

۵۵: شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر قال الساجی کان قدری القدر۔

ترجمہ: کہا ساجی نے کہ شریک بن عبد اللہ قدری تھا۔

(تہذیب التہذیب، جزء رابع، ص ۳۳۸)

۵۶: عبد اللہ بن عمرو ابو معمر قال یعقوب بن شیبة کان ثقة ثبتا صحیح الکتاب وکان یقول بالقدر قال ابو داؤد وکان الازدی لا یحدث عن ابی معمر لاجل القدر وکان لا یتکلم فیه قال العجلی ثقة وکان قدری القدر۔ قال ابن خراش کان صدوقا وکان قدریا۔

ترجمہ: یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ عبد اللہ بن عمرو ثقہ ثبت صحیح الکتاب تھا۔ اور قائل بالقدر تھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ ازدی قدر کے سبب ابو معمر سے حدیث نہ کرتا تھا اور اس میں کلام نہ کرتا تھا۔ عجلی نے کہا کہ وہ ثقہ وقدری تھا۔ ابن خراش نے کہا کہ وہ صدوق و قدری تھا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء خامس، ص ۳۳۶)

اگر بحدیث ثابت عمل نماید از مذہب امام برنمی آید، چرا کہ قول امام اذا صح

۵۷: عبد اللہ بن ابی لبید المدنی قال ابن سعد کان من العباد المنقطعین وکان یقول بالقدر۔

ترجمہ: ابن سعد نے کہا کہ عبد اللہ بن ابی لبید تارک الدنیا عابدوں میں سے تھا اور قدر کا قائل تھا۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء خامس، ص ۳۷۲)

۵۸: عبد اللہ بن ابی نجیح قال الساجی عن ابن معین کان مشهوراً بالقدر عن احمد بن حنبل قال اصحاب ابن ابی نجیح قدریة کلهم۔

ترجمہ: ساجی نے ابن معین سے روایت کی کہ عبد اللہ بن ابی نجیح قدر میں مشہور تھا۔ امام احمد بن حنبل نے معین سے روایت کی کہ عبد اللہ بن ابی نجیح قدر میں مشہور تھا۔ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ ابن ابی نجیح کے اصحاب سب کے سب قدری تھے۔

(تہذیب التہذیب، جزء سادس، ص ۵۴)

میزان الاعتدال، مجلد ثانی، ص ۸۹ میں ہے:

قال یحیی من رؤوس الدعاة الی القدر۔ انتہیٰ

۵۹: عبد الاعلی بن عبد الاعلی قال احمد کان یری القدر۔

ترجمہ: امام احمد نے فرمایا کہ عبد الاعلیٰ قدری تھا۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء سادس، ص ۹۶)

۶۰: عبد الرحمن بن اسحاق بن عبد اللہ (خت) قال علی وسمعت سفیان سئل عنه فقال کان قدریا فنفاه اهل المدینة قال ابن المدینی کان یری القدر ولم یحمل عنه اهل المدینة۔

ترجمہ: کہا علی نے کہ سنا میں نے سفیان کو کہ پوچھے گئے عبد الرحمن کی بابت پس جواب دیا کہ وہ قدری تھا۔ اس لیے اہل مدینہ نے اس کو نکال دیا تھا کہا ابن مدینی نے کہ وہ قدری تھا۔ اہل مدینہ نے اس سے روایت نہیں کی۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزئ، سادس، ص ۱۳۸)

۶۱: عبد الوارث بن سعید التنوری قال (ابن حبان) وکان قدریا متقنا فی

الحدیث فہو مذہبی نص است دریں باب و اگر باوجود اطلاع بر حدیث ثابت عمل

الحدیث قال الساجی کان قدریا صدوقا۔ قال ابن معین ثقة الا انه کان یری القدر ویظهره۔

ترجمہ: خلاصہ یہ کہ عبدالوارث بقول ابن حبان وساجی وابن معین قدری تھا۔

(تہذیب التہذیب، جزء سادس، ص ۴۴۳)

۶۲: عطاء بن ابی میمونه قال حماد بن زید والبخاری وابن سعد والجوزجانی کان یری القدر

ترجمہ: حماد بن زید اور بخاری اور ابن سعد اور جوزجانی نے کہا کہ عطاء بن ابی میمونہ قدری تھا۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء سابع، ص ۲۱۶)

۶۳: عمر بن ابی زائد قال احمد هو فی الحدیث مستقیم وکان یری القدر وقال یحیی القطان کان یری القدر۔

ترجمہ: یعنی عمر مذکور بقول احمد و یحییٰ قطان قدری تھا۔

(میزان الاعتدال، جلد ثانی، ص ۳۵۷)

۶۴: عمران بن مسلم القصیر قال یحیی وکان عمران یری القدر۔

ترجمہ: یحییٰ نے کہا کہ عمران قدری تھا۔

(میزان الاعتدال، مجلد ثانی، ص ۲۸۰)

۶۵: عمیر بن هانی قال ابوداؤد کان قدریا۔

ترجمہ: ابوداؤد نے کہا کہ عمیر قدری تھا۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء ثامن، ص ۱۵۰)

۶۶: کهمس بن المنهال ذکره ابن حبان فی الثقات وقال کان یقول بالقدر قال الساجی کان قدریا ضعیفا لم یحدث عنه الثقات۔

ترجمہ: کہمس کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ قدری تھا۔ ساجی نے کہا کہ وہ قدری وضعیف تھا۔ ثقات نے اس سے روایت نہیں کی۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء ثامن، ص ۴۵۱)

نکند ایں قول امام را اتر کوا قولی بخبر الرسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خلاف

۶۷: محمد بن سواء البصری قال الازدی فی الضعفاء کان یغلو فی القدر وهو صدوق۔

ترجمہ: ازدی نے ضعفاء میں کہا کہ محمد بن سواء قدر میں غلو کرتا تھا۔ اور وہ صدوق ہے۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء تاسع، ص ۲۰۸)

۶۸: ہارون بن موسیٰ الاعور النحوی قال سلیمان بن حرب ثنا ہارون الاعور وکان شدید القول فی القدر۔

ترجمہ: کہا سلیمان بن حرب نے کہ حدیث کی ہم سے ہارون اعور نے اور وہ سخت قدری تھا۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء حادی عشر، ص ۱۴)

۶۹: ہشام الدستوئی قال العجلی بصری ثقة ثبت فی الحدیث حجة الا نه یری القدر

ترجمہ: کہا عجلی نے کہ ہشام بصری ثقہ ثبت فی الحدیث حجت ہے مگر وہ قدری ہے۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء حادی عشر، ص ۴۴)

۷۰: یحییٰ بن حمزہ الحضرمی قال الدوری عن ابن معین کان قدریا قال الآجری عن ابی داؤد ثقة قلت کان قدریا قال نعم۔

ترجمہ: دوری نے بروایت ابن معین کہا کہ یحییٰ قدری تھا۔ آجری نے بروایت ابی داؤد کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ میں نے پوچھا کیا وہ قدری تھا، بولے ہاں۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء حادی عشر، ص ۲۰۰)

۷۱: ہمام بن یحییٰ ۷۲: ثور بن زید ۷۳: خالد بن سعدان

(کتاب العارف، ص ۲۰۷)

۷۴: معاذ بن ہشام بن ابی عبد اللہ الدستوئی قال الحمیدی بمکة لما قدم معاذ بن هشام لا تستمعوا من هذا القدری۔

کردہ باشد انتہیٰ ۱۵۸

(کلمات طیبات، فصل دوم در مکاتیب حضرت مرزا صاحب، مکتوب ۱۶، مطبع مجتبائی دھلی، ص ۲۹)

ترجمہ: جب معاذ بن ہشام مکہ میں آیا تو حمیدی نے کہا اس قدری سے حدیث نہ سنو۔ انتہیٰ

(میزان الاعتدال، مجلد ثالث، ص ۱۷۹)

صحیح بخاری کے خوارج رواۃ

۷۵: عکرمہ مولیٰ ابن عباس قال علی بن المدینی عکرمۃ یری رای نجدۃ وقال یحیی بن معین انما لم یذکر مالک بن انس عکرمۃ لان عکرمۃ کان ینتحل رای الصفریۃ وقال عطاء کان اباضیا۔

ترجمہ: علی بن مدینی نے کہا کہ عکرمہ نجدہ* کی رائے کو پسند کرتا تھا۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ مالک بن انس نے عکرمہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ عکرمہ* کے رائے سے منسوب تھا۔ اور عطا نے کہا کہ وہ اباضی* مگر صدوق تھا۔ انتہیٰ

(تہذیب التہذیب، جزء سابع، ص ۲۶۷)

۱* نجدۃ بن عامر الحروری من رؤس الخوارج زائغ من الحق ذکر فی الضعفاء للجوزجانی۔

(میزان الاعتدال، مجلد ثالث، ص ۲۳۸)

ترجمہ: یعنی نجدہ بن عامر حروری خوارج کے سرداروں میں سے اور حق سے برگشتہ تھا۔ کتاب الضعفاء للجوزجانی میں اس کا ذکر ہے۔ انتہیٰ

۲* اصفرہ بالضم والکسر گروہے است از خوارج منسوب، عبداللہ بن صفار یا بسوئے زیاد بن اصفر یا بدانجہت کہ زرد رنگ اند یا بجہت خالی شدن ایشاں از دین۔ منتہیٰ الارب۔

۳* یہ خوارج کا ایک فرقہ ہے جو عبداللہ بن عباض کے اصحاب ہیں جس نے مروان بن محمد کے عہد میں خروج کیا۔

۷۶: ولید بن کثیر قال الآجری عن ابی داؤد ثقۃ الا انہ اباضی وہ قال الساجی وکان اباضیا ولکنہ کان صدوقاً۔

اگر کوئی شخص حدیث صحیح پر عمل کرے تو وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب سے

ترجمہ: آجری نے بروایت ابوداؤد کہا کہ ولید ثقہ مگر اباضی تھا۔ اور ساجی نے کہا کہ وہ اباضی مگر صدوق تھا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء ثامن، ص ۱۲۷)

۷۷: عمران بن حطان قال یعقوب بن شیبۃ ادرک جماعۃ من الصحابۃ وصار فی اخر امرہ من رای رای الخوارج۔

ترجمہ: یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ عمران نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا اور آخر کار خارجی بن گیا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء ثامن، ص ۱۲۷)

۷۸: داؤد بن الحصین ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال کان یذهب مذهب الشراۃ*

ترجمہ: داؤد بن حصین کو ابن حبان ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ شراۃ کا مذہب رکھتا تھا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء ثالث، ص ۱۸۱)

*شراۃ کقضاۃ فرقہ از خوارج سموبذالک من شری زیدا اذا غضب ولج او من قولهم شرینا انفسنا فی طاعۃ اللہ ای بعناها بالجنۃ حین فارقنا الائمۃ الجائرۃ منتهی الارب

صحیح بخاری کے جہمیہ رواۃ

۷۹: بشر بن السری قال الحمیدی جهمی لا یحل ان یکتب عنه

ترجمہ: کہا حمیدی نے بشر بن سری جہمی ہے۔ اس سے حدیث لکھنی جائز نہیں۔

(میزان الاعتدال، ص ۱۴۸)

۸۰: فطر بن خلیفہ کان احمد بن حنبل یقول هو خشبی مفرط

ترجمہ: امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ فطر بن خلیفہ پرلے درجہ کا خشبی تھا۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء ثامن، ص ۳۰۱)

۸۱: یحیی بن صالح الوحاظی قال العقیلی حمصی جهمی۔

ترجمہ: کہا عقیلی نے کہ یحیی بن صالح وحاظی حمص کا رہنے والا جہمی ہے۔ انتہی

(تہذیب التہذیب، جزء حادی عشر، ص ۲۳۰)

خارج نہیں ہوتا کیونکہ قول امام "جب حدیث صحت کو پہنچے تو وہی میرا مذہب ہے"

۸۲: علی بن الجوز۔ قال مسلم ثقة لکنہ جھمی۔

ترجمہ: کہا مسلم نے کہ علی بن جوز ثقہ ہے مگر جہمی ہے۔ انتہی

(میزان الاعتدال، مجلد ثانی، ص ۲۱۹)

یہ تو وہ چند نام ہیں جن کے نام صحیح بخاری کی اسناد میں آتے ہیں اور محدثین نے ان پر حکم لگائے ہیں اب بتائیں غیر مقلدین کس کی مانیں گے۔ محدثین کی یا اپنے مولوی کی۔ کیا کسی غیر مقلد کو اتنی جرأت ہے کہ بڑھ کر اعتراف کرلے کہ واقعی راویوں کے بارے میں اتنی معلومات ہر غیر مقلد حاصل نہیں کرسکتا۔ لہٰذا چار و ناچار ہم مجبور ہیں کہ اپنے بڑے مولوی کی تقلید کریں۔

عدم علت: یعنی اس حدیث میں کوئی علت خفیہ قارحہ نہ ہو جس کی وجہ سے حدیث کی صحت پر برا اثر پڑے جیسے مرسل کو متصل بیان کردیا۔ حافظ ابن حجر اس کی لغوی تعریف یوں کرتے ہیں:

لغوی تعریف: والمعلل لغة ما فیہ علة

ترجمہ: معلل کے لغوی معنیٰ اس چیز کے ہیں جس میں بیماری ہو۔

(شرح نزھة النظر مع نخبة الفکر، ص ۳۲)

اصطلاحی تعریف: واصطلاحا ما فیہ علة خفیة قارحا

ترجمہ: اور اصطلاح میں معلل وہ ہے جس میں کوئی علت خفیہ قارحہ ہو۔

(شرح نزھة النظر مع نخبة الفکر، ص ۳۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ان اطلع علی الوھم بالقرائن الدالة علی وھم راویہ من وصل مرسل او منقطع او ادخال حدیث فی حدیث او نحو ذالک من الاشیاء القادحة و تحصل معرفة ذالک بکثرة التتبع وجمع الطرق فھذا ھو المعلل۔

ترجمہ: اگر قرائن سے راوی کے اس وہم پر اطلاع ہو جائے کہ وہ مرسل یا منقطع کو موصول قرار دیتا ہے یا ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کردیتا ہے یا اس قسم کے

اس باب میں نص ہے۔ اور اطلاع کے باوجود حدیث صحیح پر عمل نہ کرے تو امام

اوہام (مثلاً موصول کو مرسل قرار دینا یا موقوف کو مرفوع قرار دینا) جو حدیث میں طعن کا موجب ہیں تو یہ حدیث معلل ہے اور اس کی معرفت تب ہوتی ہے جب اس حدیث کی تمام سندوں پر عبور حاصل کر لیا جائے۔

(شرح نزھۃ النظر مع نخبۃ الفکر، ص ۷۴۔۷۳)

حدیث کی علت معلوم کرنے کے لیے فہم دقیق، وسعت علم اور مضبوط قوت حافظہ کی ضرورت ہے اس لیے کہ یہ علت ایک پوشیدہ چیز ہے جس کا پتہ بسا اوقات علوم حدیث میں مہارت رکھنے والوں کو بھی نہیں چلتا۔

حافظ ابن حجر نزہۃ النظر میں لکھتے ہیں:

"یہ حدیث کے نہایت دقیق اور مشکل علوم میں سے ہے۔ علت کی پہچان میں صرف وہی شخص ماہر ہو سکتا جس کو اللہ تعالیٰ نے روشن دماغی، قوتِ حافظہ و مراتب رواۃ کی پہچان اور اسانید اور متون میں مہارت تامہ سے نوازا ہو۔"

(شرح نزھۃ النظر مع نخبۃ الفکر، ص ۷۵)

حدیث معلل کی معرفت: بعض اوقات القائے ربانی اور شرح صدر کی بنا پر بھی حدیث کی کسی خفیہ علت کا پتہ چل جاتا ہے حافظ ابن حجر نزہۃ النظر میں لکھتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معلل کی عبارت اس کے دعویٰ پر دلیل قائم کرنے سے قاصر ہوتی ہے جیسے صراف درہم و دینار کی پرکھ میں کھوٹ کو پہچانتا ہے لیکن نشاندہی نہیں کر سکتا۔

(شرح نزھۃ النظر مع نخبۃ الفکر، ص ۷۵)

علامہ جلال الدین سیوطی "تدریب الراوی" میں لکھتے ہیں کہ جب عبدالرحمن بن مہدی سے کہا گیا کہ آپ کسی حدیث کو صحیح اور کسی کو ضعیف ٹھہراتے ہیں آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا اگر تم کسی صراف کو اپنے درہم و دینار پرکھاؤ اور وہ کہے یہ کھرے ہیں یہ کھوٹے ہیں تو آیا تم اس کی بات تسلیم کرو گے یا اس کی دلیل طلب کرو گے؟ سائل نے کہا میں اس کی بات مان لوں گا۔ عبدالرحمن نے کہا تو حدیث کا معاملہ بھی اس طرز کا ہے کیونکہ اس میں طویل صحبت مناظرہ طویل علمی نشستوں اور مہارت کی ضرورت ہے۔

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ص ۱۶۴۔۱۶۵)

اعظم علیہ الرحمہ کے اس قول کی خلاف ورزی کرنے والا ہوگا کہ "رسول اللہ صلی اللہ

اس طرح امام حاکم معرفۃ علوم الحدیث" اور امام سخاوی "فتح المغیث میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ حدیث کی ایک دن الہام ہے اگر تم علل حدیث کے عالم سے کہو کہ فلاح حدیث کے معلل ہونے کی کیا وجہ ہے تو وہ اس کا جواب نہ دے سکے گا۔

آپ نے صحیح حدیث کی تعریف پڑھی اور سمجھی اب آپ ہی فیصلہ کریں کیا ہر غیر مقلد صحیح حدیث کی کان کر سکتا ہے؟ خصوصاً اس آخری شرط پر غور کریں۔ حدیث کے عالم الہامی طور پر بھی حدیث کے ضعیف ہونے کا حکم لگاتے ہیں اب کس محدث کو الہام ہو ااور اس نے حدیث پر ضعیف ہونے کا حکم لگایا جب کہ دوسرے محدث کو وہ الہام نہ ہوا تو اس نے صحیح کا حکم لگایا تو اب غیر مقلدین کس محدث کی بات مانیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حدیث پر کسی علت (خفیہ یا ظاہری) کے سبب سے حکم لگایا تو حکم کو پڑھتے وقت یہ بات بھی تو نظر میں رکھیں کہ یہ حکم ۱۵۰ھ کے بعد کے راویوں پر ہے یا اس کے پہلے راویوں پر؟ ۱۵۰ھ سے پہلے کے راویوں پر حکم لگانا بہت مشکل کام ہے کیونکہ یہ دور ہے صحابہ اکرام تابعین اور تبع تابعین کا۔ اور اگر ۱۵۰ھ کے بعد کا حکم ہے تو یہ حکم ضعف امام اعظم ابوحنیفہ کو پہنچنے والی احادیث کو بالکل ضعف نہ دے گا۔ جیسا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اپنی مشہور تصنیف "جاء الحق میں لکھتے ہیں:

لطیفہ: ایک دفعہ ایک وہابی غیر مقلد سے قراۃ خلف الامام پر ہماری معمولی گفتگو ہوئی ہم نے یہ حدیث پیش کی

"قراۃ الامام لہ قراۃ" امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

وہابی جی بولے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی اسناد میں جابر جہنی ہے۔ جو ضعیف ہے ہم نے پوچھا کہ جاب جہنی کب پیدا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔ تڑپ کر بولے ۳۳۵ھ میں۔ ہم نے کہا جب امام ابوحنیفہ ﷺ نے اس حدیث سے استدلال فرمایا تھا تب جابر اپنے باپ کی پشت میں بھی نہ آئے تھے۔ کیونکہ امام اعظم کی ولادت ۸۰ھ میں ہے اور وفات ۱۵۰ھ میں لہٰذا اس وقت یہ حدیث بالکل صحیح تھی۔ بعد کے محدثین کو ضعیف ہو کر ملی وہابی صاحب سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ بغیر جواب دیے فوت ہو گئے۔

تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کے سامنے میرے قول کو چھوڑ دو" انتہی

اور بھی اسی مکتوب سے ہے:

ہرکہ میگوید عمل بحدیث از مذہب امام برمی آرد۔ اگر برہانے بریں دعوے دارد ۱۵۹

(کلمات طیبات، فصل دوم در مکاتیب حضرت مرزا صاحب، مکتوب ۱۶، مطبع مجتبائی دھلی، ص ۲۹)

جو شخص یہ کہتا ہے کہ حدیث پر عمل کرنا مذہب امام سے خارج کر دیتا ہے، اگر اس کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل ہے تو پیش کرے۔

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی نے اپنی کتاب عقد الجید میں فرمایا:

لا سبب لمخالفة حدیث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا نفاق خفی او حمق جلی ۱۶۰

(عقد الجید (مترجم اردو) ابن حزم کے کلام کا مصداق، محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی، ص ۶۳)

پوشیدہ منافقت یا واضح حماقت کے بغیر حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کا کوئی سبب نہیں۔

ان سب بزرگوں کے ان اقوال کا کیا جواب اگر مذہب امام سے

لہٰذا حنفی علماء کو خیال رکھنا چاہیے کہ وہابی کو ضعیف ضعیف کہنے سے روکیں۔ وجہ ضعف پوچھیں پھر یہ تحقیق کریں کہ ضعف امام اعظم سے پہلے کا ہے یا بعد کا انشاء اللہ وہابی پانی مانگ جائیں گے اور ضعیف، ضعیف کا سبق بھول جائیں گے۔ کیونکہ امام اعظم کا زمانہ حضور ﷺ سے بہت قریب ہے اس وقت حدیثیں بہت کم ضعیف تھیں۔ امام صاحب تابعی ہیں۔

۱۵۷ رد المحتار، مقدمۃ الکتاب، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۱، ص ۴۶

۱۵۸ کلمات طیبات، فصل دوم در مکاتیب حضرت مرزا صاحب، مکتوب ۱۶، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۲۹

۱۵۹ کلمات طیبات، فصل دوم در مکاتیب حضرت مرزا صاحب، مکتوب ۱۶، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۲۹

۱۶۰ عقد الجید، (مترجم اردو) ابن حزم کے کلام کے مصداق، ص ۶۳

خارج نہیں ہوتا ہے کہیں تو اس پر طعن و تشنیع کرنا گناہ اور بے جا ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا (بیان فرمایئے اجر دیئے جاؤ گے)

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل الفرقان فیہ تبیان لکل شئی تمییز الطیب من الخبیث وامر نبیہ ان یبینہ للناس بما اراہ اللہ فقرن القرآن ببیان الحدیث والصلوۃ والسلام علی من بین القرآن واقام المظان واذن للمجتہدین باعمال الاذھان فاستخرجوا الاحکام بالطلب الحثیث فلولا الائمۃ لم تفھم السنۃ ولولا السنت لم یفھم الکتاب ولولا الکتاب لم یعلم الخطاب فیالھا من سلسلۃ تھدی و تغیث وعلی آلہ وصحابتہ ومجتھدی ملتہ وسائر امتہ الی یوم التوریث۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب نازل فرمائی اس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے کھرے کو گندے سے الگ کرنے کے لئے۔ اور اس نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے لئے بیان فرمائیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا۔ چنانچہ اس نے قرآن کو بیان حدیث کے ساتھ مقترن فرمایا اور درود و سلام ہو اس پر جس نے قرآن کی وضاحت فرمائی اور اصول قائم فرمائے اور مجتہدین کو اذن بخشا کہ وہ ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر قیاس و اجتہاد کریں۔ چنانچہ انھوں نے بھر پور طلب کے ساتھ احکام مستنبط کیے۔ اگر ائمہ مجتہدین نہ ہوتے تو سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ سمجھی جاتی۔ اور سنت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا خطاب نہ سمجھا جاتا۔ لہذا ایک راہنما اور معاون سلسلہ مہیا فرما دیا، نیز آپ کی آل، صحابہ، آپ کی امت کے مجتہدین اور قیامت تک آپ کی امت پر درود و سلام ہو۔

اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں) صحت حدیث علی مصطلح الاثر وصحت حدیث لعمل

المجتہدین میں عموم خصوص مطلقاً بلکہ من وجہ ہے۔ کبھی حدیث سند اً ضعیف ہوتی ہے، اور ائمہ امت و امنائے ملت بنظر قرائن خارجہ یا مطابقت قواعد شرعیہ اس پر عمل فرماتے ہیں کہ ان کا یہ عمل ہی موجب تقویت و صحت حدیث ہو جاتا ہے[۱۶۱]۔ یہاں صحت عمل پر متفرع ہوئی نہ عمل صحت پر۔ امام ترمذی نے حدیث:

من جمع بین الصلوٰتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر[۱۶۲]

(جامع الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین، امین کمپنی دھلی، ۱/۲۶)

جس شخص نے کسی عذر کے بغیر دو نمازوں کو جمع کیا تو بیشک وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے میں داخل ہوا۔

روایت کر کے فرمایا:۔

حنش ھذا ھو ابو علی الرحبی وھو حنش بن قیس وھو ضعیف عند اھل الحدیث

---

[۱۶۱] امام حاکم نیشاپوری جو کہ پانچویں صدی ہجری کے محدث ہیں صلوٰۃ التسبیح کی صحت پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وعما یستدل بہ علی صحۃ ھذا الحدیث استعمال الائمۃ من اتباع التابعین الی عصرنا ھذا ایاموا مواظبتھم علیہ وتعلمھن الناس منھم عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: جس چیز سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اتباع تابعین سے لے کر ہمارے اس دور تک تمام ائمہ اس پر دوام کے ساتھ عمل کرتے رہے ہیں اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ ان ائمہ میں عبداللہ بن مبارک بھی ہیں۔

امام حاکم کی بات پڑھ کر اس بات پر بھی غور کر لیں کہ یہ پانچویں صدی ہجری کے محدث ہیں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کوئی نئی بات نہیں کر رہے تو وہی بات کر رہے ہیں جو سلف صالحین کر گئے۔

[۱۶۲] جامع الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین، امین کمپنی دہلی، ج ۱، ص ۲۶

ضعفه احمد وغیره والعمل علی هذا عند اهل العلم [۱۶۳]

(جامع الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین، امین کمپنی دهلی، ۱/۲۶)

اس حدیث کا راوی ابوعلی رجبی حنش بن قیس اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہے ،امام احمد وغیرہ نے اس کی تضعیف فرمائی اور علماء کا عمل اسی پر ہے۔ [۱۶۴]

امام جلال الدین سیوطی کتاب التعقبات علی الموضوعات میں فرماتے ہیں:

اشار بذلک الی ان الحدیث اعتضد بقول اهل العلم وقد صرح غیر واحد بان من دلیل صحة الحدیث قول اهل العلم به وان لم یکن له اسناد یعتمد علی مثله [۱۶۵]

(التعقبات علی الموضوعات، باب الصلوٰۃ، الکتبۃ الاثریہ سانگلہ، ص ۱۲)

یعنی امام ترمذی نے اس سے اشارہ فرمایا کہ حدیث کو قول علماء سے قوت مل گئی اور بیشک متعدد ائمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت بھی صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کے لئے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو۔ [۱۶۶]

امام شمس الدین سخاوی فتح المغیث میں شیخ ابو القطان سے ناقل:

هذا القسم لا یحتج به کله بل یعمل به فی فضائل الاعمال، ویتوقف عن العمل به فی الاحکام الا اذا کثرت طرقه او عضده اتصال عمل او موافقة شاهد

---

[۱۶۳] جامع الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین، امین کمپنی دہلی، ج ۱، ص ۲۶

[۱۶۴] لیجیے پڑھیے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کیا ارشاد فرما رہے ہیں کہ علماء کا عمل اسی پر ہے یہاں وہ غیر مقلدین سبق حاصل کریں جو کسی بھی محدث کے ضعف کے حکم لگانے پر اس حدیث کو مکروہ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور صحیح کے علاوہ کسی بھی حدیث کو خاطر میں نہیں لاتے۔

[۱۶۵] التعقبات علی الموضوعات، باب الصلوٰۃ، المکتبۃ الاثریہ سانگلہ، ص ۱۲

[۱۶۶] امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ پانچ سو سال پہلے کے محدث ہیں وہ بھی یہی بات ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر چہ حدیث کی کوئی سند بھی قابل اعتماد نہ ہو پھر بھی اہل علم کی موافقت بھی حدیث کی صحت کی دلیل ہوتی ہے۔

صحیح او ظاہر القرآن[۱۶۷]

(فتح المغیث، القسم الثانی الحسن، دار الامام الطبری ۱/۸۰)

حدیث ضعیف حجت نہیں ہوتی بلکہ فضائل اعمال میں اس پر عمل کریں گے[۱۶۸] اور احکام میں اس پر عمل سے باز رہیں گے۔ مگر جبکہ اس کی سندیں کثیر ہوں یا عمل علماء کے ملنے یا کسی شاہد صحیح یا ظاہر قرآن کی موافقت سے قوت پائے۔

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر باب صفۃ الصلوٰۃ میں فرماتے ہیں:

لیس معنی الضعیف الباطل فی نفس الامر بل ما لم یثبت بالشروط المعتبرۃ عند اهل الحدیث مع تجویز کونه صحیحا فی نفس الامر فیجوز ان تقترن قرینۃ تحقق ذٰلک وان الراوی الضعیف اجاد فی هذا المتن المعین فیحکم به[۱۶۹]

(فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱/۲۶۶)

ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ واقع میں باطل ہے بلکہ یہ کہ ان شرطوں پر ثابت نہ ہوئی جو محدثین کے نزدیک معتبر ہیں، واقع میں جائز ہے کہ صحیح ہو تو ہو سکتا ہے کہ کوئی قرینہ ایسا ملے جو اس جواز کی تحقیق کر دے اور بتا دے کہ ضعیف راوی نے یہ خاص حدیث ٹھیک روایت کی ہے تو اس کی صحت پر حکم کر دیا جائے گا۔[۱۷۰]

---

۱۶۷ فتح المغیث، القسم الثانی الحسن، دار الامام الطبری، ج ۱، ص ۸۰

۱۶۸ افسوس نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلدین) نہ تو فقہاء کی مانتے ہیں نہ ہی محدثین کی جیسا کہ مذکورہ بالا قول کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث حجت ہوتی ہے میں نہ یہ امام سخاوی کی مانیں گے نہ کسی اور محدث کی چاہے ان کے سامنے محدثین کے اقوال کا پہاڑ کھڑا کر دیا جائے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے رسالے ''منیر العین میں محدثین کے کثیر اقوال پڑھنے کے باوجود یہ اپنی ضد پر قائم ہیں۔

۱۶۹ فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ج ۱، ص ۲۶۶

۱۷۰ یعنی جس نقص کی وجہ سے ضعیف ہونے کا علم ہوا تھا اگر کسی قرینے سے یہ بات پتہ چل جائے کہ یہ خاص حدیث کسی خاص وجہ سے صحیح ہے تو اب اس

بارہا حدیث صحیح ہوتی ہے اور امام مجتہد اس پر عمل نہیں فرماتا[171] خواہ یوں کہ اس کے نزدیک یہ حدیث نامتواتر[172] کتاب اللہ چاہتی ہے،[173] یا حدیث احاد زیادت علی الکتاب کر رہی ہے،[174] یا حدیث موضع تکرر وقوع و عموم بلوی[175] یا کثرت مشاہدین و تو فرد واعی میں احاد آئی ہے،[176] یا اس پر عمل میں تکرار نسخ لازم آتی ہے، یا دوسری حدیث صحیح اس کی معارض اور وجوہ کثیرۂ ترجیح میں کسی وجہ سے اس پر ترجیح رکھتی ہے،[177] یا وہ بحکم جمع و تطبیق و توفیق بین الادلہ ظاہر سے

روایت سے ضعف کا حکم اٹھ جائے گا۔

171 کیونکہ مجتہد کی قرآن وحدیث پر گہری نظر ہوتی ہے اور اس کو بہت کچھ دیکھنا ہوتا ہے جو کہ ہر حدیث پڑھنے والے کے لیے دیکھنا ممکن نہیں۔

172 اب اکثر غیر مقلدین "متواتر" اور "نامتواتر" کو ہی نہیں جانتے اور دعویٰ ہے حدیث فہمی کا۔ متواتر اصطلاح حصول حدیث میں ایسی خبر کو کہتے ہیں جس کو اس قدر زیادہ لوگ بیان کرنے والے ہوں کہ عقل کے نزدیک ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

173 یعنی کوئی حدیث صحیح غیر متواتر کتاب اللہ کے کسی حکم کو منسوخی کی خبر دے تو اس بات کو نہیں مانا جائے گا۔

174 خبر متواتر کی شرائط پر پوری اترنے والی صحیح حدیث جو کتاب اللہ پر زیادتی چاہتی ہو اس کو بھی رد کر دیا جائے گا۔

175 عام طور پر پیش آنے والے کام یا جس میں قوم ملوث ہو۔

176 یا ایسی بات جس کے کثیر مشاہدین ہونے چاہیے لیکن غیر متواتر روایت آئی۔

177 دوسری صحیح حدیث اس کی مخالف ہو اور وہ کسی بھی ایک وجہ سے اس حدیث پر ترجیح رکھتی ہو تو اس پہلی حدیث کو چھوڑ دیں گے۔

مصروف و مؤول ٹھیری ہے، یا بحالت تساوی و عدم امکان جمع مقبول و جہل تاریخ بعد تساقط ادلہ نازلہ یا موافقت اصل کی طرف رجوع ہوئی ہے، یا عمل علماء اس کے خلاف پر ماضی ہے، یا مثل مخابرہ تعامل امت نے راہ خلاف دی ہے، یا حدیث مفسر کی صحابی راوی نے مخالفت کی ہے، یا علت حکم مثل سہم مولفۃ القلوب وغیرہ اب منتفی ہے، یا مثل حدیث

لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ [۱۷۸]

(اللہ کی بندیوں کو مسجد سے مت روکو)

مبنائے حکم حال عصر یا عرف مصر تھا کہ یہاں یا اب منقطع و منتہی ہے، یا مثل حدیث شبہات اب اس پر عمل ضیق شدید و حرج فی الدین کی طرف داعی ہے، یا مثل حدیث تغریب عام اب فتنہ و فساد ناشی ہے، یا مثل حدیث ضجعہ فجر و جلسہ استراحت منشاء کوئی امر عادی یا عارضی ہے، یا مثل جہر بآیۃ فی الظہر احیاناً و جہر فاروق بدعائے قنوت حامل کوئی حاجت خاصہ نہ تشریع دائمی ہے، یا مثل حدیث

علیک السلام تحیۃ الموتی [۱۷۹]

(علیک السلام مردوں کا سلام ہے)

مقصود مجرد اخبار نہ حکم شرعی ہے [۱۸۰]

---

۱۷۸ صحیح البخاری، کتاب الجمعہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۱۲۳، و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۱۸۳

۱۷۹ المصنف عبدالرزاق، باب کیف السلام والرد، حدیث ۱۹۴۳۴، المجلس العلمی بیروت، ج ۱۰، ص ۳۸۴

۱۸۰ یہ تمام علمی نکات ہیں جن کی بناء پر صحیح حدیث پر امام مجتہد عمل نہیں کرتا عوام کا

الی غیر ذٰلک من الوجوہ التی یعرفها النبیہ ولا یبلغ حقیقۃ کنهها الا المجتہد الفقیہ۔

۱۰ اس کے سوا دیگر وجوہ جن کو باخبر لوگ پہنچانتے ہیں، اور سوائے مجتہد عالم کے ان کی حقیقت تک کسی کی رسائی نہیں۔

تو مجرد صحت مصطلح، اثر صحت عمل مجتہد کے لئے ہرگز کافی نہیں[۱۸۱] حضرات عالیہ، صحابہ کرام سے لے کر پچھلے ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین تک کوئی مجتہد ایسا نہیں جس نے بعض احادیث صحیحہ کو مؤول یا مرجوع یا کسی نہ کسی وجہ سے متروک العمل نہ ٹھیرایا ہو۔

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث عمار رضی اللہ عنہ دربارۂ تیمم جنب پر عمل نہ کیا، اور فرمایا:

اتق اللہ یا عمار کما فی صحیح مسلم[۱۸۲]

اے عمار! اللہ سے ڈر جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے

یونہی حدیث فاطمہ بنت قیس دربارۂ عدم النفقہ والسکنی للمبتوتہ پر۔ اور فرمایا:

لا نترک کتاب ربنا ولا سنۃ نبینا بقول امرأۃ لا ندری لعلها حفظت ام نسیت

ایسے مسائل میں الجھنا نادانی ہے اور سمجھنے کی ضد کرنا بے وقوفی ہے کیونکہ مسائل سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ ابتدائی علم حاصل کیا جائے جو کہ درس نظامی میں پڑھایا جاتا ہے۔ اس لیے کہ، پرائمری کلاسز پڑھے میٹرک کا کورس نہیں پڑھا جاسکتا۔

۱۸۱ یاد رہے کہ یہ تمام بحث احکام سے متعلق ہے فضائل اعمال سے متعلق ضعیف حدیث کے حکم کے لیے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''منیر العین'' کا مطالعہ فرمائیں۔ جس کی تسہیل کی سعادت فقیر کو حاصل ہے۔

۱۸۲ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب التیمم، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۱۶۱

رواہ مسلم ایضا[۱۸۳]

ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک ایسی عورت کے قول سے نہیں چھوڑیں گے جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ اس نے یاد رکھا یا بھول گئی۔ اس کو بھی مسلم نے روایت کیا)

یوں ہی حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث مذکور تیمم پر اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اولم تر عمر لم یقنع بقول عمار کما فی الصحیحین[۱۸۴]

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول پر قناعت نہیں کی، جیسا کہ صحیحین میں ہے۔

یونہی حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حدیث مذکور فاطمہ پر اور فرمایا:

مالفاطمۃ الا تتقی اللہ، رواہ البخاری[۱۸۵]

فاطمہ کو کیا ہے، کیا وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

یونہی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

الوضوء مما مست النار[۱۸۶]

اس چیز کی وجہ سے وضو لازم ہے جس کو آگ نے چھوا۔

---

۱۸۳ صحیح مسلم کتاب الطلاق، باب المطلقہ البائن لانفقۃ لہا، قدیمی کتب خانہ، ج۱، ص ۴۸۵

۱۸۴ صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب اذا خاف الجنب علی نفسہ المرض الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۱، ص ۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض باب التیمم، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۱ ص ۱۶۱

۱۸۵ صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب قصۃ فاطمہ بنت قیس، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۲، ص ۸۰۲

۱۸۶ جامع الترمذی، ابواب الطہارۃ، باب الوضوء مما غیرت النار، امین کمپنی دہلی، ج۱، ص ۱۲

پر اور فرمایا:

اتوضاء من الدهن اتوضاء من الحمیم رواہا الترمذی[187]

کیا ہم تیل کی وجہ سے وضو کریں گے، کیا ہم گرم پانی کی وجہ سے وضو کریں گے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے

یونہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے حدیث عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ:

انه لا نستلم هذین الرکعین[188]

ہم ان دو رکنوں کو بوسہ نہیں دیتے

پر اور فرمایا:

لیس شئی من البیت مهجورا کما فی البخاری[189]

بیت اللہ شریف میں سے کچھ بھی چھوڑنے کے لائق نہیں۔ جیسا کہ بخاری میں ہے

یوں ہی جماہیر ائمہ صحابہ و تابعین و من بعد ہم نے حدیث

الوضوء من لحوم الابل[190]

(اونٹوں کا گوشت کھانے کی وجہ سے وضو ہے) پر:

---

187 جامع الترمذی، ابواب الطهارة، باب الوضوء مما غیرت النار، امین کمپنی دہلی، ج ۱، ص ۱۲

188 صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب من لم یستلم الا الرکنین الیمانین، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۲۱۸

189 صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب من لم یستلم الا الرکنین الیمانین، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۲۱۸

190 جامع الترمذی، ابواب الطهارة، باب الوضوء من لحوم الابل، امین کمپنی دہلی، ج ۱، ص ۱۲

وھو صحیح معروف من حدیث البراء وجابر بن سمرۃ وغیرھما رضی اللہ تعالی عنھم

اور یہ حدیث حضرت براء اور جابر بن سمرۃ اور دیگر صحابہ ﷺ سے صحیح ومعروف مروی ہے۔

امام دار الہجرۃ عالم مدینہ سیدنا مالک بن انس ﷺ فرماتے:

العمل اثبت من الاحادیث [191]

عمل علماء حدیثوں سے زیادہ مستحکم ہے۔ [192]

ان کے اتباع نے فرمایا:

انہ لضعیف ان یقال فی مثل ذٰلک حدثنی فلان عن فلان [193]

ایسی جگہ حدیث سنانا پوچ بات ہے [194]

سنن ابی داؤد، باب الطھارۃ، باب الوضوء من لحوم الابل، آفتاب عالم پریس لاہور، ج ۱، ص ۲۴

سنن ابن ماجہ، ابواب الطھارۃ وسننھا، باب الوضوء من لحوم الابل، ایچ، ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۳۸

مسند احمد بن حنبل، عن براء ابن عازب، المکتب الاسلامی بیروت، ج ۴، ص ۲۸۸

[191] المدخل لابن الحاج بحوالہ مالک، فصل فی ذکر النعوت، دار الکتاب العربی بیروت، ج ۱، ص ۱۲۲

[192] کیونکہ علماء کلام رسول ﷺ کے اسرار ورموز کے زیادہ جاننے والے ہیں۔

نوٹ: یہاں علماء سے مراد علماء کے سردار یعنی ائمۂ مجتہدین ہیں۔

[193] المدخل لابن الحاج بحوالہ مالک، فصل فی ذکر النعوت، دار الکتاب العربی بیروت، ج ۱، ص ۱۲۲

[194] یعنی لغو بات ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

ایک جماعت ائمہ تابعین کو جب دوسروں سے ان کے مخالف حدیثیں پہنچتیں فرماتے:

مانجھل ھذا ولکن مضی العمل علی غیرہ[195]

ہمیں ان حدیثوں کی خبر ہے مگر عمل اس کے خلاف پر گزر چکا[196]

امام محمد بن ابی بکر حریر سے بارہا ان کے بھائی کہتے تم نے فلاں حدیث پر کیوں نہ حکم کیا؟ فرماتے:

لم اجد الناس علیہ[197]

میں نے علماء کو اس پر عمل کرتے نہ پایا

بخاری و مسلم کے استاذ الاستاذ امام المحدثین عبد الرحمن بن مہدی فرماتے:

السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اھل المدینۃ خیر من الحدیث[198]

ترجمہ: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

تو جو علم والے ہیں اور ہزاروں لاکھوں کو راہ دکھانے والے ہیں اور جن کی عمر کا اکثر حصہ حدیث مبارکہ کی خدمت کرتے گزرا تو اگر کوئی بچہ (علم دین میں) ان کو حدیث دکھائے تو یقینا یہ سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہوگی۔

[195] المدخل لابن الحاج بحوالہ مالک، فصل فی ذکر النعوت، دار الکتاب العربی بیروت، ج ۱، ص ۱۲۲

[196] یعنی جماعت تابعین کو جب حدیثیں پہنچتی ہیں تو وہ عمل صحابہ کو دیکھ کر عمل کرتے کیونکہ ان کے نزدیک صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم قول رسول ﷺ اور مزاج رسول ﷺ کو زیادہ سمجھنے والے تھے۔

[197] المدخل لابن الحاج بحوالہ مالک، فصل فی ذکر النعوت، دار الکتاب العربی بیروت، ج ۱، ص ۱۲۲

[198] المدخل لابن الحاج بحوالہ مالک، فصل فی ذکر النعوت،

اہل مدینہ کی پرانی سنت حدیث سے بہتر ہے [199]

نقل ھذا الاقوال الخمسۃ الامام ابو عبد اللہ محمد بن الحاج العبدری المکی المالکی فی مدخلہ فی فصل النعوت المحدثۃ۔ وفیہ فصل فی الصلوۃ علی المیت فی المسجد ما ورد من ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی علی سھیل بن بیضاء فی المسجد فلم یصححہ العمل والعمل عند مالک رضی رحمہ اللہ اقوی

ان پانچوں اقوال کو امام ابو عبد اللہ محمد بن الحاج العبدری مکی مالکی نے اپنی کتاب المدخل کی فصل فی النعوت المحدثۃ میں نقل فرمایا اور اسی کتاب میں مسجد کے اندر نماز جنازہ سے متعلق فصل میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد کے اندر سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کے بارے میں جو وارد ہے عمل (علماء) اس کی موافقت نہیں کرتا۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عمل زیادہ مستحکم ہے۔ [200]

خود میاں نذیر حسین صاحب دہلوی [201] معیار الحق میں لکھتے ہیں:

"بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرع تحقیق ان کی کی ہے کیونکہ انھوں نے ان احادیث کو احادیث قابل عمل نہیں سمجھا، بدعوی نسخ یا بدعوی ضعف اور امثال اس کے" [202]

اس امثال کے بڑھانے نے کھولدیا کہ بے دعوی نسخ یا ضعف بھی ائمہ بعض احادیث کو قابل عمل نہیں سمجھتے۔ اور بیشک ایسا ہی ہے خود اسی معیار میں حدیث جلیل صحیح بخاری شریف

دار الکتاب العربی بیروت، ج ۱، ص ۱۲۲

[199] یعنی صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ کیونکہ وہ مزاج رسول ﷺ کے زیادہ شناسا تھے۔

[200] المدخل لابن الحاج، فصل فی ذکر الصلوۃ علی المیت فی المسجد دار الکتب العربی بیروت، ج ۲، ص ۲۸۹

[201] غیر مقلد

[202] معیار الحق، مکتبہ نذیریہ لاہور، ص ۱۵۱

حتی ساوی الظل التلول[۲۰۳]
یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہوگیا

کو بعض مقلدین شافعیہ کی ٹھیٹ تقلید کر کے بجیلہء تاویلات بارده کا سده ساقطہ فاسدہ متروک العمل کر دیا اور گناہ کے لئے بولے کہ جمعابین الادلۃ[۲۰۴] (دلائل میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے) یہ تاویلیں حقہ کی گئیں[۲۰۵] اور اس کے سوا اور بہت احادیث صحاح کو محض اپنا مذہب بنانے کے لئے بدعاوی باطلہ عاطلہ زائلہ بے دھڑک واہیات و مردود بتادیا[۲۰۶] جس کی تفصیل جلیل فقیر کے رسالہ حاجز البحرین الواقی جمع الصلاتین[۲۰۷] میں مذکور، یہ رسالہ صرف ایک مسئلہ میں ہے اس کے متعلق حضرت کی ایسی کاروائیاں شمار میں آئیں، باقی مسائل کی کارگزاریاں کس نے گنیں اور کتنی پائیں ع[۲۰۸]

قیاس کن ز گلستان او بہارش را
(اس کے باغ سے اس کی بہار کا اندازہ کرلے)

---

۲۰۳ صحیح البخاری، کتاب الآذان، باب الاذان المسافر اذا کانوا جماعۃ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۸۸

۲۰۴ معیار الحق، مکتبہ نذیریہ لاہور، ص ۳۵۴

۲۰۵ یعنی تقلید کریں گے مگر تاویل کے پردے میں لپیٹ کر۔

۲۰۶ یعنی نذیر حسین نے بہت سی احادیث کو باطل دعووں کے ذریعہ واہیات و مردود بتایا۔

۲۰۷ رسالہ حاجز البحرین الواقی، فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد م، ص ۱۵۹ پر ملاحظہ فرمائیں

۲۰۸ صرف ایک مسئلہ میں یعنی ''دو نمازیں اکھٹی پڑھنے کا حکم'' کے بارے میں

بالجملہ موافق مخالف کوئی ذی عقل اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ مجرد صحت اثری صحت عملی کو مستلزم نہیں بلکہ محال ہے کہ مستلزم ہو، ورنہ ہنگام صحت متعارضین قول بالتناقضین لازم آئے، اور وہ عقلاً ناممکن تو بالیقین اقوال مذکورۂ سوال اور ان کے امثال میں صحت حدیث سے صحت عملی، اور خبر سے وہی خبر واجب العمل عند المجتہد مراد پھر نہایت اعلیٰ بدیہات سے ہے اگر کوئی حدیث مجتہد نے پائی اور براہ تاویل خواہ دیگر وجوہ سے اس پر عمل نہ کیا تو وہ حدیث اُس کا مذہب نہیں ہو سکتی ورنہ وہی استحالۂ عقلی سامنے آئے کہ وہ صراحتہً اس کا خلاف فرما چکا تو آفتاب سے روشن تر وجہ پر ظاہر ہوا کہ کوئی حدیث بزعم خود مذہبِ امام کے خلاف پاکر بحکم اقوال مذکورہ امام دعویٰ کر دینا کہ مذہب امام اس کے مطابق ہے، دو امر پر موقوف

اولاً: یقیناً ثابت ہو کہ یہ حدیث امام کو نہ پہنچی تھی کہ بحال اطلاع مذہب اس کے خلاف ہے، نہ اس کے موافق۔

لاجرم علامہ زرقانی نے شرح موطا شریف میں تصریح فرمائی:

قد علم ان کون الحدیث مذھبہ محلہ اذا علم انہ لم یطلع علیہ اما اذا احتمل اطلاعہ علیہ وانہ حملہ علی محمل فلا یکون مذھبہ[۲۰۹]

یعنی ثابت ہو چکا ہے کہ کسی حدیث کا مذہب مجتہد ہونا[۲۱۰] صرف اسی صورت میں ہے

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ حاجز البحرین ہے جس میں غیر مقلدین کے امام مولوی نذیر حسین کا کئی صحیح حدیثوں سے انکار کا حال ہے باقی مسائل کا کارگزاریاں کون گنے گا۔

۲۰۹ شرح الزرقانی علی مؤطاء امام مالک

۲۱۰ کسی صحیح حدیث کا۔

جبکہ یقین ہو کہ یہ حدیث مجتہد کو نہ پہنچی تھی ورنہ اگر احتمال ہو کہ اس نے اطلاع پائی اور کسی دوسرے محل پر حمل کی، تو یہ اس کا مذہب نہ ہوگی۔[211]

ثانیاً: یہ حکم کرنے والا احکام رجال و متون و طرق احتجاج و وجوہ استنباط اور ان کے متعلقات اصول مذہب پر احاطہء تامہ رکھتا ہو۔[212] یہاں اسے چار منزلیں سخت دشوار گزار پیش آئیں گی جن میں ہر ایک دوسری سے سخت تر ہے:

منزل اول: نقد رجال کہ ان کے مراتب ثقہ و صدق و حفظ و ضبط[213] اور ان کے بارے میں ائمہ شان کے اقوال[214] و وجوہ طعن و[215] مراتب توثیق، و مواضع تقدیم جرح و تعدیل و حوامل طعن و مناشی توثیق و[216] مواضع تحامل و تساہل و تحقیق[217] پر مطلع ہو، استخراج

---

۲۱۱ یہ صحیح حدیث بھی اس کا مذہب نہ ہوگی۔

۲۱۲ یعنی پہلی بات تو یہ کہ یہ بات یقین سے ثابت ہو کہ یہ حدیث امام کو نہ پہنچی تھی اور اگر احتمال ہو کہ ہوسکتا ہے اس امام کو یہ حدیث پہنچی ہو مگر اس نے کسی بھی علت خفیہ قادحہ کی بنا پر دوسری حدیث کو ترجیح دی تو اب یہ حدیث مقلد کے لیے حجت نہیں ہوسکتی اور دوسری بات یہ کہ اگر کسی نے صحیح حدیث دیکھ کر حکم کیا تو پھر یہ دیکھا جائے گا۔ کہ کیا یہ حکم کرنے والا اصول مذہب اس کے متعلق جتنے بھی اسباب ہیں جو حکم لگانے سے پیشتر دیکھے جاتے ہیں مثلاً احکام رجال (راویوں) اور متون حدیث کے الفاظ اور کئی دیگر چیزوں کا ماہر ہو۔

۲۱۳ راویوں کو پرکھنا، ان کے مرتبے ان کی احادیث مبارکہ کو محفوظ رکھنے اور یاد رکھنے کی صلاحیتیں۔

۲۱۴ پھر ان کے بارے میں اکابر محدثین کے اقوال۔

۲۱۵ پھر اگر راوی میں عیب بیان ہوا تو اس عیب بیان کرنے کی وجہ۔

۲۱۶ معتبر راویوں کے مرتبے

۲۱۷ وہ جگہیں جہاں جرح کو مقدم رکھنا ہے اور وہ جگہیں جہاں تعدیل کو مقدم رکھنا ہے۔

مرتبہ اتقان راوی بنقد روایات وضبط مخالفات واوہام وخطیات وغیرہا پر قادر ہو،[218] ان کے اسامی و القاب و کنی و انساب[219] ووجوہ مختلفہ تعبیر رواۃ خصوصاً اصحاب تدلیس شیوخ و تعیین مبہمات[220]

---

۲۱۸ راویوں کے مرتبے ان کی حدیث محفوظ رکھنے کی صلاحیت، وغیرہ کا جاننا اور ان کے وہم وخطا پر مطلع ہونا۔

۲۱۹ راویوں کے نام ان کے لقب، کنیت اور نسب سب کی کان ہونا بھی ضروری ہے۔

۲۲۰ راویوں کی مختلف اعتبار سے شرن رکھتا ہو خصوصاً اصحاب تدلیس کو کانتا ہو۔ یقیناً عام گلی کوچے کے غیر مقلدین اتنی صلاحیت بھی نہیں رکھے کہ اعلیٰ حضرت کی تحریر کو پڑھ سکیں یہ بے چارے تدلیس کو کیا جانیں پھر وہ بھی پیچھے جو اتنی باتیں گزریں یہ سب ان کے سر کے اوپر سے گزر گئیں۔ یقیناً ان کی اکثریت علم اصول حدیث سے کوری ہے اور جو تھوڑا بہت پڑھ گئے ہیں وہ بھی اس حد تک کہ حدیث کے عربی سے اردو میں معنیٰ کرلیں اور اس پر محدثین کے احکام پڑھ کر وہ انہی محدثین کی مقلدیت پر بہت نازاں جو خود حکم لگانے سے کورے ہیں، محدثین کے محتاج مگر اس جھوٹی ناک کا کیا کریں جو تقلید کے موضوع پر شرک وحرام کے فتوے لگا چکنے کے بعد محدثین کی تقلید کرتے ہوئے بھی ڈھٹائی کے ساتھ لگی ہوئی ہے حالانکہ حدیث اور محدثین اسی طرح اشارہ کررہے ہے جیسا کہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجنائز میں فقہا کی نسبت لکھا:

وَهُمْ اعلم بمعانی الحدیث

ترجمہ: فقہاء حدیث کے معنیٰ زیادہ جاننے والے ہیں۔

اور ترمذی کے اس قول کی تصدیق حدیث کے اس جملے سے بھی ہوسکتی ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا:

نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظها ورعاها واداها فرب حامل فقه غیر فقیه ورب حامل فقه الی من هو افقه منه۔

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ تروتازہ رکھے اس بندے کو جس نے میرے

و متفق و متفرق و مختلف مؤتلف سے ماہر ہو[۲۲۱] ان کے موالید و اقوال سنے اور یاد رکھے اور لوگوں کو پہنچائے (ان لوگوں کو جنہوں نے نہ سنا) کیونکہ بعض روایت کرنے والے سمجھدار نہیں ہوتے اور بعض سمجھدار ہوتے ہیں مگر جن کو وہ رنتے ہیں وہ ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔

تدلیس واصحاب تدلیس

محدثین کی اصطلاح میں تدلیس اسے کہتے کہ راوی نے جس سے حدیث سنی ہے اس کا نام نہ لے مواس سے اوپر کے راوی پر پردہ ڈال دے اس عمل کو کا نام تدلیس ہے۔ جمہور محدثین کا مذہب یہ ہے کہ جس محدث کی یہ عادت ہو کہ وہ صرف ثقات سے ہی تدلیس کرتا ہے اس کی حدیث مقبول ہے جیسے سفیان بن عینیہ اور اگر اس کی عادت یہ ہے کہ ثقہ وغیر ثقہ سب سے تدلیس کرتا ہے تو اس کی روایت نامقبول ہے جب تک کہ اس کی روایت ایسے لفظ سے نہ ہو جو سماع پر قطعی دلالت کرے۔

اب تمام غیر مقلدین سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنے گروہ میں سے ایسا شخص تلاش کریں جو مدلس راویوں کے بارے میں بھی جانتا ہو اور تدلیس کے الفاظ کے بارے میں بھی باخبر ہو نیز قطعی سماعت پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی جانتا ہو۔

[۲۲۱] موتلف و مختلف

وہ راوی جن کے نام یا القاب یا کنیت لکھنے میں یکساں ہو مگر تلفظ میں مختلف ہو جیسے سُلام اور سَلام، عَقیل اور عُقیل وغیرہ ایسے روات کو بالحاظ کتاب موتلف اور بالحاظ تلفظ مختلف کہتے ہیں۔

متفق و مفترق

وہ راوی جن کے نام مع ولدیت ایک جیسے ہوں اور ان کی شخصیت علیحدہ علیحدہ ہو ایسے روات کے نام یکساں ہونے کی وجہ سے متفق اور شخصیتیں مختلف ہونے کی وجہ سے مفترق کہا جاتا ہے اس کی کئی صورتیں ہیں۔

وفیات وبلدان ورحلات[۲۲۲] ولقاء وسماعات واساتذہ وتلامذہ[۲۲۳]

۱: راوی کا نام مع ولدیت یکساں ہے جیسے خلیل بن احمد نام کے چھ راوی ہیں۔

۲: راوی کے دادا تک نام یکساں ہو جیسے خلیل بن جعفر بن حمدان نام کے ایک ہی وقت میں چار افراد تھے۔

۳: کنیت اور ولدیت یکساں ہو جیسے ابوبکر بن عیاش نام کے تین راوی ہیں۔

مبہم راوی

جس حدیث کے راوی کی صراحت نہ ہو تو اس کو مبہم کہا جاتا ہے۔

۲۲۲

موالید: یعنی ان کی پیدائش کی معلومات۔

وفیات: یعنی ان کی وفات کی معلومات۔

بلدان: ان کی رہائش کے شہر۔

رحلات: ان کے تمام سفر ان کے حالات واقعات ومقامات۔

کیونکہ جب تک یہ تمام معلومات نہ ہوں حدیث کے متصل یا غیر متصل ہونے کا حکم بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ مثال کے طور پر راوی جس کی سن ولادت ۲۱۲ھ ہے وہ کسی ایسے راوی سے سننے کا دعویٰ کرے جس کا وصال ۲۰۵ھ میں ہو چکا ہو تو ہم سمجھ لیں گے کہ اس راوی کا دعویٰ غلط ہے اور حدیث کی سند میں کچھ خرابی ہے اسی طرح شام کے ایک راوی تک ایسے شیخ سے حدیث سننے کا دعویٰ کرے جو کبھی بصرہ شہر سے باہر نہ نکلا ہو اور یہ شام والا بھی کبھی بصرہ شہر نہ گیا ہو تو اس کی سند پر بھی نظر کرنے کی ضرورت ہے لیکن یہ تمام معاملات ہمیں ان راویوں کی پیدائش، وفات اور پوری زندگی پر نظر رکھے بغیر پتہ نہیں چل سکتے۔ اب کون سا غیر مقلد اتنا علم رکھتا ہے؟ غیر مقلدین اگر کسی کام پیش کریں تو ہم بھی اس ہستی کو دیکھیں۔

۲۲۳ راوی کے شاگردوں کے نام، استادوں کے نام، راوی نے کس کس سے حدیث

طرق تحمل ووجوہ اداو تدلیس وتسویہ وتغیر واختلاط و آخذین من قبل و آخذین من بعد و سامعین حالین وغیرہا تمام امور ضروریہ کا حال اس پر ظاہر ہو۔[224] ان سب کے بعد صرف سند حدیث کی نسبت اتنا کہہ سکتا ہے صحیح یا حسن یا صالح یا ساقطیا باطلا معضلیا مقطوعیا مرسل یا متصل ہے۔

منزل دوم:[225] صحاح وسنن ومسانید وجوامع ومعاجیم واجزاء وغیرہا کتب حدیث میں اس کے طرق مختلفہ و الفاظ متنوعہ پر نظر تام کرے[226] کہ حدیث کے تواتر یا شہرت یا فردیت نسبیہ یا غرابت مطلقہ یا شذ و ذینکارت و اختلافات رفع ووقف و قطع ووصل ومزید فی متصل الاسانید

سنی اور راوی کی کس کس سے ملاقات ثابت ہے یہ سب بھی جاننا بہت ضروری ہے۔

[224] غرض یہ کہ روایت اور راوی کے بارے میں تمام ضروری باتوں کا جاننا اس کے لیے ضروری ہے۔

[225] منزل بمعنی رکنے کا مقام یعنی صحیح حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرنے والے پہلے ان تمام معاملات پر غور کرلیں جو حدیث صحیح کے تعین کے لیے جاننا ان ضروری ہیں۔ اگر بالفرض ان غیر مقلدین میں سے ایک یا دو افراد اس کی صلاحیت رکھتے بھی ہوں تو باقی افراد کیا کریں گے۔ ان دو افراد کی تقلید کریں گے اور آنکھیں بند کر کے ان کی بیان کی ہوئی حدیث کو صحیح مان لیں گے یا خود تحقیق کریں گے اور اگر خود تحقیق کریں گے تو کیا ان کے گروہ کے ہر فرد میں یہ پرکھنے کی صلاحیت موجود ہے تو اب بھی کام مکمل نہ ہوں گے آگے بڑھنے سے پہلے اس منزل دوم پر نظر ڈالیں جو پہلی منزل سے بھی زیادہ کٹھن ہے۔

[226] یعنی حدیث کی تقریباً تمام مشہور و مستند کتابوں پر اس کی گہری نظر ہو۔

واضطرابات سند و متن وغیرہا پر اطلاع پائے[۲۲۷]، نیز اس جمع طرق واحاطہء الفاظ سے رفع ابہام و دفع اوہام وایضاح خفی واظہار مشکل وابانت مجمل و تعیین محتمل ہاتھ آئے۔ ولہذا امام ابو حاتم رازی فرماتے ہم جب تک حدیث کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اس کی معرفت نہ پاتے[۲۲۸] اس کے بعد اتنا حکم کر سکتا ہے کہ حدیث شاذ یا منکر، معروف یا محفوظ، مرفوع یا موقوف، فرد یا مشہور کس مرتبہ کی ہے۔

منزل سوم: اب علل خفیہ و غوامض دقیقہ پر نظر کرے جس پر صدہا سال سے کوئی قادر نہیں[۲۲۹]، اگر بعد احاطہء وجوہ اعلال تمام علل سے منزہ پائے تو یہ تین منزلیں طے کر کے طرف صحت حدیث بمعنی مصطلح اثر پر حکم لگا سکتا ہے[۲۳۰] تمام حفاظِ حدیث و اجلہ نقاد ناوا صلان ذروہء شامخہ اجتہاد کی

---

۲۲۷ اور یہ نظر اتنی گہری ہو کہ جانتا ہو کہ کوئی حدیث کثرت سے حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے کون سی اس سے کم اور کون سے بہت ہی کم اور پھر کون سی روایت ثقہ راوی کو دوسرے ثقہ راوی سے اختلاف ہو گیا اور دونوں میں سے کس کو ترجیح دینا ممکن نہیں تو پھر کیا کیا جائے گا۔ یہ سب باتیں بھی جاننا ضروری ہے۔

۲۲۸ یعنی اس کو کان نہ پاتے کہ یہ شاذ ہے یا منکر معروف ہے یا محفوظ۔

۲۲۹ اب اگر حدیث مبارکہ کسی خفیہ عیب اور چھپی ہوئی باریک نکات کی طرف نظر کی جائے تو کئی سو سال سے اس بات پر کوئی قدرت رکھتا ہی نہیں کہ چھپی ہوئی باریک نکات کو بھی جان لے۔

۲۳۰ یعنی سارے کٹھن مراحل طے کرنے کے بعد آخر میں تمام علت خفیہ سے بھی پاک وصاف جانا تو یہ تین منازل طے کر کے بھی صرف اصطلاح حدیث ہی میں اس پر صحیح کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔

رسائی صرف اس منزل تک[231] ہے۔ اور خدا انصاف دے تو مدعی اجتہاد[232] و ہمسری ائمہ مجاد[233] کو ان منازل کے طے میں اصحاب صحاح یا مصنفان اسماء الرجال کی تقلید جامد[234] سخت بے حیائی نری بے غیرتی ہے بلکہ ان کے طور پر شرک جلی[235] ہے کس آیت و حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ بخاری یا ترمذی بلکہ امام احمد و ابن المدینی جس حدیث کی تصحیح یا تجریح کر دیں وہ واقع میں ویسی ہی[236] ہے۔ کون سا نص آیا کہ نقد رجال میں ذہبی و عسقلانی بلکہ نسائی و ابن عدی و دار قطنی بلکہ یحییٰ قطان و یحییٰ بن معین و شعبہ و ابن مہدی جو کچھ کہہ دیں وہی حق جلی[237] ہے۔ جب خود احکام الٰہیہ کے پہچاننے میں ان اکابر کی تقلید نہ ٹھیری جو ان سے بدرجہا ارفع و اعلیٰ و اعلم و اعظم تھے[238] جن کے یہ حضرات اور

---

231 تمام بڑے بڑے محدثین کی رسائی بھی صرف اس منزل تک ہے۔

232 یعنی دعویٰ اجتہاد

233 بزرگوں سے برابری کا دعویٰ

234 اور یہ خود تقلید کریں حضرات صحاح ستہ کی اور راویوں کے حالات لکھنے والوں کی اور تقلید کرنے کو برا ذکہیں۔

235 ان کے نزدیک تو کھلا شرک ہے۔

236 یعنی کس حدیث میں آیا بخاری کی مانو اور کسی کی نہ مانو اگر تمہارا جواب ہو کہ علماء کہتے ہیں کہ بخاری بہت مستند کتاب ہے تو کیا تم نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں کئی سو سال کے علماء کے اقوال نہ پڑھے۔ الحمد للہ تمام محدثین بھی مقلد ہی ہوئے ہیں جیسا کہ ہم نے کتاب کے شروع میں لکھا ہے۔

237 وہ ہی واضح حق ہے۔

238 بلند و بالا اور بہت زیادہ علم والے اور عظمت والے۔

ان کے امثال مقلد و متبع ہوتے جن کے درجات رفیعہ امامت انہیں مسلم تھے تو ان سے کم درجہ امور میں ان اکابر[۲۳۹] سے نہایت پست مرتبہ اشخاص کی ٹھیٹ تقلید[۲۴۰] یعنی چہ جرح وتعدیل وغیرہ جملہ امور مذکورہ جن جن میں گنجائش رائے زنی ہے محض اپنے اجتہاد سے پایہ ثبوت کو پہنچایئے، اور این و آن و فلان و بہمان کا نام زبان پر نہ لایئے۔ ابھی ابھی تو کھلا جاتا ہے کہ کس برتے پہ تتا پانی[۲۴۱]

ما اذا اخاصد یا مغرور فی الحظر

حتی هلکت فلیت النمل لم تطر

(اے مغرور! تجھے کس شے نے خطرے میں ڈالا یہاں تک کہ تو ہلاک ہوگیا، کاش! چیونٹی نہ اڑتی)

خیر کسی مسخرۂ شیطان کے منہ کیا لگیں۔ برادران باانصاف انھیں منازل کی دشواری دیکھیں جس میں ابو عبد اللہ حاکم جیسے محدث جلیل القدر پر کتنے عظم شدید مواخذے ہوئے۔[۲۴۲] امام ابن حبان جیسے ناقد بصیر قابل کی طرف نسبت کئے گئے۔[۲۴۳] ان دونوں سے بڑھ کر امام اجل ابو عیسیٰ ترمذی تصحیح و تحسین میں متامل ٹھیرے[۲۴۴]، امام مسلم جیسے جبل

---

۲۳۹ یعنی ائمہ اربعہ (امام اعظم، امام شافعی، امام حنبل، امام مالک رحمہم اللہ)

۲۴۰ یعنی ائمہ اربعہ سے بہت کم درجہ کے لوگوں کی پکی تقلید کرتے ہیں۔

۲۴۱ کس بات (لیاقت، طاقت، استعداد) پر اتنا اکڑ رہا ہے۔

۲۴۲ بمعنی گرفت ہوئی۔

۲۴۳ تنقید کرنے والے ماہر بھی غفلت کرنے والے ہی کہے گئے۔

۲۴۴ حدیث کو صحیح قرار دینے میں سست قرار دیے گئے۔

رفیع[۲۴۵] بخاری و ابو ذرعہ کے لوہے مانے کما اوضحنا رسالتنا مدارج طبقات الحدیث (۱۳۱۳ھ) (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ مدارج طبقات الحدیث میں اس کی وضاحت کر دی ہے) پھر چوتھی منزل تو فلک چہارم[۲۴۶] کی بلندی ہے جس پر نور اجتہاد سے آفتاب منیر ہی ہو کر رسائی ہے۔ امام ائمۃ المدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری سے زیادہ ان میں کون منازل ثلثہ کے منتہی کو پہنچا[۲۴۷]۔ پھر جب مقام احکام و نقض و ابرام میں آتے ہیں وہاں صحیح بخاری و عمدۃ القاری وغیرہا بنظر انصاف دیکھا چاہیے۔ بکری کے دودھ کا قصہ معروف و مشہور ہے[۲۴۸]۔ امام عیسیٰ بن ابان کے اشتغال حدیث پھر ایک مسئلہ میں دو جگہ خطا کرنے اور تلامذہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ملازم خدمت بننے کی روایت معلوم و ماثور ہے ولہٰذا امام اجل سفیان بن عیینہ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ اور اجلہ ائمہ ء محدثین و فقہائے مجتہدین و تبع تابعین سے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین ارشاد فرماتے ہیں:

الحدیث مضلۃ الا للفقہا[۲۴۹]

۲۴۵ بلند پہاڑ

۲۴۶ چوتھا آسمان

۲۴۷ یعنی پیچھے جو تین منازل کا ذکر ہوا ان تینوں منازل کی انتہا کو پانے والوں میں امام بخاری سے آگے کون پہنچا ہے۔

۲۴۸ امام بخاری، نے اجتہاد کے ذریعہ جو مسائل استنباط فرمائے ان میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی بچے اور بچی نے ایام رضاعت میں کسی ایک ہی بکری کا دودھ لیا تو دونوں میں رشتہ رضاعت پیدا ہو جائے گا۔

۲۴۹ المدخل لابن الحاج، فصل فی ذکر النعوت، ج ۱، ص ۲۲۲

حدیث سخت گمراہ کرنے والی ہے مگر مجتہدوں کو ۲۵۰

علامہ ابن الحاج مکی مدخل میں فرماتے ہیں:

یوید ان غیرھم قد یحمل الشئی علی ظاھرہ ولہ تاویل من حدیث غیرہ او دلیل یخفی علیہ او متروک او جب ترکہ غیر شئی مما لا یقوم بہ الا من استبحر و تفقہ۔

یعنی امام سفیان کی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کبھی ظاہر حدیث سے جو معنے سمجھ میں آتے ہیں ان پر جم جاتا ہے حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مراد کچھ اور ہے، یا وہاں کوئی اور دلیل ہے جس پر اس شخص کو اطلاع نہیں، یا متعدد اسباب ایسے ہیں جس کی وجہ سے ان پر عمل نہ کیا جائے گا۔ ان باتوں پر قدرت نہیں پاتا مگر وہ جو علم کا دریا بنا اور منصب اجتہاد تک پہنچا ۲۵۱

خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

نضر اللہ عبداً اسمع مقالتی فحفظھا ووعاھا واداھا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الیٰ من ھوا فقہ منہ ۔اخرجہ امام الشافعی والامام احمد والدارمی و ابو داؤد وا لترمذی وصححہ وابن ماجۃ والضیاء فی المختارۃ والبیھقی فی المدخل عن زید بن ثابت والدارمی عن جبیر بن مطعم ونحوہ احمد والترمذی وابن حبان بسند صحیح عن ابن مسعود والدارمی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (مسند احمد بن حنبل، حدیث جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ، المکتب الاسلامی بیروت، ۴/ ۸۲) سنن الدارمی، باب

---

۲۵۰ قرآن پاک میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے جس کا ترجمہ ہے ''اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت دیتا ہے۔'' قرآن یا قرآنی امثال کے ذریعہ۔

۲۵۱ اسی لیے عوام کو چاہیے کہ جب حدیث مبارکہ پڑھنے کو دل چاہے تو حدیث پڑھیں مگر شرح کے ساتھ جیسا کہ اگر کسی کا دل بخاری شریف پڑھنے کو چاہے تو وہ علامہ شریف الحق امجدی کی ''نزہۃ القاری پڑھے اسی طرح اگر کسی کا دل مسلم شریف پڑھنے کو چاہے تو وہ علامہ غلام رسول سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کی ''شرح صحیح مسلم کا مطالعہ کرے۔

الاقتداء بالعلمای، حدیث ۲۳۴، دار المحاسن قاہرہ، ۱/ ۶۵)(سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، آفتاب عالم پریس لاہور، ۲/ ۱۵۹)(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع، امین کمپنی دہلی، ۲/ ۹۰)(سنن ابن ماجہ، باب من بلغ علماء، ایچ ایم سعید کمپنی دہلی، ص ۲۱)(مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثانی، مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۵)[۲۵۲]

اللہ تعالیٰ اس بندے کو سرسبز کرے جس نے میری حدیث سن کر یاد کی اور اسے دل میں جگہ دی اور ٹھیک ٹھیک اوروں کو پہنچادی کہ بہتروں کو حدیث یاد ہوتی ہے مگر اس کے فہم وفقہ کی لیاقت نہیں رکھتے، اور بہتیرے اگرچہ لیاقت رکھتے ہیں۔ دوسرے ان سے زیادہ فہیم وفقیہ ہوتے ہیں (امام شافعی، امام احمد، دارمی، ابوداؤد اور ترمذی نے اس کی تخریج کی اور اس کو صحیح قرار دیا نیز اس کی تخریج کی ابن ماجہ، ضیاء نے مختارہ میں اور بیہقی نے مدخل میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے، اور دارمی و احمد نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے، اور ترمذی و ابن حبان نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اور دارمی نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے، اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو)[۲۵۳]

---

۲۵۲ المدخل لابن الحاج، فصل فی ذکر النعوت، دار الکتاب العربی بیروت، ج ۱، ص ۱۲۲۔۱۲۳

۲۵۳ مسند احمد بن حنبل، حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، المکتب الاسلامی بیروت، ج ۴، ص ۸۲

سنن الدارمی، باب الاقتدای بالعلمای، حدیث ۲۳۴، دار المحاسن قاہرہ، ج ۱، ص ۶۵

سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، آفتاب عالم پریس لاہور، ج ۲، ص ۱۵۹

جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی البحث علی تبلیغ السماع، امین کمپنی دہلی، ج ۲، ص ۹۰

سنن ابن ماجہ، باب من بلغ علماء، ایچ ایم سعید کمپنی دہلی، ج ۲، ص ۹۰

فقط حدیث معلوم ہو جانا فہم حکم کے لئے کافی ہوتا تو اس ارشاد اقدس کے کیا معنی تھے!

امام ابن حجر مکی شافعی کتاب الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں، امام محدثین سلیمان اعمش تابعی جلیل القدر ہے کہ اجلہ ائمہ تابعین و شاگردان حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہیں کسی نے کچھ مسائل پوچھے، اس وقت ہمارے امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر مجلس تھے، امام اعمش رضی اللہ عنہ نے وہ مسائل ہمارے امام سے پوچھے، امام نے فوراً جواب دیئے۔ امام اعمش نے کہا: یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کئے؟ فرمایا: ان حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سنی ہیں، اور وہ حدیثیں مع سند روایت فرمادیں۔ امام اعمش رضی اللہ عنہ نے کہا:

حسبک ما حدثک بہ فی مائۃ یوم تحدثنی بہ فی ساعۃ واحدۃ ما علمت انک تعمل بھذہ الاحادیث یا معشر الفقہاء انتم الاطباء ونحن الصیادلۃ وانت ایھا الرجل اخذت بکلا الطرفین

بس کیجئے جو حدیثیں میں نے سو دن میں آپ کو سنائیں آپ گھڑی بھر میں مجھے سنائے دیتے ہیں، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں میں یوں عمل کر دیتے ہیں۔ اے فقہ والو! تم طبیب ہو اور محدث لوگ عطار ہیں، یعنی دوائیں پاس ہیں مگر ان کا طریق استعمال تم مجتہدین جانتے ہو۔ اور اے ابوحنیفہ! تم نے تو فقہ و حدیث دونوں کنارے لئے[۲۵۴]

والحمد للہ رب العلمین ○ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو کل جہانوں کا پروردگار ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثانی، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۳۵

۲۵۴ الخیرات الحسان، الفصل الثلاثون، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۱۴۴

اب باقی رہی منزل چہارم، اور تو نے کیا جانا کیا ہے منزل چہارم، سخت ترین منازل دشوار ترین مراحل، جس کے سائر نہیں مگر اقل قلائل، اس کی قدر کون جانے!

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش
کہ نظم مملکت خویش خسرواں دانند[۲۵۵]

(اے حافظ! تو خاک نشین گدا گر ہے شور مت مچا، کیونکہ اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ ہی جانتے ہیں)

اس کے لئے واجب ہے کہ جمیع لغات عرب وفنون ادب ووجوہ تخاطب وطرق تفاہم واقسام نظم وصنوف معنے، وادراک علل وتنقیح مناط واستخراج جامع وعرفان مانع وموار دتعدیہ ومواضع قصر ودلائل حکم آیات واحادیث، واقاویل صحابہ وائمہ فقہ قدیم وحدیث ومواقع تعارض، واسباب ترجیح، ومناہج توفیق ومدارج دلیل ومعارک تاویل، ومسالک تخصیص ومناسک تقیید ومشارع قیود، وشوارع مقصود وغیر ذلک پر اطلاع تام ووقوف عام ونظر غائر وذہن رفیع، وبصیرت ناقدہ وبصر منیع رکھتا[۲۵۶] ہو جس کا ایک

---

۲۵۵ دیوانِ حافظ، ردیف شین معجمہ، سب رنگ کتاب گھر دہلی، ص ۳۵۸

۲۵۶ کیونکہ عرب شریف میں عربی کئی انداز میں بولی جاتی تھی تو حکم لگانے والے تمام عربی ڈکشنریز (Dictonaries) اور ان کی عربی زبان میں مہارت، اس حکم کی بنیادی تحقیق وضاحت، مکمل واقفیت قرآن واحادیث کے دلائل، صحابہ وآئمہ وفقہاء کے اقوال، احکام کا ایک دوسرے کے مقابل آنے کی وجوہات اور مذکورہ حکم کو ترجیح دینے کا اصل سبب سے آگاہی حکم کو قوم کے موافق ہر پہلو پر ناقدانہ نگاہ ڈالتے ہوئے صحیح مواد

ادنیٰ اجمال امام شیخ الاسلام زکریا انصاری قدس سرہ الباری نے فرمایا کہ:

ایاکم ان تبادروا الی الانکار علی قول مجتهد او تخطئته الا بعد احاطتکم بادلة الشریعة کلها ومعرفتکم بجمیع لغات العرب التی احتوت علیها الشریعة ومعرفتکم بمعانیها وطرقها

خبردار مجتہد کے کسی قول پر انکار یا اسے خطا کی طرف نسبت نہ کرنا جب تک شریعت مطہرہ کی تمام دلیلوں پر احاطہ نہ کرلو، جب تک تمام لغت عرب جن پر شریعت مشتمل ہے پہچان نہ لو، جب تک ان کے معانی کے راستے جان نہ لو۔

اور ساتھ ہی فرمادیا

وانی لکم بذٰلک بهلاکهان تم اور کہاں یہ احاطہ نقله الامام العارف بالله عبد الوهاب الشعرانی فی المیزان

(اس کو خدا شناس امام عبدالوہاب شعرانی نے میزان میں نقل فرمایا)۔[۲۵۷]

ردالمحتار جس کی عبارت سوال میں نقل کی خود اسی ردالمحتار میں اسی عبارت کے متصل اس کے معنے فرمادیئے تھے کہ وہ سائل نے نقل نہ کئے، فرماتے ہیں:

ولا یخفی ان ذٰلک لمن کان اهلاً للنظر فی النصوص ومعرفة محکمها من منسوخها فاذا انظر اهل المذهب فی الدلیل وعملوا به صح نسبته الی المذاهب

یعنی ظاہر ہے کہ امام کا یہ ارشاد اس شخص کے حق میں ہے جو نصوص شرع میں نظر اور ان کے محکم ومنسوخ کو پہنچاننے کی لیاقت رکھتا ہو تو جب اصحاب مذہب دلیل میں نظر فرما کر اس پر عمل کریں، اس وقت اس کی نسبت مذہب کی طرف صحیح ہے۔[۲۵۸]

نکال لینے میں مہارت ضروری ہے۔

[۲۵۷] میزان الشریعة الکبریٰ، فصل فان ادعی احمد من العلماء، دارالکتب العلمیہ بیروت، ج ۱، ص ۳۹

[۲۵۸] ردالمحتار، مقدمۃ الکتاب، داراحیاء التراث العربی بیروت، ج ۱، ص ۴۶

اور شک نہیں کہ جو شخص ان چاروں منازل کو طے کر جائے وہ مجتہد فی المذہب ہے[۲۵۹]، جیسے مذہب مہذب حنفی میں امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ عنہما بلا شبہ ایسے ائمہ کو اس حکم و دعوے کا منصب حاصل ہے اور وہ اس کے باعث اتباع امام سے خارج نہ ہوئے کہ اگرچہ صورۃً اس جزئیہ میں خلاف کیا مگر معنی اذن کلی امام پر عمل فرمایا پھر وہ بھی اگرچہ ماذون بالعمل[۲۶۰] ہوں۔ یہ جزمی دعویٰ کہ اس حدیث کا مفاد خواہی نخواہی مذہب امام ہے، نہیں کر سکتے، نہایت کار ظن ہے[۲۶۱]۔ ممکن کہ ان کے مدارک مدارک عالیہ امام سے قاصر رہے ہوں۔ اگر امام پر عرض کرتے وہ قبول فرماتے تو مذہب امام ہونے پر تیقن تام وہاں بھی نہیں۔ خود اجل ائمہ مجتہدین فی المذہب قاضی الشرق والغرب سیدنا امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ جن کے مدارج رفیعہ حدیث کو موافقین و مخالفین مانے ہوئے ہیں۔ امام مزنی تلمیذ[۲۶۲] جلیل امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ھو اتبع القوم للحدیث[۲۶۳]

۲۵۹ جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما کہ یہ اصول اور قواعد میں تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں اور مسائل میں چونکہ خود مجتہد ہیں اس لیے ان کے مقلد نہیں۔

۲۶۰ یعنی مجتہد فی المذہب کو یہ اجازت حاصل ہے کہ وہ امام اعظم کے اصولوں میں رہتے ہوئے مسائل میں اجتہاد کرلیں ایسوں ہی کے لیے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحیح احادیث پر عمل کرنے کی اجازت موجود ہے۔

۲۶۱ وہ بھی یہ پکا دعویٰ نہیں کر سکتے کہ اس حدیث سے حاصل ہونے والا فائدہ ہی امام صاحب کا مذہب ہے۔

۲۶۲ یعنی شاگرد

۲۶۳ تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ السادسہ، دار الکتب بیروت، ج ۱، ص ۲۱۴

وہ سب سے بڑھ کر حدیث کے پیروکار ہیں

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

منصف فی الحدیث[۲۶۴]

وہ حدیث میں منصف ہیں

امام یحییٰ بن معین نے بآں تشدد شدید فرمایا:

لیس فی اصحاب الرای اکثر حدیثا ولا اثبت من ابی یوسف

اصحاب رائے میں امام ابو یوسف سے بڑھ کر کوئی محدث نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی مستحکم ہے۔[۲۶۵]

نیز فرمایا:

صاحب حدیث وصاحب سنة[۲۶۶]

وہ صاحب حدیث وصاحب سنت ہیں

امام ابن عدی نے کامل میں کہا:

لیس فی اصحاب الرای اکثر حدیثا منه[۲۶۷]

اصحاب رائے میں امام ابو یوسف سے زیادہ بڑا کوئی محدث نہیں

امام عبد اللہ ذہبی شافعی نے اس جناب کو حفاظ حدیث

میزان الاعتدال، ترجمہ یعقوب بن ابراہیم، دار المعرفۃ بیروت، ج ۴، ص ۴۴۷

۲۶۴ تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ السادسہ، دار الکتب بیروت، ج ۱، ص ۲۱۴

۲۶۵ میزان الاعتدال، ترجمہ یعقوب بن ابراہیم، دار المعرفۃ بیروت، ج ۴، ص ۴۴۷۔ تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ السادسہ، دار الکتب بیروت، ج ۱، ص ۲۱۴

۲۶۶ تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ السادسۃ، ترجمہ، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج ۱، ص ۲۱۴

۲۶۷ میزان الاعتدال، ترجمہ یعقوب بن ابراہیم، دار المعرفۃ بیروت، ج ۴، ص ۴۴۷

میں شمار اور کتاب تذکرۃ الحفاظ میں بعنوان الامام العلامۃ فقیہ العراقین[۲۶۸] (امام بہت علم والا عراقیوں کا فقیہ) ذکر کیا۔

یہ امام ابو یوسف بایں جلالت شان حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں:[۲۶۹]

ماخالفتہ فی شئی قط فتدبرتہ الا رأیت مذھبہ الذی ذھب الیہ انجی فی الاٰخرۃ وکنت ربما ملت الی الحدیث فکان ھو ابصر بالحدیث الصحیح منی

کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے کسی مسئلہ میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا خلاف کر کے غور کیا ہو، مگر یہ کہ انھیں کے مذہب کو آخرت میں زیادہ وجہ نجات پایا اور بارہا ہوتا کہ میں حدیث کی طرف جھکتا پھر تحقیق کرتا تو امام مجھ سے زیادہ حدیث کی صحیح نگاہ رکھتے تھے۔[۲۷۰]

نیز فرمایا: امام جب کسی قول پر جزم فرماتے[۲۷۱] میں کوفہ کے محدثین پر دورہ کرتا کہ دیکھوں ان کی تقویت قول میں کوئی حدیث یا اثر پاتا ہوں، بارہا دو تین حدیثیں میں امام کے پاس لے کر حاضر ہوتا ان میں سے کسی کو فرماتے صحیح نہیں کسی کو فرماتے معروف نہیں۔ میں عرض کرتا حضور کو اس کی کیا خبر حالانکہ یہ تو قول حضور کے موافق ہیں۔[۲۷۲] فرماتے: میں اہل کوفہ کا عالم ہوں۔[۲۷۳]

---

۲۶۸ تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ السادسہ ترجمہ، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج ۱، ص ۲۱۴

۲۶۹ یعنی امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ جن کو کثیر علماء نے بہت بڑا محدث مانا وہ امام اعظم کی شان یوں بیان کرتے ہیں۔

۲۷۰ الخیرات الحسان، الفصل الثلاثون، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۱۴۳

۲۷۱ یعنی شرعی احکام کے بارے میں کچھ فیصلہ صادر فرماتے۔

۲۷۲ یعنی یہ تو آپ ہی کے ارشاد کے مطابق ہیں۔

۲۷۳ یعنی میرے قول کا ماخذ دوسری احادیث ہیں۔

ذکر کلہ الامام ابن الحجر فی الخیرات الحسان[۲۷۴]
(یہ سب کچھ امام ابن حجر نے "الخیرات الحسان" میں ذکر فرمایا ہے)

بالجملہ نابالغاں رتبۂ اجتہاد نہ اصلاً اس کے اہل، نہ ہرگز یہاں مراد، نہ کہ آج کل کے مدعیان خامکار جاہلان بیوقار کہ من و تو کا کلام سمجھنے کی لیاقت نہ رکھیں[۲۷۵]، اور اساطین دین الٰہی کے اجتہاد پر کھیں[۲۷۶]۔ اسی رد المحتار کو دیکھا ہوتا کہ انھیں امام ابن الشحنہ و علامہ محمد بن محمد البہنسی استاد علامہ نور الدین علی قادری باقانی و علامہ عمر بن نجیم مصری صاحب نہر الفائق و علامہ محمد بن علی دمشقی حصکفی صاحب در مختار وغیرہم کیسے کیسے اکابر کی نسبت صریح کی کہ مخالفت مذہب درکنار، روایات مذہب میں ایک کو راجح بتانے کے اہل نہیں[۲۷۷]۔ کتاب الشہادت باب القبول میں علامہ سائحانی سے ہے:

ابن الشحنۃ لم یکن من اھل الاختیار[۲۷۸]

---

۲۷۴ الخیرات الحسان، الفصل الثلاثون، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۱۴۳

۲۷۵ یعنی جو ہمارا تمھارا کلام سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ان کو بھی دعویٰ ہے کلام رسول ﷺ اور مزاج رسول ﷺ سمجھنے کا مزید یہ کہ حدیث صحیح کی معرفت حاصل کر لینے کا۔

۲۷۶ یعنی ایسے جاہل لوگ جو عام بات بھی نا سمجھ سکیں وہ ایسے عظیم عالم و محدث کے علم و اجتہاد کو پرکھیں۔

۲۷۷ جس کا سائل نے استفتاء میں ذکر کیا ہے۔

۲۷۸ یعنی رد المحتار ہی میں دین کے کے ایسے روشن ستاروں اور علم کے پہاڑوں کے متعلق یہ موجود ہے کہ وہ روایات مذہب میں ایک کو راجح بتانے کے اہل نہیں تو آج عربی زبان، اصول حدیث سے نابلد جاہل کس طرح اجتہاد کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

۲۷۹ رد المحتار، کتاب الشہادات، باب القبول و عدمہ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۴، ص ۳۸۳

ابن شحنہ اہل اختیار میں سے نہیں تھا

کتاب الزکوۃ صدقہ فطر میں ہے:

البهنسی لیس من اصحاب التصحیح[۲۸۰]

البہنسی اصحاب تصحیح میں سے نہیں

کتاب الطلاق باب الحضانہ میں ہے:

صاحب النهر لیس من اهل الترجیح

صاحب نہر الفائق اہل ترجیح میں سے نہیں[۲۸۱]

کتاب الرھن میں ایک بحث علامہ شارح کی نسبت ہے:

لاحاجة الی اثباته بالبحث والقیاس الذی لسنا اهلاله

اس کو بحث و قیاس کے ساتھ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں جس کے ہم اہل نہیں ہیں[۲۸۲]

ان کی بھی کیا گنتی خود اکابر اراکین مذہب اعاظم اجلہ رفیع الرتب مثل امام کبیر خصاف و امام اجل ابو جعفر طحاوی و امام ابو الحسن کرخی و امام شمس الائمہ حلوانی و امام شمس والائمہ سرخسی و امام فخر الاسلام بزدوی و امام فقیہ النفس قاضیخاں و امام ابو بکر رازی و امام ابو الحسن قدوری و امام برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ وغیرہم اعاظم[۲۸۳] کرام ادخلهم الله تعالیٰ فی دار السلام (اللہ

---

۲۸۰ ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۲، ص ۷۶

۲۸۱ ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۲، ص ۶۳۷

۲۸۲ ردالمحتار، کتاب الرھن، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۵، ص ۳۱۳

۲۸۳ یہ وہ اکابر ہیں جن کی کتابیں عالم بنانے کے لیے اور عالم بننے کے بعد پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔

تعالیٰ ان کو سلامتی والے گھر میں داخل فرمائے) کی نسبت علامہ ابن کمال پاشا رحمہ اللہ تعالیٰ سے تصریح نقل کی:

انهم لا یقدرون علی شئی من المخالفة لا فی الاصول ولا فی الفروع [۲۸۴]

وہ اصلاً مخالفت امام پر قدرت نہیں رکھتے، نہ اصول میں نہ فروع میں [۲۸۵]

للہ انصاف! اللہ عزوجل کے حضور جانا اور اسے منہ دکھانا ہے۔ ایک ذرا دیر منہ زوری، ہماہمی، ڈھٹائی، ہٹ دھرمی کی نہیں سہی۔ آدمی اپنے گریبان میں منہ ڈالے اور ان اکابر ائمہ عظام کے حضور اپنی لیاقت قابلیت کو دیکھے بھالے تو کہیں تحت الثریٰ [۲۸۶] تک بھی پتا چلتا ہے۔ ایمان نہ نکلے تو ان کے ادنیٰ شاگردان شاگرد کی شاگردی و کفش برداری کی لیاقت نہ نکلے۔ خدارا جو شکار ان شیران شرزہ [۲۸۷] کی جست سے باہر ہو لو مڑیاں، گیدڑ اس پر ہمکنا چاہیں [۲۸۸]۔ ہاں اس کا ذکر نہیں جسے ابلیس مرید اپنا مرید بنائے۔ اور اپنی تقلید سے تمام ائمہ امت کے مقابل اناخیر منہ (میں اس سے بہتر ہوں) سکھائے [۲۸۹]۔

---

۲۸۴ ردالمحتار، مقدمۃ الکتاب، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۱، ص ۵۳

۲۸۵ تو جب علم کے یہ پہاڑ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر قدرت نہیں رکھتے تو یہ رکشہ ٹیکسی چلانے والے اور کھیتوں میں ہل چلانے والے جاہل غیر مقلدین جو علم دین کے الف ب بھی نہیں جانتے ان کو حدیث پڑھ کر عمل کرنے کی اجازت کس طرح مل سکتی ہے۔

۲۸۶ اعلیٰ حضرت غیر مقلدین کو جھنجھوڑتے، شرم دلاتے اور ان کی اوقات یاد دلاتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں۔

۲۸۷ شیران شرزہ یعنی ببر شیر۔

۲۸۸ ہمکنا یعنی اترا، اترا کر چلنا۔

۲۸۹ علم تو عاجزی دیتا ہے اور جہل تکبر، جاہل ہی تکبر سے کہے گا کہ "میں اس سے بہتر ہوں"

جان برادر! دین سنبھالنا ہے یا بات پالنا، چند منٹ تک خفگی، جھنجھلاہٹ، شوخی، تلملاہٹ کی نہیں بدی ذرا لیاقتی دعووں کے آثار تو ملاحظہ[290] ہوں۔ تمام غیر مقلدان زمانہ کے سرور گروہ سب سے اونچی چوٹی کے کوہ پر شکوہ سب سے بڑے محدث متوحد سب میں چھنٹے امام متفرد علامۃ الدہر مجتہد الدہر العصر جناب میاں نذیر حسین صاحب دہلوی ہداہ اللہ تعالیٰ الی الصراط السوی ہیں۔ انھیں کی لیاقت وقابلیت کا اندازہ[291] کیجئے۔ فقیر نے بضرورت سوال سائلین جو اسی ماہ رواں میں صرف ایک مسئلہ جمع بین الصلوٰتین کے متعلق حضرت کی حدیث دانی کھولی[292] ان شاء اللہ وہ وہ نزاکتیں پائیں کہ بایں گردش دکھن سالی آج تک پیر فلک کو بھی نظر نہ آئیں۔ تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مذکورہ حاجز البحرین[293] ملاحظہ ہو یہاں اجمالاً معروض:

---

۲۹۰ آیئے ان غیر مقلدین کی قا، تو دیکھیں۔

۲۹۱ اور جب سب سے بڑے محدث کا یہ حال ہے تو جاہلوں کا کیا حال ہوگا۔

۲۹۲ یعنی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے سوال میں موجود الجھن کو سلجھانے کے لیے ضرورتاً ان کے سب سے بڑے محدث کی حقیقت کھولی تاکہ ان کو اپنی حقیقت کا پتہ چل جائے اور یہ جان لیں کہ جب ان کے سب سے بڑے محدث کا یہ حال ہے تو عام گلی کوچوں میں پھرنے والے محدثین کا کیا حال ہوگا۔

۲۹۳ رسالہ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین، فتاویٰ رضویہ، ج ۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، ص ۱۵۹ پر ملاحظہ ہو۔

دہلوی مجتہد کی حدیث دانی اور ایک ہی مسئلہ میں اتنی گل فشانی

(۱) حضرت کو ضعیف محض متروک میں تمیز نہیں۔ ۲۹۴

(۲) تشیع و رفض میں فرق نہیں۔ ۲۹۵

---

۲۹۴ یہی حال پوری جماعت وہابیہ کا ہے جہاں کسی محدث نے ضعیف کہا تو انہوں نے اس کو متروک سمجھ لیا حالانکہ اگر یہ اس اصول پر ہی چلیں تو ہم نے جو بخاری کے رواۃ پر محدثین کے احکام اور راویوں کی فہرست پیچھے درج کی اس کے مطابق روایات بخاری سے ہٹاتے جائیں اگر آدھی بخاری شریف صاف نہ ہو جائے تو ہمیں آ کر بتائیں۔

نوٹ: بخاری شریف، بخاری شریف کے نعرے لگانے والے ہی اصل میں بخاری شریف کے دشمن ہیں۔ بالکل اس طرح جس طرح علی، علی کہنے والے مولا علی ﷺ کے دشمن ہیں۔ یعنی علی علی کہنے والوں نے حضرت علی کی ذات مبارکہ کے ساتھ انصاف نہ کیا اور بخاری بخاری کہنے والوں نے بخاری شریف کے ساتھ انصاف نہ کیا۔ اب تمام غیر مقلدین کو چیلنج ہے کہ وہ پیچھے دی گئی بخاری کے رواۃ کی فہرست کو سامنے رکھ کر وہ تمام روایات نکالتے جائیں جن میں یہ راوی موجود ہیں پھر ایک نئی بخاری شریف منظر عام پر لائیں جس کے کسی راوی پر کسی محدث نے کلام نہ کیا ہو۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ ایسا نہ کر سکیں گے کیونکہ اصلاً تو یہ اپنے نفس کے مقلد ہیں ان کے نفس کو جو ی آتا ہے یہ وہی کرتے ہیں۔

۲۹۵ تشیع و رفض میں کیا فرق ہے یہ سمجھنے کے لیے علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کی ''نزہۃ القاری کی یہ تحریر پڑھیئے۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے جمع بین الصلوٰتین کے عدم جواز پر احناف کی مستدل احادیث پر جو تنقیدیں کی ہیں اس کو سامنے رکھ کر اگر بخاری کو پرکھا جائے تو پھر بخاری کا خدا حافظ۔ ہم یہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے رسالہ'' حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین کا تھوڑا سا اقتباس پیش کرتے ہیں۔ پہلے شیخ الکل صاحب کی ایک لن ترانی گوش گزار کر لیں۔ معیار حق میں فرمایا:

(۳) فلان یغرب وفلان غریب الحدیث میں امتیاز نہیں

"مؤلف نے دلائل میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جن کی طرف ہم کچھ التفات نہیں۔ یعنی ایک روایت ابو داؤد جس کے راوی میں ضعف تھا۔ ایک روایت معجم طبرانی ایک اربعین کا حکم نقل کر کے ان پر طعن کر دیا۔ اور جو روایتیں صحیحہ متداولہ تھیں نقل کر کے ان کا جواب نہیں دیا یہ کیا دینداری ہے؟ اور کیا مردانگی بخاری و مسلم چھوڑ کر اربعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور ان سے دو روایتیں ضعیف نقل کر کے ان کا جواب دیا۔"

چونکہ میاں صاحب مردانگی دیکھنا چاہتے تھے اس لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی مردانگی کا تھوڑا نمونہ دکھایا ہے۔ سنیے

ابو داؤد میں یہ حدیث ہے:

حدثنا محمد بن عبید المحاربی حدثنا محمد بن فضیل عن ابیه عن نافع و عبد الله بن واقدی ان مؤذن ابن عمر قال الصلوٰة قال سر حتی اذا کان قبل غیوب الشفق نزل فصلی المغرب ثم انتظر حتی غاب الشفق فصلی العشاء ثم قال ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذا عجل به امر صنع مثل الذی صنعت فسار فی ذالک الیوم واللیلة مسیرة ثلث۔

ترجمہ: نافع عبد اللہ بن واقد فرماتے ہیں۔ ابن عمر ﷺ کے مؤذن سے نماز کا کہا۔ فرمایا چلو چلتے رہے۔ شفق ڈوبنے سے پہلے اتر کر مغرب پڑھی پھر انتظار فرمایا، یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس وقت عشاء پڑھی پھر فرمایا حضور سید عالم ﷺ کو جب کوئی جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے جیسے میں نے کیا۔ ابن عمر نے اس رات دن میں تین دن کی مسافت قطع کی۔

شیخ الکل صاحب نے اس حدیث پر یہ اعتراض فرمایا کہ اس میں محمد بن فضیل ہے یہ ضعیف ہے۔ یہ منسوب برفض ہے اس پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اولاً: یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل بخاری و مسلم کے رجال سے ہیں۔

ثانیاً: امام بن معین جیسے شخص نے ابن فضیل کو ثقہ امام احمد نے حسن الحدیث کہا امام نسائی نے لاباس بہ کہا امام احمد نے اس سے روایت کی۔ اور وہ جسے

(۴) غریب و منکر میں تفرقہ نہیں ۲۹۶

ثقہ نہیں جانتے اس سے روایت نہیں فرماتے۔ میزان میں اصلاً کوئی جرح مفسر ان کے حق میں ذکر نہ کی۔

ثالثاً: یہ بکف چراغے قابل تماشا کہ ابن فضیل کے منسوب برفض ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں عبارت تقریباً رمی بالتشیع ذکر کی۔ ملاجی کو بایں سالخوری و دعویٰ محدثی آج تک اتنی خبر نہیں کہ محاورات سلف و اصطلاح محدثین میں تشیع اور رفض میں کتنا فرق ہے۔ میزان میں امام حاکم کے بارے میں یہ قول نقل کر کے کہ کسی نے ان کو رافضی کہا تھا لکھا:

ما الرجل برافضی بل شیعی فقط

ترجمہ: یہ رافضی نہیں صرف شیعی ہے۔

ہاں زبان متاخرین میں، شیعہ راوافض کو کہتے ہیں۔ بلکہ آج کل کے بیہودہ مہذبین روافض کو رافضی کہنا خلاف تہذیب جانتے اور انہیں شیعہ ہی کے لقب سے یاد کرنا ضروری مانتے ہیں۔ خود ملاجی کے خیال میں اپنی ملائی کے باعث یہی تازہ محاورہ تھا یا عوام کو دھوکہ دینے کے لیے تشیع کو رافضی بنایا۔ حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان پر افضل جانتا، شیعی کہا جاتا۔ بلکہ جو صرف امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تفضیل دیتا اسے بھی شیعی کہتے۔ حالانکہ یہ مسلک بعض علماء اہل سنت کا تھا۔ اسی بناء پر متعدد ائمہ کوفہ کو شیعہ کہا گیا۔ بلکہ کبھی محض غلبہ محبت اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کو شیعیت سے تعبیر کرتے۔ حالانکہ یہ محض سنیت ہے امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں خود انہیں محمد بن فضیل کی نسبت تصریح کی کہ ان تشیع صرف مولات تھا۔ لکھتے ہیں:

محمد بن فضیل بن غزوان المحدث الحافظ کان من علماء هذا الشان وثقة یحیی بن معین وقال احمد حسن الحدیث شیعی قلت کان متوالیا فقط۔

ترجمہ: محمد بن فضیل بن غزوان محدث حافظ اور اس صف کے علماء میں سے تھے۔ یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ کہا۔ احمد نے کہا حسن الحدیث شیعی ہیں۔ میں کہتا ہوں

(۵) فلان یھم کو وہمی کہنا جانیں ۲۹۷

کہ یہ صرف اہل بیت سے محبت کرنے والے تھے۔

زابقا: ذرا رواۃ صحیحین دیکھ کر شیعی کو رافضی بنا کر تضعیف کی ہوتی۔ کیا بخاری ومسلم سے بھی ہاتھ دھونا ہے۔ ان کے رواۃ میں تیس سے زائد ایسے لوگ ہیں جنھیں اصطلاح قدما پر بلفظ تشیع ذکر کیا جاتا ہے۔ یہاں تک تدریب میں حاکم سے نقل کیا۔

کتاب مسلم ملان من الشیعۃ

ترجمہ: مسلم کی کتاب شیعہ سے بھری پڑی ہے۔

دور کیوں جائیے خود یہی ابن فضیل کہ واقع میں شیعی صرف بمعنی محب اہل بیت کرام اور آپ کے زعم میں معاذ اللہ رافضی صحیحین کے راوی ہیں۔

(فتاوی رضویہ حاجز البحرین، جلد ۲، ص ۲۹۶۔۲۹۷)

اس پہلی قسط میں شیخ الکل صاحب نے بخاری ومسلم کے تیس رواۃ پر ہاتھ صاف کر دیا جن میں سترہ بخاری کے ہیں۔

۲۹۶ نزہۃ القاری کے حوالے سے فتاوی رضویہ ہی سے مزید اقتباس حاضر ہے:

احناف کی مؤید ایک اور حدیث ہے جسے نسائی اور امام طحاوی نے روایت کیا۔ اس کی سند یہ ہے:

حدثنا ربیع المؤذن قال حدثنا بشر بن بکر قال حدثنی بن جابر قال حدثنی نافع قال خرجت۔ الحدیث

ترجمہ: نافع نے کہا عبداللہ بن عمر اپنی ایک زمین کو تشریف لے جاتے تھے۔ کسی نے آ کر کہا آپ کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید، اخت حجاج اپنے حال میں مشغول ہیں۔ شاید ہی اب انہیں زندہ پائیں۔ یہ سن کر بہت تیز چلنے لگے۔ اور ان کے ساتھ ایک مرد قریشی تھا۔ سورج ڈوب گیا۔ اور انھوں نے نماز نہیں پڑھی۔ میں نے ہمیشہ ان کی عادت یہ پائی تھی کہ نماز کی پابندی فرماتے جب انہوں نے دیر کی تو میں نے ان سے کہا نماز، خدا آپ پر رحم فرمائے۔ میری طرف پھر کے دیکھا اور آگے روانہ ہو گئے۔ جب شفق کا اخیر حصہ رہا۔ اتر کر مغرب پڑھی پھر عشاء کی تکبیر

(۶) لہ اوہام کا یہی مطلب مانیں۔[۲۹۸]

اس وقت کہی کہ جب شفق ڈوب چکی تو اس وقت عشاء پڑھی۔ پھر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا جب رسول ﷺ کو سفر میں جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے۔

اس حدیث پر طعن کرتے ہوئے شیخ الکل صاحب نے بشر بن بکر کے بارے میں لکھا۔

"یہ کہ وہ غریب الحدیث ہے ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف قال الحافظ فی التقریب"

اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تنقید سنیے:

اولاً ذرا شرم کی ہوتی کہ یہ بشر بن بکر، رجال بخاری سے ہے۔ صحیح حدیثیں رد کرنے بیٹھے تو اب بخاری بھی بالائے طاق۔

ثانیاً اس صریح خیانت کو دیکھیے کہ تقریب میں صاف صاف بشر کو ثقہ فرمایا تھا اسے ہضم کر گئے۔

ثالثاً محدث جی تقریب میں "ثقہ یغرب کسی ذی علم سے سیکھو کہ فلاں یغرب اور فلاں غریب الحدیث میں کتنا فرق ہے؟

رابعاً اغراب کی یہ تفسیر کہ ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف محدث جی غریب اور منکر کا فرق کسی طالب علم سے پڑھو۔

خامساً باوصف ثقہ ہونے کے مجرد اغراب باعث رد ہو تو صحیحین سے ہاتھ دھو لیجیے۔ یہ اپنی مبلغ علم تقریب ہی دیکھیے کہ بخاری و مسلم کے رجال میں کتنوں کی نسبت یہی لفظ کہا ہے۔ دور مت جائیے یہ بشر خود رجال بخاری سے ہیں۔

سادساً ذرا میزان تو دیکھیے لکھا ہے "امام بشر بن بکر التنیسی فصدوق ثقہ لاطعن فیہ" کہوں شرمائے تو نہ ہوگے۔

ایسے ہی اندھیریاں ڈال کر جاہلوں کو بہکا دیا کرتے ہو کہ حنفیہ کی احادیث ضعیف ہیں حاشیے میں گیارہ صحیحین کے ایسے رواۃ کی نشاندہی کی ہے۔ جن میں چھ بخاری کے ہیں اگر پورا تتبع کیا جائے اور نکلے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، حاجز البحرین)

جب غیر مقلدین کے شیخ الحدیث شیخ الکل کا یہ حال ہے تو دیگر غیر مقلدین کا کیا حال ہوگا۔

(۷) حدیث مرسل تو مردود ومخذول وعنعنہ ءمدلس ماخوذ ومقبول۔

---

۲۹۷ نزھۃ القاری کے ذریعہ غیر مقلد مولوی کے مزید کارنامے پڑھیے۔
نسائی اور طحاوی کی حدیث صحیح کو عطاف سے معلول کیا اور کہا: وہ وہمی ہے، کہا تقریب میں "صدوق یھم" اس کے بعد اب علیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ارشادات سنیے:
اولاً عطاف کو امام احمد اور یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا "وکفیٰ بھما قدوۃ، میزان میں ان کی نسبت کوئی جرح مفسر منقول نہیں۔
ثانیاً کسی سے پڑھو کہ وہمی اور صدوق یھم" میں کتنا فرق ہے۔
ثالثاً صحیحین سے عداوت کہاں تک بڑھے گی۔ تقریب ملاحظہ ہو کہ آپ کے وہم کے ایسے وہمی ان میں کس قدر ہیں۔ حاشیے میں ایسے رواۃ کے نام گنائے ہیں۔ اس قسط میں صحیحین کے بیس راوی اور گئے جن میں بخاری کے نو ہیں۔

۲۹۸ حدیث ام المؤمنین صدیقہ ﷺ مروی امام طحاوی و امام احمد و ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم کے رد کو پھر وہی شگوفہ چھوڑا۔
ایک راوی اس کا مغیرہ بن زیادہ موصلی ہے اور یہ مجروح ہے کہ وہمی تھا" قالہ الحافظ فی التقریب"
اب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:
اولاً تقریب میں صدوق کہا وہ صندوق میں رہا۔
ثانیاً وہی اپنی وہی نزاکت کہ لہ اوھام" کو وہی کہنا سمجھ لیا۔
ثالثاً وہی صحیحین سے پرانی عداوت تقریب دور نہیں دیکھیے تو کتنے رجال بخاری و مسلم کو یہی صدوق لہ اوھام کہا ہے۔
رابعاً مغیرہ رجال سنن اربعہ سے ہے۔ اما ابن معین و امام نسائی دونوں صاحبوں نے ب آں تشدید فرمایا۔ لیس بہ باس۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔ زاد یحییٰ لہ حدیث واحد منکر۔ اس کی صرف ایک حدیث منکر ہے۔ لاجرم وکیع نے ثقہ ابو داؤد نے صالح، ابن عدی نے عندی لاباس بہ کہا تو اس کی حدیث حسن ہونے میں کلام نہیں اگرچہ درجہ اصحاح پر بالغ نہ ہو۔
جس کے سبب نسائی نے لیس بالقوی، ابو احمد حاکم نے لیس بالمتین عندھم، کہا۔ لا لیس

(۸) ستم جہالت کہ وصل متاخر کو تعلیق بتائیں، مثلاً محدث کہے:

رواہ مالک عن نافع عن ابن عمر حدثنا بذٰلک فلان عن فلان عن مالک۔

اس کو امام مالک نے نافع سے اور انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، ہم کو ایسے ہی حدیث بیان کی فلاں نے فلاں سے اور اس نے امام مالک سے۔

حضرت اسے معلق ٹھیرائیں اور حدثنا بذٰلک کو ہضم کر جائیں۔

(۹) صحیح حدیثوں کو نری زبان زوریوں سے مردود و منکر و واہیات بتائیں۔

(۱۰) حدیث ضعیف جس کے منکر و معلول ہونے کی امام بخاری وغیرہ اکابر ائمہ نے تصریح کی محض بیگانہ تقریروں سے اسے صحیح بنائیں۔

(۱۱) ضعف حدیث کو ضعف رواۃ پر مقصور جانیں۔ ہنگام ثقہ رواۃ علل قوادح کو لاشئی مانیں۔

(۱۲) معرفت رجال میں وہ جوش تمیز کہ امام اجل سلیمٰن اعمش عظیم القدر جلیل الفخر تابعی مشہور معروف کو سلیمٰن بن ارقم ضعیف سمجھیں۔

(۱۳) خالد بن الحارث ثقہ ثبت کو خالد بن مخلد قطوانی کہیں۔[۲۹۹]

بقوی لیس بمتین وشتان مابین العبارتین، حافظ نے ثقہ سے درجہ صدوق میں رکھا۔

اس قسم کے رجال اسانید صحیحین میں صدہا ہیں۔

تعصب وعناد اس کا نام ہے کہ احناف کی ضد میں صحیح احادیث پر بلا تکلف ایسی تنقیدیں کرنے لگے کہ بخاری و مسلم کی صدہا حدیثیں صاف ہوگئیں۔ اب اس کا فیصلہ انہیں بزرگوں کو کرنا ہے کہ وہ اپنے شیخ الکل کے ہاتھ کی صفائی تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔؟

ذرھم فی خوضھم یلعبون

[۲۹۹] نسائی میں حضرت جابر سے مروی ایک حدیث ہے اس کی سند یہ ہے:

اخبرنا محمود بن خالد ثنا الولید ثنا ابن جابر ثنی نافع قال خرجت

پھر آگے وہی مضمون ہے جو سابقہ احادیث میں گزر چکا۔ اس پر شیخ الکل صاحب نے یہ جڑ دیا کہ اس میں ولید بن قاسم ہے روایت میں اس سے خطا ہوتی تھی کہا تقریب میں صدوق یخطی''

(۱۴) ولید بن مسلم ثقہ مشہور کو ولید بن قاسم بنالیں۔
(۱۵) مسئلہ تقویٰ طرق سے نرے غافل۔
(۱۶) راوی مجروح و مرجوع کے فرق بدیہی سے محض جاہل۔

اب اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

اولاً مسلمانو! اس تحریف شدید کو دیکھنا، اسناد نسائی میں یہاں ولید غیر منسوب تھا۔ ملا جی کو چالاکی کا موقع ملا کہ تقریب میں اسی طبقہ کا ایک شخص رواۃ نسائی سے کہ نام اس کا ولید اور قدرے متکلم فیہ ہے چھانٹ پر اپنے دل سے ولید بن قاسم تلاش لیا حالانکہ یہ ولید بن قاسم نہیں ولید بن مسلم ہیں۔ رجال صحیح مسلم وائمہ ثقات وحفاظ اعلام سے ہیں۔

ثانیاً بغرض غلط ابن قاسم ہی سہی پھر وہ بھی کب مستحق رد ہیں۔ امام احمد نے ان کی توثیق فرمائی۔ ان سے روایت کی محدثین کو حکم دیا کہ ان سے حدیث لیکھو۔ ابن عدی نے کہا جب کسی ثقہ سے روایت کریں تو ان میں کوئی عیب نہیں اور ابن جابر کا ثقہ ہونا خود ظاہر۔

ثالثاً ذرا رواۃ صحیح بخاری و مسلم پر نظر ڈالے ہوتے کہ ان میں کتنوں کی نسبت تقریب میں یہی صدوق یخطی بلکہ اس سے زائد کہا ہے، کیا قسم کھائے بیٹھے ہو کہ صحیحین کا رد ہی کردو گے؟

رابعاً بخاری میں حسان بن حسان بصری سے روایت کی۔ انہیں کہا صدوق یخطی۔ پھر حسان بن حسان واسطی کی نسبت لکھا:

خلطه ابن منده بالذی قبله فوهم وهذا ضعیف

دیکھو صافت بتادیا کہ جسے صدوق یخطی کہا وہ ضعیف نہیں۔ ملا جی اپنی جہالت سے مردود واہیات گار رہے ہیں۔

حاشیے میں اٹھارہ ایسے بخاری و مسلم کے رواۃ کا پتہ دیا جن کے بارے میں صدوق یخطی کہا گیا اور دس ایسے جن کو صدوق کے ساتھ کثیر الخطاء یا اس کے ہم معنی کہا گیا۔ اس قسط میں شیخ الکل کی مہربانی سے، بخاری و مسلم کے اٹھائیس رواۃ ختم ہوگئے۔ جن میں تیئس بخاری کے رواۃ ہیں آگے بڑھیئے۔

(۱۷) متابع ومدار میں تمیز دوبھر صاف صاف متابعت ثقات، وہ بھی باقرب وجوہ پیش نظر، مگر بعض طرق میں بزعم شریف وقوع ضعیف سے حدیث سخیف۔

(۱۸) جابجا طرق جلیلہ، موضحۃ المعنی مشہور ومتداول کتابوں خود صحیحین وسنن اربعہ میں موجود۔ انھیں تک رسائی محال، باقی کس سے طرق واحاطہ الفاظ اور مبانی اور معانی کے محققانہ لحاظ کی کیا مجال۔

(۱۹) تصحیح وتضعیف میں قول ائمہ جبھی مقبول کہ خود ان کی تصانیف میں مذکور ومنقول، ورنہ نقل ثقات مردود ومخذول۔

(۲۰) اجلہ رواۃ بخاری ومسلم بے وجہ وجیہ ودلیل ملزم کوئی مردود وخبیث کوئی متروک الحدیث مثل امام بشر بن بکر تنیسی ومحمد بن غزوان کوفی وخالد بن مخلد ابوالہیثم بجلی۔ بھلا یہ تو بخاری مسلم کے خاص خاص رجال بے مساغ ومجال پر فقط منہ آئے۔ اس سے بڑھ کر سنئے کہ حضرت کی حدیث دانی نے صحاح ستہ کے رد وابطال کو قواعد سبعہ وضع فرمائے کہ جس راوی کو تقریب میں (۱) صدوق رمی بالتشیع یا (۲) صدوق متشیع یا (۳) ثقہ یغرب یا (۴) صدوق یخطئی یا (۵) صدوق یہم یا (۶) صدوق لہ اوہام لکھا ہو وہ سب ضعیف ومردود والروایت ومتروک الحدیث ہیں، حالانکہ باقی صحاح درکنار، خود صحیحین میں ان اقسام کے راوی دو چار نہیں، دس بیس نہیں سینکڑوں ہیں۔ چھ قاعدے تو یہ ہوئے (۷) جس سند میں کوئی راوی غیر منسوب واقع ہو، مثلاً حدثنا خالد عن شعبۃ عن سلیمن، اسے برعایت قرب طبقہ وروایات مخرج جو ضعیف راوی اس نام کا ملے رجماً بالغیب جزماً بالترتیب اس پر حمل کرلیجئے، اور ضعف حدیث وسقوط روایت کا حکم دیجئے۔

مسلمانو! حضرت کے یہ قواعد سبعہ پیش نظر رکھ کر بخاری ومسلم سامنے لائیے اور جو جو حدیثیں ان مخترع محدثات پر رد ہوتی جائیں کاٹتے جائیے، اگر دونوں کتابیں بھی آدھی تہائی بھی باقی رہ جائیں تو میرا ذمہ، خدا نہ کرے کہ مقلدین ائمہ کا کوئی متوسط طالب علم بھی اتنا بوکھلایا ہو۔ معاذ اللہ! اجب ایک مسئلہ میں یہ کوتک تو تمام کلام کا کمال

کہاں تک[300]، العظمۃ للہ! جب پرانے پرانے چوٹی کے سیانے جنھیں طائفہ بھر اپنی ناک مانے، اونچے پائے کا مجتہد جانے، ان کی لیاقت کا یہ اندازہ کہ نری شیخی اور تین کانے۔ تو نئی امت چھٹ بھیوں کی جماعت کس گنتی میں شمار، کس شمار قطار میں[301]! لا فی العیر ولا فی النفیر والعیاذ باللہ من شر الشریر (نہ عیر میں اور نہ ہی نفیر میں (نہ تین میں نہ تیرہ میں) شریر کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ) مرزا صاحب و شاہ صاحب[302] کیا عیاذاً باللہ ان جیسے بد عقل و دعدیم الشعور تھے کہ اثبات احکام شریعت الٰہی و فہم احادیث رسالت پناہی صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ کی باگ ایسے بے مہاروں بیخرد نابکاروں کے ہاتھ میں دیتے۔ ان کا مطلب بھی یہی ہے کہ جو اس کا اہل ہو اسے عمل کی اجازت بلکہ ضرورت[303] نہ کہ کودن نااہل بکھاری، ترمجی، مسکوۃ، کے ترجمہ میں ہلدی کی گرہ پائیں اور پنساری بن جائیں[304] یا بنگالی بھوپالی کسی مذہب کو اپنے

---

[300] جب صرف ایک مسئلہ میں یہ کرتوت تو پھر تمام باتوں کو دیکھیں تو کیا ہو۔

[301] یعنی جب ان غیر مقلدین کی جماعت کے محدث مجتہد اور ان کی آن بان شان کا یہ حال ہے تو ان کے گلی محلہ میں پھرنے والے جاہلوں کا کیا حال ہوگا۔

[302] مرزا صاحب سے مراد مرزا مظہر جانجاں رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ صاحب سے مراد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہیں جن کا استفتاء میں ذکر آیا تھا۔

[303] یعنی شاہ صاحب اور مرزا صاحب ان غیر مقلدین کے سرداروں کی طرح یہ عقل اور شعور سے بے بہرہ نہ تھے کہ شریعت کے معاملات کو نکمے اور ناکارہ لوگوں کے حوالے کردیں ان کا مطلب یہی تھا کہ جو اس کا اہل ہو اسے عمل کی اجازت ہے۔

[304] احمق کم عقل جو بخاری کو بکھاری، ترمذی کو ترمجی اور مشکوٰۃ کو مسکوٰۃ کہیں یعنی

زعم میں خلاف حدیث بتائیں، تو اللہ عزوجل تقلید ائمہ حرام کرکے فرض فرمادے کہ بھوپالی بنگالی پر ایمان لے آئیں۔ جان برادر! یہ بودی تقلید تو اب بھی رہی۔ ابو حنیفہ و محمد کی تو نہ ہوئی، بھوپالی بنگالی کی سہی۔ وائے بے انصافی کہ شاہ صاحب و مرزا صاحب کے کلام کے یہ معنے مانیں اور انھیں معاذ اللہ دائرۂ عقل سے خارج جانیں، حالانکہ ان دونوں صاحبوں کے ہادی بالا مرشد اعلیٰ دونوں صاحبوں کے آقائے نعمت مولائے بیعت دونوں صاحبوں کے امام ربانی جناب شیخ مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۱۲ میں فرماتے ہیں:[۳۰۵]

مخدوما! احادیث نبوی علی مصدر ہا الصلوۃ والسلام درباب جواز اشارت سبابہ بسیار وارد شدہ اند و بعضے از روایات فقہیہ حنفیہ نیز دریں باب آمدہ، و غیر ظاہر مذہب است، و آنچہ امام محمد شیبانی گفتہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یشیر و نضنع کما یضنع النبی علیہ وعلی اللہ الصلوۃ والسلام ثم قال ہذا قولی وقول ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ از روایات نوادر است نہ روایات اصول، ہرگاہ در روایات معتبرہ حرمت اشارہ واقع شدہ باشد، و برکراہت اشارت فتوے دادہ باشند، ما متعلدان را نمی رسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرأت در اشارت نمائیم، مرتکب ایں امر از حنفیہ یا علمائے مجتہدین را علم احادیث معروفہ جواز اشارت اثبات نمی آید یا انکار دکہ اینہا بمقتضاء آراء خود برخلاف احادیث حکم کردہ اند، ہر دو شق فاسد است تجویز نہ کند آنرا مگر حنفیہ یا معاذ حسن ظن مابہ ایں اکابر

تلفظ تک صحیح ادا کرنا نہ جانیں اور ایسے جاہل، ائمہ مجتہدین کے مقابلے پر آئیں۔

[۳۰۵] یہ مکتوب "مکتوباتِ امام ربانی جلد اول کے صفحہ ۶۵۹ پر موجود ہے۔

آنست که تا دلیل بر ایشاں ظاہر نشدہ است حکم بحرمت یا کراہت نہ کردہ اند۔ غایت مافی الباب مارا علم باآں دلیل نیست، واین معنیے مستلزم قدح اکابر نیست۔ اگر کسے گوید کہ ما علم بخلاف آں دلیل داریم، گوئیم کہ علم مقلد در اثبات حل وحرمت معتبر نیست۔ دریں باب ظن بہ مجتہد معتبر است احادیث را ایں اکابر الواسطہ ء قرب عہد و وفور علم وحصول ورع وتقوے از ما دور افتادگاں بہتر مے دانستند۔ وصحت وسقم ونسخ وعدم نسخ آنہا را بیشتر از ما می شناختند، البتہ وجہ موجہ داشتہ باشند در ترک عمل۔ بمقتضائے احادیث علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام وآنچہ از امام اعظم منقول است کہ اگر حدیثے مخالف قول من بیابند بر حدیث عمل نمایند۔ مراد ازاں حدیثے است کہ بحضرت امام نرسیدہ است، وبنا بر عدم علم ایں حدیث حکم بخلاف آں فرمودہ است، واحادیث اشارت ازاں قلیل نیست، اگر گویند کہ علمائے حنفیہ بر جواز اشارت نیز فتوے دادہ اند۔ بمقتضائے فتاوائے معارضہ بہر طرف عمل مجوز باشد گوئیم اگر تعارض در جواز وعدم جواز واقع شود۔ ترجیح عدم جواز را است

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۳۱۲، نولکشور، ۱/۴۴۸تا۴۵۱) اھ ملتقطاً

اے مخدوم گرامی! احادیث نبوی (ان کے مصدر پر درود وسلام ہو) تشہد میں اشارہ سبابہ کے جواز کے باب میں بہت وارد ہوئی ہیں اور اس باب میں فقہ حنفی کی بھی بعض روایات آئی ہیں جو کہ ظاہر مذہب کے غیر ہیں۔ اور وہ جو امام محمد شیبانی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگلی شہادت سے اشارہ کرتے تھے اور ہم بھی اسی طرح اشارہ کرتے ہیں جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کرتے تھے۔ پھر امام محمد نے فرمایا یہی میرا قول ہے روایات نوادر میں سے ہے نہ روایات اصول میں سے، جبکہ معتبر روایات میں اشارت کی حرمت

واقع ہو چکی ہے اور اشارے کے مکروہ ہونے پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ ہم مقلدوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ حدیث کے مقتضا کے مطابق عمل کر کے اشارہ کرنے کی جرأت کریں۔ حنفیہ میں سے اشارہ سبابہ کا ارتکاب کرنے والا دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان علمائے مجتہدین کے لئے جواز اشارہ میں معروف احادیث کا علم تسلیم نہیں کرتا یا ان کو ان احادیث کا عالم جانتا ہے۔ لیکن ان بزرگوں کے لئے ان احادیث کے مطابق عمل جائز تسلیم نہیں کرتا۔[۳۰۶] اور خیال یہ کرتا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے خیالات کے مطابق احادیث کے خلاف حرمت اور کراہت کا حکم صادر فرمایا ہے۔[۳۰۷] یہ دونوں شقیں فاسد ہیں انھیں وہی جائز قرار دے گا جو بیوقوف ہو یا ضدی۔ ان اکابر کے ساتھ ہمارا حسن ظن یہ ہے کہ اس باب میں جب تک ان پر حرمت یا کراہت کی دلیل ظاہر نہیں ہوئی حرمت یا کراہت کا انھوں نے حکم نہیں لگایا۔ زیادہ سے زیادہ اس باب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اس دلیل کا علم نہیں ہے[۳۰۸] اور یہ معنیٰ اکابر میں کسی عیب کو مستلزم نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم اس دلیل کے خلاف علم رکھتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ حلت و حرمت کے اثبات میں

---

۳۰۶ یعنی یا تو یہ خیال کرتا ہے کہ ان بزرگوں کو ان احادیث کا علم ہی نہ تھا یا ان بزرگوں کا ان احادیث پر عمل جائز نہیں مانتا۔

۳۰۷ یعنی اپنی خواہش کے مطابق حکم صادر فرمایا۔

۳۰۸ مجدد الف ثانی ایسے لوگوں کو ضدی اور بے وقوف قرار دے رہے ہیں جو یہ دو دعوے کریں کہ بزرگوں کو حدیث ہی نہ پہنچی ہو یا پہنچی تو ہو لیکن ان بزرگوں نے حدیثوں کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے مطابق فیصلے کیے۔

۳۰۹ یعنی بزرگوں نے جو حکم لگایا ہمیں اس دلیل کا یقینی علم حاصل نہیں۔ اگر ہم کسی حدیث کو اس حکم کی دلیل سمجھیں تو ضروری نہیں کہ وہی حدیث اس حکم کی وجہ سے ہو اور مزید یہ کہ اگر ہمیں کسی حکم کی دلیل معلوم نہ ہو تو یہ بات اس کی دلیل موجود ہی نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔

مقلد کا علم معتبر نہیں[310] ہے بلکہ اس باب میں مجتہد کے ظن کا اعتبار ہے[311]۔ یہ اکابر حدیث کو قرب زمانہ نبوی، زیادتی علم اور ورع وتقویٰ سے آراستہ ہونے کی وجہ سے ہم دور افتادوں سے بہتر جانتے تھے اور احادیث کی صحت وسقم اور ان کے نسخ وعدم نسخ کو ہم سے زیادہ پہچانتے تھے۔ انھیں ضرور کوئی معتبر دلیل ملی ہوگی تب ہی انھوں نے احادیث علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مقتضیٰ کے مطابق عمل نہیں کیا۔ اور وہ جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی حدیث میرے قول کے مخالف پاؤ تو میرے قول کو چھوڑ دو اور حدیث پر عمل کرو۔ تو اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو حضرت امام کو نہ پہنچی ہو[312]۔ اور اس حدیث کو نہ جاننے کی بنا پر اس کے خلاف حکم فرمایا ہے اور اشارے کی حدیث اس قبیلہ سے نہیں۔ اگر کہیں کہ علمائے حنفیہ نے جواز اشارہ کا فتویٰ دیا ہے۔ لہٰذا متعارض فتاویٰ کے مطابق جس پر بات پر بھی عمل کر لیا جائے جائز ہے، ہم کہتے ہیں کہ اگر جواز اور حلت وحرمت میں تعارض واقع ہو تو تعارض کی صورت میں ترجیح عدم جواز اور جانب حرمت کی ہوتی ہے اھ التقاط[313]۔

۳۱۰ یعنی اگر کوئی یہ کہے کہ ہم اس بارے میں مجتہد سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور مجتہد کی دلیل خلاف علم رکھتے ہیں تو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ مقلد کے علم کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ ضروری نہیں کہ مقلد جس حدیث یا بات کو دلیل قرار دے رہا ہو مجتہد نے اصلاً اس سے دلیل ہی نہ پکڑی ہو۔

۳۱۱ ظن بمعنی خیال یعنی بزرگوں کا ''خیال''، ہم مقلدین کے ''علم ودلیل'' سے زیادہ معتبر ہے اس کی وجوہات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آگے ارشاد فرما رہے ہیں۔

۳۱۲ اور ایسا ہونا ہی مشکل ہے کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حدیث کی تحصیل کی ابتداء کوفہ سے کی اور کوفہ میں کوئی ایسا محدث نہ چھوڑا جس سے آپ نے حدیث اخذ نہ کی ہو۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس دور میں کوفہ کی گلیوں میں علم حدیث کا دریا موجزن رہا ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کوفہ کے علاوہ بصرہ کے بھی اکثر محدثین سے حدیثیں حاصل کی ہیں اور اس وقت بصرہ بھی علم وفضل خصوصاً علم حدیث کی بہت اہم درسگاہ تھا۔

۳۱۳ مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۳۱۲، نولکشور، ج ۱، ص ۴۴۸ تا ۴۵۱

نیز جناب موصوف کے رسالہ مبدء و معاد سے منقول:

مدتے آرزوئے آں داشت کہ وجہے پیدا شود در مذہب حنفی تا در خلف امام قراءت فاتحہ نمودہ آید۔ اما بواسطہ رعایت مذہب بے اختیار ترک قراءت مے کرد۔ وایں ترک را از قبیل ریاضت مے شمرد۔ آخر الامر اللہ تعالیٰ برکت رعایت مذہب مذہب کے نعل از مذہب الحادست، حقیقت مذہب حنفی در ترک قراءت ماموم ظاہر ساخت و قرأت حکمی از قرأت حقیقی در نظر بصیرت زیبا تر نمود۔ (مبدأ و معاد)[۳۱۴]

مجھے ایک عرصہ تک آرزو رہی کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی مذہب حنفی میں کوئی وجہ ظاہر ہو جائے، مگر بواسطہ رعایت مذہب بے اختیار ترک قرأت کرتا رہا اور اس ترک کو ریاضیت کے قبیلے سے شمار کرتا رہا آخر اللہ تعالیٰ نے رعایت مذہب کی برکت سے (کیونکہ مذہب کی مخالفت الحاد ہے) مقتدی کی ترک قراءت کے بارے میں مذہب حنفی کی حقانیت ظاہر فرمائی، اور قرأت حکمی کو نظر بصیرت میں قراءت حقیقی سے خوب تر دکھایا۔[۳۱۵]

ہاں صاحب! ان بزرگوں کے اقوال کی خبریں کہیے۔ ان بزرگوں کے بزرگ ان بڑوں کے بڑے، اماموں کے امام کیا کچھ فرما رہے ہیں۔ ادعائے باطل عمل بالحدیث پر کیا کیا بجلیاں توڑتے گھنگھور بادل گرما رہے ہیں:

اولاً تصریحاً تسلیم فرمایا کہ التحیات میں انگلی اٹھانا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہت

---

۳۱۴ مبدأ و معاد

۳۱۵ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرأت حقیقی کے مقابلے قرأت حکمی (یعنی امام کا قرأت کرنا حکماً مقتدیوں کا قرأت کرنا بھی ہوتا ہے) کے حق ہونے کو ہی اچھا دیکھا۔

حدیثوں میں وارد۔

ثانیاً وہ حدیثیں معروف و مشہور ہیں۔

ثالثاً مذہب حنفی میں بھی اختلاف ہے روایت نوادر میں خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ اشارہ فرماتے تھے ہم بھی کریں گے۔

رابعاً صاف یہ بھی فرمادیا کہ یہی قول امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔

خامساً نہ فقط روایت بلکہ علمائے حنفیہ کا فتویٰ بھی دونوں طرف ہے۔ باایں ہمہ صرف اس وجہ سے کہ روایات اشارہ ظاہر الروایۃ نہیں۔ صاف صاف فرماتے ہیں کہ ہم مقلدوں کو جائز نہیں کہ حدیثوں پر عمل کرکے اشارے کی جرأت کریں۔ جب ایسی سہل و نرم حالت میں حضرت امام ربانی صاحب کا یہ قاہر ارشاد ہے تو جہاں فتوائے حنفیہ مختلف نہ ہو۔ جہاں سرے سے اختلاف روایت ہی نہ ہو وہاں خلاف مذہب امام حدیث پر عمل کرنے کو کیا کچھ نہ فرمائیں گے۔

کیوں صاحبو! کیا انھیں کو شاہ ولی صاحب نے کہا تھا کہ کھلا احمق ہے یا چھپا منافق۔ استغفر اللہ استغفر اللہ! ذرا تو شرماؤ، ذرا تو ڈرو، شاہ صاحب کی بزرگی سے حیا تو کرو۔ ان کی تو کیا مجال تھی کہ معاذ اللہ وہ جناب مجددیت مآب کی نسبت ایسا گمان مردود و نامحمود رکھتے۔ وہ تو انھیں کبش الارشاد و ہادی و مرشد و دافع جانتے ہیں اور ان کی تعظیم کو خدا کی تعظیم، ان کے شکر کو اللہ کا شکر مانتے ہیں کہ اپنے مکتوب ہفتم میں لکھتے ہیں:

شیخ قطب ارشاد ایں دورہ است و بردست وے بسیارے از گمراہاں بادیہء ضلیعت و بدعت خلاص شدہ اند۔ تعظیم شیخ تعظیم حضرت مدور ادوار و مکون کائنات

---

۳۱۶ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق۔

است، وشکر نعمت مفیض اوست۔ اعظم اللہ تعالیٰ لہ الاجور [۳۱۷]

شیخ اس دور کے قطب ارشاد ہیں، ان کے ہاتھ پر تکبر و بدعت کی گمراہی میں مبتلا بہت سے افراد نے ہدایت پائی، شیخ کی تعظیم خالق کائنات کی تعظیم ہے اور شیخ کی نعمت کا شکر اس نعمت کو عطا کرنے والے اللہ کا شکر ہے[۳۱۸]۔ اللہ تعالیٰ ا ع عظیم اجر عطا فرمائے۔

ہاں شاید میاں نذیر حسین صاحب[۳۱۹] دہلوی کی چوٹ حضرت مجدد صاحب ہی پر ہے کہ معیار الحق میں لکھتے ہیں: [۳۲۰]

"آج کل کے بعض لوگ اسی تقلید معین کے التزام سے مشرک ہو رہے ہیں کہ مقابل میں روایت کسی انی کے اگر حدیث صحیح پیش کرو تو نہیں مانتے [۳۲۱]

اسی مسئلہ اشارہ میں روایت کیدانی پیش کی جاتی ہے۔ جناب مجدد صاحب نے فتاوے غرائب وجامع الرموز وخزانۃ الروایات وغیرہا پیش کیں، وہ بات ایک ہی ہے، یعنی فقہی روایت کے مقابل حدیث نہ ماننا۔ اب دیکھ لیجئے حضرت مجدد کا روایت فقہی لانا اور ان کے سبب صحیح حدیثوں پر عمل نہ فرمانا، اور میاں جی صاحب دہلوی کا بے دھڑک شرک کی جڑ جاننا۔ خدا ایسے شرک

---

۳۱۷ کلمات طیبات، فصل چہارم در مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۶۳

۳۱۸ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ایک کلیہ بیان فرما دیا کہ "نعمت کا شکر اس نعمت عطا کرنے والے اللہ کا شکر ہے" تو اب نعمت چاہے جو بھی ہو اس کی تعریف اس پر شکر خالق کائنات کا شکر ہے وہ نعمت چاہے شیخ کی ہو یا غوث کی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ہو یا رسول ﷺ کی۔

۳۱۹ غیر مقلدین کا امام۔

۳۲۰ اپنے اوپر تقلید لازم کر لینے سے مشرک یعنی شرک کرنے والے بن رہے ہیں۔

۳۲۱ معیار الحق، بحث تلفیق، ۱۸۳

پسندوں کے سائے سے بچائے۔[۳۲۲] خیر یہ تو میاں جی جانیں اور ان کا کام، کلام جناب مجدد صاحب کے فوائد سنیے:

اول: بڑا بھاری فائدہ تو یہ ہوا۔

دوم: حضرت موصوف نے یہ بھی فرما دیا کہ اقوال امام کے مقابل ایسی معروف حدیثیں جیسی رفع یدین و قراءت مقتدی وغیرہما میں آئیں کہ کسی طرح احادیث اشارہ سے اشتہار میں کم نہیں وہی پیش کرے گا جو نرا گاؤدی کودن بے عقل ہو یا معاند مکابر ہٹ دھرم کہ نہ وہ حدیثیں امام سے چھپ رہنے کی تھیں نہ معاذ اللہ امام اپنی رائے سے حدیث کا خلاف کرنے والے، تو ضرور کسی دلیل قوی شرعی سے ان پر عمل نہ فرمایا۔[۳۲۳]

سوم: یہ بھی فرما دیا کہ ہمیں جواب احادیث معلوم ہو جانا کچھ ضرور نہیں۔ اس قدر اجمالاً جان لینا بس ہے کہ ہمارے عالموں کے پاس وجہ موجود ہوگی۔[۳۲۴]

چہارم: یہ بھی فرما دیا کہ ہمارے علم میں کسی مسئلہ مذہب

---

۳۲۲ جو مسلمانوں کو مشرک بنانے حضرت ابن عمر ﷺ مخلوق میں سے ان لوگوں کو سب سے زیادہ شریر (یعنی سب سے زیادہ سر والا) اسے تصور کرتے جو کفار و مشرکین کے بارے میں نازل ہونے والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔
(بخاری، جلد دوم، ص ۱۰۲۶)

۳۲۳ کوئی بے وقوف احمق کم فہم شخص ہی امام اعظم ﷺ کے سامنے وہ حدیثیں پیش کرے گا۔ جو امام اعظم سے چھپی رہنے والی نہ ۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی جاہل اور بے وقوف شخص ماہر طبیب کو علم طب سکھانے یقینی جائے۔

۳۲۴ جس طرح طبیب کی دی ہوئی دوا میں موجود ہر چیز خاصیت جاننا ضروری نہیں۔ علم طب سے بے خبر بے علم شخص کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے کہ طبیب کے پاس یہ دوا

پر دلیل سنہ ہوتا[۳۲۵] در کنار اگر صراحۃً اس کے خلاف پر ہمیں دلیل معلوم ہو جب بھی ہمارا علم کچھ معتبر نہیں اسی مسئلہ مذہب پر عمل رہے گا۔[۳۲۶]

پنجم: یہ بھی فرما دیا کہ ہمارے علمائے سلف رضی اللہ عنہم کو جیسا علم حدیث تھا جیسا وہ صحیح وضعیف ومنسوخ وناسخ پہچانتے تھے بعد کے لوگ ان کی برابری نہیں کر سکتے[۳۲۷] کہ نہ انھیں ویسا علم، نہ یہ اس قدر زمانہ رسالت سے قریب جب حضرت مجدد اپنے زمانہ کو ایسا فرمائیں۔ تو اب تو اس پر بھی تین سو برس گزر گئے، آج کل کے الٹے سیدھے چند حرف پڑھنے والے کیا برابری ائمہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔[۳۲۸]

ششم: اس شرط کی بھی تصریح فرما دی کہ امام کے وہ اقوال منقولہ سوال خاص اسی حدیث کے باب میں ہیں جو امام کو نہ

تجویز کرنے کی معقول وجہ ہوگی۔

۳۲۵ ہمارے پاس دلیل نہ ہونا اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ اس بات پر دلیل موجود ہی نہیں یقیناً علماء ہی اللہ تبارک وتعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں جب انہوں نے کوئی فیصلہ کیا ہے تو یقیناً اس کی دلیل بھی رکھتے ہوں گے۔

۳۲۶ کیونکہ ضروری نہیں ہم جس کو دلیل سمجھ کر ضد کر رہے ہوں وہ واقعتاً دلیل ہو کیونکہ دلیل پکڑنے کے لیے ضروری ہے کہ دلیل پکڑنے والا علم کثیر رکھتا ہو جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔

۳۲۷ یعنی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرما دیا کہ سلف صالحین جیسا علم حدیث آج کے دور میں کوئی بھی نہیں رکھتا۔

۳۲۸ اور اب اس بات کو چار سو سال گزر گئے ہیں آج کل کے چند حرف پڑھنے والے آئمہ کی برابری کا دعویٰ کس طرح کر سکتے ہیں۔

پہنچی، اور اس کی مخالفت بربنائے عدم اطلاع ہوئی نہ یہ کہ اصول مذہب پر وہ بوجوہ مذکورہ کسی وجہ سے مرجوح یا متروک العمل تھی کہ یوں بحال اطلاع بھی مخالفت نہ ہوتی۔ کمالا یخفیٰ (جیسا کہ پوشیدہ نہیں)۔

ہفتم: جناب مجدد صاحب کی شان علم سے تو ان حضرات کو بھی انکار نہ ہوگا۔ یہی مرزا جانجاناں صاحب[۳۲۹] جنھیں بزرگ مان کر ان کے کلام سے استناد کیا گیا۔ جناب موصوف کو قابل اجتہاد خیال کرتے اور اپنے ملفوظ میں لکھتے ہیں:

عرض کردم یارسول اللہ! حضرت در حق مجدد الف ثانی چہ فرمایند؟ فرمودند مثل ایشاں در امت من دیگر کیست[۳۳۰]

عرض کی یارسول اللہ (ﷺ)! آپ حضور حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت میں اسکی مثل دوسرا کون ہے۔

جب ایسے بزرگان بزرگ فرمائیں کہ ہم مقلدوں کو قول امام کے خلاف حدیثوں پر عمل جائز نہیں، جو اس کا مرتکب ہوا وہ احمق بیہوش یا ناحق و باطل کوش ہے، تو پھر آج کے جھوٹے مدعی کس گنتی میں رہے۔

یہ سات فائدے عبارت مکتوبات میں تھے۔[۳۳۱]

ہشتم: اگرچہ قول امام کی حقانیت اپنے خیال میں نہ آئے مگر عمل اسی پر کرنا لازم[۳۳۲]۔ یہی اللہ ﷻ کو پسند و موجب برکات ہے[۳۳۳]۔

---

۳۲۹ جن کا استفتاء میں ذکر ہے۔

۳۳۰ کلمات طیبات، ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں، ص ۷۷

۳۳۱ یعنی مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۲ جیسا کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مجتہد پر ہی عمل کرتے رہے۔

۳۳۳ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت اس بات کی دلیل ہے۔

دیکھو ایک مدت تک مسئلہ ء قراءت مقتدی میں حقانیت مذہب حنفی جناب مجدد صاحب پر ظاہر نہ تھی قراءت کرنے کو دل چاہا مگر بپاس مذہب نہ کر سکے، یہی ڈھونڈے رہے کہ خود حنفی مذہب میں کوئی راہ جواز کی ملے۔

نہم: اس سوال کا بھی صاف جواب دے دیا کہ ایک مسئلہ بھی اگر خلاف امام کیا اگرچہ اسی بنا پر کہ اس میں حقانیت مذہب ظاہر نہ ہوئی تاہم مذہب سے خارج ہو جائے گا کہ اسے نقل از مذہب فرماتے ہیں۔[۳۳۴]

دہم: یہ سخت اشد وقاہر حکم دیکھئے کہ جو ایسا کرے وہ ملحد ہے۔ آپ حضرات اپنے ایمان میں جو مناسب جانیں مانیں، چاہے حضرت مجدد صاحب کے نزدیک معاذ اللہ شاہ صاحب و مرزا صاحب کو سفیہ و معاند[۳۳۵] و ملحد قرار دیں، چاہے ان دونوں صاحبوں کے طور پر حضرت مجدد کو مدعی باطل و مخالف امام اور عیاذاً باللہ کھلا احمق یا چھپا منافق ٹھہرائیں، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر بلندی و عظمت والے معبود کی توفیق سے) لاجرم یہ دونوں صاحب اسی صحت عملی میں کلام کر رہے ہیں جس پر اطلاع فقہائے اہل نظر و اجتہاد فی المذہب کا کام، اب نہ یہ کلام باہم متخالف، نہ ان میں

---

۳۳۴ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسئلہ میں بھی خلاف مذہب جانے کو الحاد قرار دیا۔

۳۳۵ کیونکہ استفتاء میں شاہ ولی اللہ اور مرزا مظہر جانجاناں کے ہی اقوال لکھے گئے ہیں۔ جن سے امام کے خلاف عمل کا شبہ دلوں میں ڈالا گیا۔

کوئی حرف ہمارے مخالف، هکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق (یوں ہی تحقیق ہونی چاہیے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے) یہ مبحث بہت طویل الاذیال تھی جس میں بسط کلام کو دفتر ضخیم لکھا جاتا، مگر ما

قل وکفی خیر مما کثر والهی

جو مختصر اور جامع ہو وہ اس سے سوا ہے جو کثیر اور لغو ہو[۳۳۶]

حضرات ناظرین خاص مبحث مسؤل عنہ پر نظر رکھیں، خروج عن المبحث سے کہ صنیع شنیع جہلہ وعاجزین ہے حذر رکھیں۔

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین[۳۳۷]

اے ہمارے رب! ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر، اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔ اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ رسول کے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ کی تمام آل واصحاب پر۔

مناسب کہ ان مختصر سطور کو بلحاظ مضامین الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی (اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ فضل اس قول (امام اعظم) کے معنی میں کہ جب کوئی حدیث صحت کو پہنچے تو وہی میرا مذہب ہے) سے سمی کیجئے، اور بنظر تاریخ اعزاز النکات بجواب سوال ارکات ۱۳۱۳ھ (مضبوط ترین نکات، علاقہ ارکاٹ سے بھیجے ہوئے سوال کے جواب میں) لقب دیجئے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (ان، والحمد للہ رب العلمین، واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

---

۳۳۶ یہ بحث بہت ہی طویل ہے جس کے بارے میں دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے تھے مگر کثیر اور بے فائدہ کلام سے مختصر اور جامع کلام زیادہ فائدہ مند ہے۔

۳۳۷ القرآن الکریم، ۷، ۸۹

اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے۔ آمین! اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اور اللہ خوب جانتا ہے وہ پاک اور بلند ہے، اس کی بزرگی جلیل اور اس کا علم تام و مستحکم ہے۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
کتبہ
عفی عنہ بمحمد ن المصطفے النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفی احمد رضا خاں

---

۳۳۸ القرآن الکریم، ۲، ۱۲۷

تقلید اور غیر مقلدین کے رد میں اعلیٰ حضرت کے نایاب رسائل کا مجموعہ

الکوکبۃ الشہابیہ
فی کفریات ابی الوہابیہ

تصنیفات:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی عطاری

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

رسالہ

الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ

(۱۳۱۲ھ)

امام الوہابیہ کے کفریات کے بارے میں چمکدار ستارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۲۹: از بدایوں مرسلہ مولٰنا مولوی محمد فضل المجید صاحب قادری فاروقی سلمہم اللہ تعالٰی ۲۲ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ

بخدمت بابرکت مولٰنا مرجع الفتاوٰی والمفتین ملاذ العلماء المحققین جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اللھم ادم افاضاتھم وافاداتھم (یا اللہ! ان کے فیوض وافادات کو دائمی بنا۔ت)

السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیہ غیر مقلدین جو تقلید اربعہ کو شرک کہتے ہیں، جس مسلمان کو مقلد دیکھیں اسے مشرک بتاتے ہیں، دہلی والے اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان وصراط مستقیم وایضاح الحق ویک روزی وتنویر العینین کو اپنا امام وپیشوا بتاتے، اس کے اقوال کو حق وہدایت جانتے اور اس کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں، ہمارے فقہائے کرام وپیشوایان مذہب کے نزدیک ان پر اور ان کے پیشوا پر حکم کفر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان کیجئے اجر پائیے۔ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل[۳۹۳] رسولہ شاھدا ومبشرا ونذیرا لتومنوا باللہ ورسولہ[۳۹۴] تعزروہ وتوقروہ بجنانکم ولسانکم +فجعل تعظیمہ وتوقیرہ تعزیرہ ھو

---

۳۹۳ یہ خطبہ قرآنی آیتوں اور ایمانی ہدایتوں پر مشتمل ہے۔ تعمیم فائدہ کے لیے ان آیات اور زبان اردو میں ان ہدایات کی طرف اشارہ مناسب ہے۔

آیت ۱: اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔

ترجمہ: بے شک ہم نے تمھیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا۔

(القرآن الکریم، ۴۵، ۳۳۔۸، ۴۸)

کہ جو کر ری تعظیم کرے اسے فضلِ عظیم کی بشارت دو اور جو معاذ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذاب الیم کا ڈر سناؤ۔ اور جب وہ شاہد و گواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار، تو بہت مناسب ہوا کہ امت کے تمام افعال واقوال واعمال واحوال ان کے سامنے ہوں۔

طبرانی کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

انّ اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفّی ھذہ۔

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں دیکھ رہا ہوں اسے اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ ﷺ۔

(کنز العمال بحوالہ طب عن عمر، حدیث ۳۱۹۸۱)

۳۹۴ آیت ۲: لِتُؤْمِنُوْا بِاللہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ۔

ترجمہ: (یہ رسول کا بھیجنا کس لیے ہے خود فرماتا ہے اس لیے کہ) تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

(القرآن الکریم، ۹، ۴۸)

معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا نام ہے جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا چاہتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

الرکن الرکین لدینکم الحق وایمانکم + وحرم[۳۹۵] علیکم ان ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی او تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض فتحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون بخسرانکم + وجعل[۳۹۶] طاعتہ طاعتہ وبیعتہ بیعتہ فان بایعتم نبیکم فانما فوق ایدیکم یدہ رحمانکم + وقرن[۳۹۸] اسمہ الکریم باسمہ العظیم فی الاغناء[۳۹۹]

۳۹۵ آیت ۳: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اور اس کے حضور پر چلا کر نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر نہ ہو۔

(القرآن الکریم، ۲، ۲۹)

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے روضۂ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا فرمایا کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے۔ اور یہی آیت تلاوت کی۔

۳۹۶ آیت ۴: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔

۳۹۷ آیت ۵: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔

ترجمہ: بیشک جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں، اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر۔

(القرآن الکریم، ۱۰، ۴۸)

۳۹۸ اللہ عزوجل نے بے شمار امور میں اپنے حبیب ﷺ کا نام پاک اپنے نامِ اقدس سے ملایا کہیں اصل شان اپنی تھی اس میں حبیب ﷺ کا ذکر بھی شامل فرمایا، کہیں اصل معاملہ حبیب ﷺ کا تھا ان کے ساتھ اپنے ذکر والا سے اعزاز بڑھایا۔ آئندہ کی آٹھ آیتیں اسی کے بیان میں ہیں۔

۳۹۹ آیت ۶: اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

والايتاء ورجاء العطاء والتقديم والقضاء المحادة والارضاء

ترجمہ: انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔
(القرآن الکریم، ۹، ۷۴)

۴۰۰ آیت ۷: وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ۔

ترجمہ: اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انہیں دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے، اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔
(القرآن الکریم، ۹، ۵۹)

۴۰۱ آیت ۸: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ و رسول سے آگے نہ بڑھو۔
(القرآن الکریم، ۱، ۶۹)

۴۰۲ آیت ۹: مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔

ترجمہ: نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ عورت کو جب اللہ و رسول کوئی بات ان کے معاملہ میں ٹھہرا دیں تو انہیں اپنے کام کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا وہ صریح گمراہ ہوا بہک کر۔
(القرآن الکریم، ۳۶، ۳۳)

۴۰۳ آیت ۱۰: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔

ترجمہ: تو نہ پائے گا انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اللہ و رسول کے مخالف سے چاہے وہ اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی ہوں۔
(القرآن الکریم، ۲۲، ۵۸)

۴۰۴ آیت ۱۱: وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ۔

والنصح[405] والایذاء[406] فی قرانکم + ورفع شانہ مکانہ فمیزامرہ عنا مور
عن عداہ فما کان لیوزن بمیزانکم + اتجعلون[407] کالدر اوالدم

ترجمہ: اللہ ورسول زیادہ مستحق ہیں اس کے کہ یہ لوگ انہیں راضی کریں اگر ایمان رکھتے ہیں کیا انہیں خبر نہیں کہ جو مقابلہ کرے اللہ ورسول سے تو اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور وہی بڑی رسوائی ہے۔

(القرآن الکریم، ۶۲، ۹۔۶۳)

[405] آیت ۱۲: اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔

ترجمہ: جب خلوص رکھیں اللہ ورسول کے ساتھ۔

(القرآن الکریم، ۹۱، ۹)

[406] آیت ۱۳: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔

ترجمہ: بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ ورسول کو اللہ نے ان پر لعنت کی دنیا وآخرت میں، اور ان کے لیے تیار کر رکھی ذلت کی مار۔

(القرآن الکریم، ۲۳، ۵۷)

یہ معاملہ خاص حبیب کا ہے، اللہ کو کون ایذا دے سکتا ہے، مگر وہاں تو جو معاملہ رسول کے ساتھ برتا جائے اپنے ہی ساتھ قرار پایا۔

[407] یعنی جب تم خود کنکر کو موتی، خون کو مشک، بھس کو پھول کی طرح نہیں سمجھتے تو رسول کے معاملہ کا اوروں پر کیا قیاس کرتے ہو، یہاں تو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ جب ان کے ابنِ مکرم حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لاتقیسوفی باحد ولا تقیسوا علی احداً

ترجمہ: مجھے کسی پر قیاس نہ کرو نہ کسی کو مجھ سے نسبت دو۔

(زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار (اردو)، ص ۷۷)

تو خود حضورِ اقدس رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے واللہ اکبر۔

کالمسد ام تجعلون العصف کریحانکم ÷ فقد هداکم ربکم ان لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم[408] کدعاء بعضکم بعضا من اب اومولی اوسلطانکم ÷ وقال الذین امرسلوا السنتهم فی شانه العظیم ابا الله[409]

---

[408] یہ آیت ۱۴ ہے کہ رسول کا پکارنا اپنے میں ایسا نہ ٹھہرا جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو، اب ایک دوسرے میں باپ اور مولا اور بادشاہ سب آ گئے، اسی لیے علماء فرماتے ہیں نامِ پاک لے کر ندا کرنا حرام ہے، اگر روایت میں مثلاً یا محمد آیا ہو تو اس کی جگہ بھی: یارسول اللہ کہے۔

[409] یہ آیت ۱۵ ہے غزوہ تبوک کو جاتے وقت منافقوں نے تخلیہ میں نبی ﷺ کے خلافِ شان کچھ کہا، جب سوال ہوا تو عذر کرنے لگے اور بولے ہم تو یونہی آپ میں ہنستے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ الآیۃ

ترجمہ: اے نبی! ان سے فرمادے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے معاملہ میں ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان لاکر۔

اقول: اس آیت کے تین فائدے حاصل ہوئے۔

اول: یہ کہ جو رسول کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اگرچہ کیسا ہی کلمہ پڑھتا اور ایمان کا دعویٰ رکھتا ہو، کلمہ گوئی اسے ہرگز کفر سے نہ بچائے گی۔

دوم: یہ جو بعض جاہل کہنے لگتے ہیں کہ کفر کا تو دل سے للہ ہے نہ کہ زبان سے، جب وہ کلمہ پڑھتا ہے اور اس کے دل میں کفر ہونا معلوم نہیں۔ تو ہم کسی بات کے سبب اسے کیونکر کافر کہیں۔ محض خبط اور نری جھوٹ بات ہے، جس طرح کفر دل سے متعلق ہے یونہی ایمان بھی۔ زبان سے کلمہ پڑھنے پر مسلمان کیسے کہا، یونہی زبان سے گستاخی کرنے پر کافر کہا جائے گا، اور جب کراکراہِ شرعی کے ہے تو اللہ کے نزدیک بھی کافر ہو جائے گا۔ اگرچہ دل میں اس گستاخی کا معتقد نہ ہو کہ بے اعتقاد کہنا ہزل و سخریہ ہے، اور اسی پر رب العزت فرما چکا کہ تم کافر ہو گئے اپنے ایمان کے بعد۔

وايته ورسوله كنتم تستهزؤن ٥ لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم ÷
فيا ايها المنافقون[۴۱۰] المردة الفاسقون الزاعم كبيركم ان مدح الرسول[۴۱۱] كمدح
بعضكم بعضا بل اقل منه في حسبانكم قد بدت البغضاء[۴۱۲] من افواهكم

سوم: کھلے ہوئے لفظوں میں عذرِ تاویل مسموع نہیں، آیت فرما چکی کہ حیلہ نہ گھڑو تم کافر ہو گئے۔

تنبیہ: یہاں اللہ عزوجل نے انہیں کلماتِ گستاخی کو جہِ کفر بتایا اور ان کے مقابل کلمہ گوئی و عذر جوئی کو مردود ٹھہرایا۔ یہاں ان کے کفر سابق مخفی کی بحث نہیں کہ قد کفرتم بعد ایمانکم" فرمایا ہے تم مسلمان ہو کر کافر ہو گئے، نہ کہ" قد کنتم کافرین، تم پہلے ہی سے کافر تھے، یہ فائدے خوب یاد رکھنے کے ہیں وباللہ التوفیق۔

۴۱۰ نفاق دو قسم ہے: عقدی و عملی، نفاق عملی کے بیان میں فقیر نے ایک رسالہ جافلہ مسمیٰ بہ "ابناء الحذاق بمسالک النفاق (۱۳۰۹ھ) لکھا اور آیات و احادیث کثیرہ و عزیزہ سے اس کی وجوہ و صور کو ظاہر کیا جو اس رسالہ کے غیر میں مجموعۃً ملیں گی وہاں سے ان حضرات کے نفاق کا ثبوت لیجیے۔

۴۱۱ اللہ تعالیٰ تو فرمائے رسول کے حضور چلا کر نہ بولو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو، اللہ فرمائے رسول کا پکارنا ایک دوسرے کا سا پکارنا نہ ٹھہرا، یہ الایمان والا کہے رسول کی ایسی ہی تعریف کرو جیسی باہم ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس میں بھی کمی کر، انا للہ وانا الیہ راجعون"

۴۱۲ قال اللہ تعالیٰ قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر قد بینا لکم الآیت ان کنتم تعقلون۔ ھا انتم اولاء تحبونهم ولا یحبونکم و تؤمنون بالکتب کله وذا لقوکم قالوا آمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور۔

ترجمہ: ظاہر ہو چکی ہے دشمنی ان کی باتوں سے اور وہ جو ان کے دلوں میں

وماتحفی صدورکم اکبر واللہ مخرج اضغانکم +

۳قال اللہ تعالیٰ:

استحوذ ا علیکم[۴۱۳] الشیطین فانساکم ذکر اللہ وتعظیم الرسول وقد نطق القرآن بخذلانکم + زاد فاءکم الشیطن نقطا من شینہ وتاء کم التدویر دائرۃ نونہ فارا کم تقویۃ الایمان فی تقویت ایمانکم + ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب ا وما

دبی ہے اس سے بھی زیادہ ہے ہم نے صاف بیان فرمادیں ررے لیے نشانیاں اگر تمھیں سمجھ ہو۔ دیکھو یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تمھیں نہیں چاہتے اور تم پوری کتاب پر ایمان لاتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں تو تم پر غصے میں اپنی انگلیاں چباتے ہیں تو فرمادے مرجاؤ گھٹ گھٹ کر خدا خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔

(القرآن الکریم، ۱۱۸، ۴۔۱۱۹)

اقول اس آیت سے بھی دو فائدے ملے:

ایک یہ کہ دل کے بخار کے ساتھ زبانی اقرار کلمہ گوئی کی پکار کوئی چیز نہیں۔

دوسرے یہ کہ دل کا بخار زبانی باتوں سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

۴۱۳ قال اللہ تعالیٰ:

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ اولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ الا اِنَّ حِزۡبَ الشيطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ

ترجمہ: غالب آ گیا ان پر شیطان سو بھلا دی ان کو خدا کی یاد، وہ شیطان کے گروہ ہیں، سن لو شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں۔

علمائے مدینہ طیبہ نے وہابیہ کے حق میں یہی آیت لکھی اور خود حدیث صحیح بخاری سے ان کا قرن الشیطان ہونا ثابت ہے۔

اللہ بغافل عن کفرانکم فلاورب محمد[۴۱۴] لایؤمنون حتی یکون احب الیکم من والدکم وولدکم والناس اجمعین والروح بین جسمانکم + صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ والہ الکرام وصحبہ العظام وخادمی سنۃ القیام بردزیغکم ورطغیانکم + ورزقناحبہ الصادق فی غایۃ الاعظام وادامۃ ذکرہ الی یوم القیام، وان کان فیہ مرغم انوفکم واسخان اعیانکم + آمین یا ارحم الراحمین + والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

ترجمہ خطبہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے اپنا رسول بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا ہوا، تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور تم اس کی تعظیم اور توقیر اپنے دل اور زبان سے بجالاؤ، تو اللہ تعالیٰ ان کی تعظیم وتوقیر اور اعزاز کو تمہارے ایمان اور دین حق کا مضبوط رکن بنایا۔ اور تم پر حرام کیا ہے کہ تم اپنی آوزوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز پر بلند کردیا تم ان کے حضور اس طرح چلا کر بولو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو، کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہوجائیں اور تمہیں اپنے خسارے کی خبر نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور ان کی بیعت کو اپنی بیعت بنایا تو اگر تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کرو تو تمہارے ہاتھ

---

[۴۱۴] صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد وسنن نسائی وابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

ترجمہ: تم کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور سارے جہان سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔۔

اللّٰھم بحبہ لک وحبک اجعل حبہ احب الینا من حب الظمآن للماء البارد ومن حبنا نفسنا یا ارحم الراحمین۔ آمین

پر رحمان کا ہاتھ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے اسم کریم کے ساتھ ان کا اسم پاک ملایا غنی کرنے، عطا کرنے، عطائی امید کرنے، آگے ہونے، فیصلہ کرنے، مخالف ہونے، راضی ہونے اور خلوص وایذا میں تمہارے قرآن پاک ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی شان بلند فرمائی اور ان کی عظمت مکانی فرمائی، تو یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ کو ان کے ماسوا سے ممتاز فرمایا۔ تو ان کی شان تمہارے ترازو سے ماوراء ہے، کیا تم کنکر کو موتی یا خون کو مشک یا بھس کو پھول قرار دو گے، تو بیشک تمہارے رب نے تمہیں راہنمائی دی ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو خواہ تمہارا باپ ہو یا آقا ہو یا بادشاہ ہو، اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں جو زبان درازی ان کی شان میں کرتے ہیں فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے معاملہ میں ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو اپنے ایمان کے بعد، اے سرکش منافقو، فاسقو، تمہارے بڑے نے خیال ظاہر کیا کہ رسول اللہ کی مدح تمہاری آپس میں ایک دوسرے کی مدح کے مساوی بلکہ اس سے بھی کم ہے یہ تو تمہارے خیال میں ہے جبکہ بغض تمہارے منہ سے ظاہر ہو گیا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے وہ اس سے بھی خطرناک ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے حسد کو ظاہر فرمانے والا ہے، تم پر شیطان غالب آ گیا ہے اس نے تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بھلا دی ہے اور بلاشک قرآن نے تمہاری رسوائی بیان فرما دی پس شیطان نے تمہاری فاء پر اپنے شین کے نقطوں میں ایک نقطہ بڑھا دیا اور تمہاری تاء کا دائرہ اپنے نون کے دائرہ سے بڑھا دیا تو شیطان نے تمہیں ایمان کے ضائع کرنے میں، ایمان کی تقویت دکھائی، مومنوں کو اللہ تعالیٰ اس حال پر نہ چھوڑے گا جس پر تم اب ہو جب تک خبیث کو طیب سے جدا نہ کر دے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کفر سے غافل نہیں، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب کی قسم تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک ہو تمہارے والد۔ اولاد، تمام لوگوں اور تمہارے روحوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیٰ آلہ الکرام وصحابتہ العظام اور ساتھ ہی تمہاری سرکشی اور غلط روی کے رد کرنے کی سنت پر قائم خداء پر سلام و برکات ہوں، اور اللہ تعالیٰ ہمیں انتہائی تعظیم کے ساتھ آپ کی سچی محبت اور قیامت تک آپ کا دائمی ذکر

عطا فرمائے اگرچہ اس میں تمہاری ناکتخدا آلو اور تمہاری آنکھیں بیمار ہوں، آمین یاارحم الراحمین والحمد اللہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

(ترجمہ خطبہ ختم ہوا، یہاں سے جواب شروع ہے)

بلاشبہہ وہابیہ مذکورین اور ان کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیر قطعا یقینا کفر لازم اور حسب تصریحات جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاویٰ اکابر واعلام رحمہم اللہ الملک المنعام ان پر حکم کفر ثابت وقائم اور بظاہر ان کا کلمہ پڑھنا اس حکم کا نافی اور ان کو نافع نہیں ہوسکتا آدمی فقط زبان سے کلمہ پڑھے یا اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے مسلمان نہیں ہوتا جبکہ اس کا قول یا فعل اس کے دعوے کا مکذب ہوگیا[۴۱۵]، اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے کلمہ پڑھے بلکہ نماز وروزہ حج زکوۃ بھی ادا کرے بایں ہمہ خدا اور رسول کی باتیں جھٹلائے یا خدا اور رسول وقرآن کی جناب میں گستاخیاں کرے[۴۱۶] یا زنار باندھے، بت کے لئے سجدے میں گرے تو وہ مسلمان قرار پاسکتا یا عادت کے طور پر وہ کلمہ پڑھنا اس کے کام آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہم ابھی حاشیہ خطبہ میں یہ مضمون آیات قرآنیہ سے ثابت کرچکے۔ درمختار مطبع ہاشمی ص۳۱۸:

لو اتی بھما علی وجہ العادۃ لم ینفعہ ما لم یتبرا۔[۴۱۷]

اگر عادت کے طور پر کلمہ پڑھنا تو نفع نہ دے گا جب تک اپنی اس کفری بات سے توبہ نہ کرے۔

---

۴۱۵ یعنی جب اس کا قول یا فعل اس کے دعوے کے جھٹلانے والا ہو تو کلمہ پڑھنا اس کو نفع نہیں دے سکتا۔

۴۱۶ یعنی اگر کوئی حاجی نمازی بھی اللہ عزوجل، اس کے رسول یا قرآن پاک کی شان میں گستاخی کرتے تو اس کی نماز، حج کلمہ اس کو نفع نہ دیں گے۔

۴۱۷ درمختار، باب المرتد، مطبع مجتبائی، ج۱، ص۵۶

ان کے مذہبی عقیدوں اور ان کے پیشوائے مذہب کی کتابوں میں بکثرت کلمات کفریہ ہیں جن کی تفصیل کو دفتر درکار، اور ان کے پیشوا نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں (جسے یہ لوگ معاذاللہ کتاب آسمانی کی مثل جانتے اور اپنے مذہب کی مقدس کتاب مانتے ہیں) اپنے اور اپنے سب پیرووں کے کھلم کھلا کافر ہونے کا صاف اقرار کیا ہے، میں پہلے ان کا وہ اقرار ہی نقل کروں پھر بطور نمونہ صرف ستر کفریات ان کے اور لکھوں،[۴۱۸] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ختم دنیا کا حال ارشاد فرمایا ہے کہ زمانہ فسانہ ہوگا جب تک لات وعزیٰ کی پھر پرستش نہ ہو اور وہ یوں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وہ اٹھالیا جائے گا جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور ہوجائے گی۔[۴۱۹]

تقویۃ الایمان مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۳ھ ص ۴۴ پر یہ حدیث بحوالہ مشکوٰۃ نقل کی اور خود اس کا ترجمہ کیا کہ:

"پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی، سو جان نکال لے گی جن کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان، سو رہ جائیں گے وہی لوگ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔

---

۴۱۸ یعنی امام الوہابیہ کا خود اپنے بارے میں کفر کا اقرار پھر اس کی کفر بھری عبارتوں سے ستر کفر بطور نمونہ لکھے جارہے ہیں۔ جب امام الوہابیہ کا یہ حال ہے تو عام گلی کوچے میں پھرنے والے وہابی غیر مقلدین کتنے کفریات بکتے ہوں گے۔

۴۱۹ مشکوٰۃ المصابیح، باب لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس، مطبع مجتبائی دہلی، نصف ثانی، ص ۴۸۱

سو پھر جائیں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔"[۴۲۰]

حضور اقدس ﷺ نے یہ بھی صراحت ارشاد فرمائی تھی کہ "وہ ہوا خروج دجال لعین ونزول عیسیٰ مسیح ﷺ کے بعد آئے گی۔"[۴۲۱] تقویۃ الایمان میں حدیث کے یہ الفاظ بھی خود ہی نقل کئے اور اس کا ترجمہ کیا ص ۴۵:

"نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم کو، سو وہ ڈھونڈے گا اس کو، پھر تباہ کردے گا اس کو، پھر بھیجے اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سے، سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر مار ڈالے گی اس کو۔"[۴۲۲]

بایں ہمہ حدیث مذکور لکھ کر اسی صفحہ پر صاف لکھ دیا:

"سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔"[۴۲۳]

اب نہ خروج دجال کی حاجت رہی نہ نزول عیسیٰ کی ضرورت بلکہ ان کے نصیبوں کے لئے وہ ہوا بھی چلی گئی، تمام مسلمانوں کے کافر مشرک بنانے کے لئے ختم دنیا کی حدیث صاف صاف اپنے زمانہ موجودہ پر جما دی،[۴۲۴] اور کچھ پروانہ کی کہ

---

۴۲۰ تقویۃ الایمان، الفصل الرابع فی ذکر ردالاشراک فی العبادۃ، مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور، ص ۳۰

۴۲۱ مشکوٰۃ المصابیح، باب لاتقوم الساعۃ الاعلی شرار الناس، مطبع مجتبائی دہلی، نصف ثانی ص ۴۸۱

۴۲۲ تقویۃ الایمان، الفصل الرابع فی ذکر ردالاشراک فی العبادۃ، مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور، ص ۳۱

۴۲۳ تقویۃ الایمان، الفصل الرابع فی ذکر ردالاشراک فی العبادۃ، مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور، ص ۳۰

۴۲۴ مسلمانوں کو مشرک قرار دینے کا شوق کیا کیا کرواتا ہے غیر مقلدین کا امام

جب یہ وہی زمانہ ہے جس کی اس حدیث نے خبر دی اور وہ ہوا چل چکی اور جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان تھا مر گیا اب تمام دنیا میں نرے کافر ہی کافر رہ گئے ہیں تو یہ شخص خود اور اس کے سارے پیر و کیا دنیا کے پردے سے کہیں الگ بستے ہیں، یہ خود اپنے اقرار سے ٹھیٹ کافر پکے بت پرست ہیں، یہ خود ان کا اقراری کفر تھا[۴۲۵]، اب گنئے کہ علمائے کرام فقہائے عظام کی صریح تصریحوں سے ان پر کتنی وجہ سے کفر لازم:

کفریہ ۱: یہی اقرار کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ سچ کافر ہے، نوازل فقیہ ابواللیث، پھر خلاصہ، پھر تکملہ لسان الحکام مطبوعہ مصر ص ۵۷: رجل قال انا ملحد یکفر[۴۲۶] جو اپنے الحاد کا اقرار کرے وہ کافر ہے۔

اشباہ فن ثانی کتاب السیر باب الردۃ:

قیل لھا انت کافرۃ فقالت انا کافرۃ کفرت[۴۲۷]

کسی نے کہا تو کافرہ ہے، کہا میں کافرہ ہوں، وہ کافرہ ہوگئی۔

فتاوی عالمگیری مطبع مصر ۱۳۱۰ھ جلد ۲ ص ۲۷۹

مسلم قال انا ملحد یکفر ولو قال ما علمت انہ کفر لا یعذر بھذا[۴۲۸]

مسلمانوں کو مشرک قرار دینے کے شوق میں یہ بھی بھول گئے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور خروج دجال کے بھی بعد کا واقعہ ہے۔ مشرک بنانے کے شوق نے یہ ہوا بھی چلا دی۔

[۴۲۵] جب بقول امام الوہابیہ یہ ہوا چل گئی اور کوئی اہل ایمان دنیا میں نہ رہا تو یہ اس کا اپنے بارے میں اقرار کفر ہے۔

[۴۲۶] خلاصۃ الفتاوی، کتاب الفاظ الکفر، فصل ثانی جنس خامس، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، ج ۴، ص ۳۸۷

[۴۲۷] الاشباہ والنظائر، کتاب السیر، باب الردۃ، ادارۃ القرآن کراچی، ج ۱، ص ۲

[۴۲۸] فتاوی ہندیہ، الباب التاسع فی احکام المرتدین، نورانی کتب خانہ پشاور، ج ۲، ص ۲۷۹

ایک مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے کافر ہو جائے گا اور اگر کہے کہ میں نہ جانتا تھا کہ اس میں مجھ پر کفر یا رد ہو گا تو یہ عذر نہ سنا جائے۔

کفریہ ۲: اسی قول میں تمام امت کو کافر مانا، یہ خود کفر ہے،

شفاء شریف امام قاضی عیاض ص ۳۶۲ و ص ۳۶۳:

نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ ۳۔ [۴۲۹]

جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے وہ یقینا کافر ہے۔ [۴۳۰]

کفریہ ۳: تقویۃ الایمان ص ۲۰:

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔" [۴۳۱]

یہاں اللہ سبحنہ کے علم کو لازم و ضروری نہ جانا اور معاذ اللہ [۴۳۲]

---

[۴۲۹] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، فصل فی بیان ما ھو من المقالات، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ، ج ۲، ص ۲۷۱

[۴۳۰] امام الوہابیہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں:

"اول سننا چاہیے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن لکھے لوگ شرک و توحید کے معنیٰ نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔"

غیر مقلدین کے اس امام نے توحید کو نایاب کہا اور یہ بھی کہا کہ ایمان کا دعویٰ رکھنے والے معاذ اللہ شرک میں گرفتار ہیں۔ یعنی مسلمانوں کی اکثریت کو مشرک کہہ دیا ہم عام مسلمانوں کو سمجھانے کے لیے بتاتے چلیں کہ مشرک شرک کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی مسلمانوں کی اکثریت کو بندوں کی مثل شرک کرنے والا کہا۔

[۴۳۱] تقویۃ الایمان، الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم، مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور، ص ۱۴

[۴۳۲] "جب چاہے کر لیجیے" سے معلوم ہوا کہ علم الٰہی کو لازم و ضروری نہ جانا یہ صریح

اس کا جہل ممکن مانا کہ غیب کا دریافت کرنا اسی کے اختیار میں ہے چاہے دریافت کرلے چاہے جاہل رہے۔ یہ صریح کلمہ کفر ہے، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۸:

یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص [۴۳۳]

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

بحر الرائق مطبع مصر ج ۵ ص ۱۲۹، بزازیہ مطبع مصر ج ۳ ص ۳۲۳، جامع الفصولین مطبع مصر ج ۲ ص ۲۹۸:

لو وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق یکفر [۴۳۴]

اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں کافر ہوگیا۔

کفریہ ۴: "جب چاہے دریافت کرنے" کا صاف یہ مطلب کہ ابھی تک دریافت ہوا نہیں ہاں اختیار [۴۳۵] ہے کہ جب چاہے دریافت کرلے تو علم الٰہی قدیم نہ ہوا اور یہ کھلا کفر ہے۔ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۲:

لو قال علم خدائے قدیم نیست یکفر کذا فی التتارخانیۃ اھ ملخصا۔ [۴۳۶]

کفر ہے، جب امام کا یہ حال ہے تو غیر مقلدین کی عوام کا کیا حال ہوگا۔

[۴۳۳] فتاویٰ ہندیۃ، الباب التاسع فی احکام المرتدین، نورانی کتب خانہ پشاور، ج ۲، ص ۲۵۸

[۴۳۴] جامع الفصولین، الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر، اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی، ج ۲، ص ۲۹۸

[۴۳۵] اس کے متعلق شرح عقائد وفقہ اکبر شرح فقہ اکبر کی عبارات کفریہ ۱۰ کے رد میں دیکھئے۔

[۴۳۶] فتاویٰ ہندیۃ، الباب التاسع فی احکام المرتدین، نورانی کتب خانہ پشاور، ج ۲، ص ۲۶۲

جو علم خدا کو قدیم نہ مانے وہ کافر ہے ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے اھ ملخصا۔

کفریہ ۵: ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ھ ص ۳۵ و ۳۶:

تنزیہہ او تعالی از زمان و مکان و جہۃ و اثبات رویت بلا جہت و محاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقۃ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ ہے شمارد ۱۲ اھ ملخصا۔[۴۳۷]

اللہ تعالی کو زمان و مکان اور جہت سے پاک قرار دینا اور اس کا دیدار بلا جہت و کمص ثابت کرنا (آگے یوں کہا) یہ تمام امور از قبیل بدعت حقیقۃ ہیں اگر کوئی شخص ان مذکورہ اعتقادات کو دینی اعتقاد شمار کرے اھ ملخصا (ت)

اس میں صاف تصریح کی ہے کہ اللہ تعالی کو زمان و مکان و جہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف ماننا بدعت و ضلالت ہے اس میں اس نے تمام ائمہ کرام و پیشوایان مذہب اسلام کو بدعتی و گمراہ بتایا۔[۴۳۸] شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثناء عشریہ مطبوعہ کلکتہ ۱۳۴۳ھ ص ۲۵۵ میں فرماتے ہیں:

---

۴۳۷ ایضاح الحق (مترجم اردو) فائدہ اول، پہلا مسئلہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص ۷۷۔۷۸

۴۳۸ علمائے اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کا دیدار بلا کیف ہوگا یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے۔ جس چیز کو ہم دیکھتے ہیں اس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے نزدیک یا دور وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے اوپر نیچے، آگے پیچھے، دائیں بائیں، اللہ تبارک وتعالی کا دیدار ان سب باتوں سے پاک ہوگا۔ پھر رہا یہ سوال کہ یہ کیسے ہوگا تو کیسے ہوگا بتایا نہیں جاسکتا ان شاء اللہ جب دیکھیں گے اس وقت بتادیں گے کہ دیدار بلا کیف کیسے ہوگا۔ اور دیدار کے وقت نگاہ اللہ عزوجل کا ذات کا احاطہ کرے یہ محال ہے۔

عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ رامکان نیست ولو را جہتے از فوق و تحت متصور نیست و ہمیں مذہب اہل سنت و جماعت[۴۳۹]

تیرھواں عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مکان اور فوق و تحت کی جہت متصور نہیں ہے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے (ت)

بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۹، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹:

یکفر باثبات المکان اللہ تعالیٰ ا۔[۴۴۰]

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

فتاوی قاضی خاں فخر المطابع ج ۴ ص ۴۳:

رجل قال خدائے بر آسمان میداند کہ من چیزے ندارم یکون کفرا لان اللہ تعالیٰ منزہ عن المکان۔[۴۴۱]

کسی نے کہا کہ خدا آسمان پر جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ کافر ہو گیا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔

خلاصہ کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲:

لو قال نزد بان بنہ و بر آسمان بر آنے و باخدائے بنگ کن یکفر لان اثبت المکان اللہ تعالیٰ ۳۔[۴۴۲]

---

۴۳۹ ل اثنا عشریہ، باب زور الٰہیات، سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۱۴۱

۴۴۰ بحر الرائق، باب احکام المرتدین، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ج ۵، ص ۱۲۰ فتاوی ہندیہ، الباب التاسع، فی احکام المرتدی، نورانی کتب خانہ پشاور، ج ۲، ص ۲۵۹

۴۴۱ فتاوی قاضی خاں، کتاب السیر، باب ما یکون کفرا من المسلم الخ، نولکشور لکھنؤ، ج ۴، ص ۸۸۴

۴۴۲ خلاصۃ الفتاوی، کتاب الفاظ الکفر فصل ۲، جنس ۲، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، ج ۴، ص ۳۸۴

اگر کوئی یوں کہے کہ سیڑھی لگاؤ اور اسمان پر جا کر خدا سے جنگ کرو، تو کافر ہوجائے گا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالٰی کے لئے مکان مانا۔(ت)

کفریہ ۶: رسالہ یکروزی فاروقی ص ۱۵۵:

بعد اخبار ممکن ست کہ ایشان را فراموش کردہ دانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب نصی از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست۔[۴۴۳] خبر دینے کے بعد ممکن ہے کہ اللہ تعالٰی اسے بھلا دے پس حضور ﷺ کی ہم مثل ثابت کرنا ہرگز نصوص میں سے کسی نص کی تکذیب نہیں اور قرآن پاک کے نازل کرنے کے بعد اس کا سلب ہوجانا ممکن ہے۔(ت)

اہل حق نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات کمالیہ میں حضور کا شریک وہمسر محال ہے، اور بعض علماء اس پر دلیل لائے تھے کہ اللہ ﷻ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا اگر حضور کا مثل بمعنی مذکور ممکن ہو تو معاذاللہ کذب الٰہی آئے، اس کے جواب میں شخص مذکور نے وہ کفری بول بولا کہ اگر اللہ تعالٰی قرآن مجید دلوں سے بھلا کر ایسا کرے تو کس نص کی تکذیب ہوگی، یہاں صاف اقرار کردیا کہ اللہ ﷻ کی بات واقع میں جھوٹی ہوجانے میں تو حرج نہیں حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر انھیں بھلا کر اپنی بات جھوٹی کردے تو تکذیب کہاں سے آئیگی کہ اب کسی کو وہ نص یاد ہی نہیں جو جھوٹ ہوجانا بتائے غرض سارا ڈر بندوں کا ہے جب ان کی مت ماردی پھر پروا کیا[۴۴۴] تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا

---

۴۴۳ رسالہ یکروزی (فارسی)، فاروقی کتب خانہ ملتان، ص ۱۷

۴۴۴ ان غیر مقلدین کے امام کی عقل ملاحظہ فرمائیں کہ جس کی عقل اتنی جاہلانہ

کبیرا۔ ظالموں کی باتوں سے اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے۔ ت)

شفاء شریف ص ۳۶۱:

من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ ونبوۃ نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوابہ ادعی فی ذٰلک المصلحۃ بزعمہ اولم یدعھا فھو کافر باجماع[۴۴۵]

جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو با ایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

حضرات انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کا کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا اللہ ﷻ کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر مرتد نہ ہوگا، اس مسئلے میں شخص مذکور اور اس کا کاسہ لیسوں کے اقوال سخت ہولناک وہیبت ناک وناپاک ہیں جن کی تفصیل وتشریح اور ان کے رد بلیغ کی تنقیح ہماری کتاب سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ) سے روشن۔

کفریہ ۷: یکروزی ص ۱۴۵:

لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملنک وانبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والالازم آید کہ

بات کرے وہ کس قدر بیوقوف آدمی ہے کہ لوگوں کو بھلا کر اپنے ہی کے خلاف کرنے کو اللہ عزوجل کے لیے ممکن مان رہا ہے لوگوں کو کانا تو ممکن ہے لیکن جھوٹ بولنا اللہ عزوجل کے لیے محال ہے۔

[۴۴۵] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ ج ۲، ص ۲۶۹

قدرت انسانی از بد از قدرت رحمانی باشد۔[۴۴۶]

اللہ تعالیٰ کے لئے مذکور کذب کو ہم محال نہیں مانتے کیونکہ واقع کے خلاف کوئی قضیہ وخبر بنانا اور اس کو فرشتوں اور انبیاء پر القاء کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ انسانی قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زاید ہوجائے۔(ت)

اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کر سکتا ہے وہ سب خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا پینا، سونا، پاخانا پھرنا، پیشاب کرنا، چلنا، ڈوبنا، مرنا، سب کچھ داخل۔ لہذا اس قول خبیث کے کفریات حد شمار سے خارج۔[۴۴۷]

---

۴۴۶ رسالہ یکروزی (فارسی) فاروقی کتب خانہ ملتان، ص ۱۷

۴۴۷ غیر مقلدین اور ان کے بے وقوف علماء اپنے امام کی تقلید کرتے ہوئے یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ کذب باری تعالیٰ محال نہیں یعنی اللہ عزوجل جھوٹ بول سکتا ہے (معاذ باللہ) اور دلیل یہی پیش کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے لہٰذا جھوٹ پر بھی قدرت رکھتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ اللہ قدرت نہیں رکھتا تو لازم آئے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ قدرت رکھتا ہے ملاحظہ کی آپ نے اس قوم وہابیہ کی جہالت۔

قارئین محترم! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام قبیح اور مکروہ افعال سے پاک ہے وہ ہر کمال اور خوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے یعنی عیب ونقصان کا اس میں ہونا محال ہے نوجس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال ہے مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی، وغیرہم عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنیٰ کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا سکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہوجائے گی باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان۔ نقصان تو اس محال ہے کہ قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔

(ملخص بہار شریعت)

کفریہ ۸: یکروزی ص ۱۴۵:

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحنہ میشمارند واورا جل شانہ باں مدح می کنند برخلاف اخرس و جماد وصفت کمال ہمیں ست کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب وارد ونبا بر رعایت مصلحت ومقتضائے حکمت بتنزہ از ثوب کذب تکلم بکلام کاذب ننماید ہا شخص ممدوح می گردد بخلاف کسے کہ لسان او ماوف شدہ یا بر گاہ ارادہ تکلم بکلام کاذب نماید آواز بند گردد یا کسے دہن اورا بند نماید ایں اشخاص نزود عقلا قابل مدح نیستند، بالجملہ عدم تکلم کلام کاذب ترفعلا عن عیب الکذب وتنزہا عن التلوث بہ از صفات مدح ست اھ ملخصا۔[۴۴۸]

عدم کذب کو اللہ تعالیٰ کے لئے کمالات میں سے شمار کرتے ہیں اور عدم کذب کو گونگے اور جماد کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی مدح بتاتے ہیں، اور جبکہ صفت کمال یہ ہے کہ کسی شخص کو جھوٹ بولنے پر قدرت ہو تو وہ مصلحت اور حکمت کی بنا پر جھوٹی بات کہنے سے گریز کرے تو ایسا شخص مدح کا مستحق ہوتا ہے، اس کے برخلاف کوئی ایسا شخص کے اس کی زبان ناکارہ ہو یا جب وہ جھوٹی بات کہنے کا ارادہ کرے تو اس کی آواز بند ہوجائے یا دوسرا کوئی اس وقت تک اس کا منہ بند کردے تو ایسے لوگ عقلاء کے ہاں مدح کے قابل نہیں ہوتے غرضیکہ جھوٹ کے عیب سے بچنا اور اپنے آپ کو جھوٹ میں ملوث نہ کرنا مدح کی صفات میں سے ہے اھ ملخصا (ت)

اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ ﷻ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہیں کہ گونگے کا بولنا ہرگز نہ محال بالذات نہ ممتنع بالغیر، نہ، ممتنع عقلی، نہ محال شرعی، صرف محال عادی ہے، اور وہ تصریح کرتا ہے کہ اللہ

---

۴۴۸ رسالہ یکروزی (فارسی)، فاروقی کتب خانہ ملتان، ص ۱۸۔۱۷

تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ایسا بھی نہیں جیسے گونگے کو بولنا کہ اللہ تعالیٰ کی تو اس سے مدح کرتے ہیں اور گونگے کی نہیں، تو ضرور ہوا کہ کذب الٰہی محال عادی بھی نہ ہو یہ صریح کفر ہے اور اس میں ایمان ودین وشرائع سب کا ابطال کہ جب خدا پر جھوٹ ہر طرح روا ہے تو اکی کسی بات پر اطمینان کیا ہے۔[۴۴۹]

کفریہ ۹: اسی قول میں صراحۃ مان لیا کہ اللہ تعالیٰ میں عیب والائش کا آنا جائز ہے مگر مصلحۃ ترفع کے لئے اس سے بچتا ہے یہ صراحۃ اللہ ﷻ کو قابل ہر گونہ نقص وعیب وآلودگی ماننا ہے کہ یہ بھی مثل کفر یہ ہفتم ہزاروں کفریات کا خمیرہ ہے۔[۴۵۰]

عالمگیری قول مذکورہ در کفر یہ ۳، علام بقول اطع الاسلام مطبع مصر ۱۲۹۲ھ ص ۱۵:

من نفی او اثبت ما ھو صریح فی النقص کفر ا۔[۴۵۱]

---

[۴۴۹] یہ غیر مقلدین کے جاہل امام کی الٹی منطق ہے کہ جھوٹ بول سکتا ہے بولتا نہیں ہے اس میں دین وایمان کا کباڑا ہے کہ جب یہ یہاں تک آ گیا تو کوئی آگے بڑھ کر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں اللہ کی کسی بات کا بھروسہ نہیں کرتا (معاذ اللہ) کیا پتہ اس نے جھوٹ بولا ہو کہ جب وہ جھوٹ بول سکتا ہے تو میں کیسے یقین کرلوں کہ اس کی یہ بات جھوٹ نہیں۔

[۴۵۰] یہ جاہل صراحۃ اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ اللہ عزوجل میں کوئی بھی عیب و گندگی کا آنا جائز ہے یعنی اپنی گندی منطق کے ذریعے کہہ رہا ہے کہ جھوٹ بول نہ سکنا کمال نہیں کمال یہ ہے کہ جھوٹ بول سکتا ہو۔ اور جھوٹ بولے نہیں اسی طرح ہزاروں کفریات اس جملے میں موجود ہیں۔

[۴۵۱] فتاوی ہندیہ، الباب التاسع فی احکام المرتدین، نورانی کتب خانہ پشاور، ج ۲، ص ۲۵۸

جو اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی ایسی بات نہ یا ہاں کہے جس میں کھلی منقصت ہو کافر ہو جائے۔[۴۵۲]

کفریہ ۱۰: اس قول میں صدق الٰہی بلکہ اس کی سب صفات کمال کو اختیاری مانا کہ مصلحت عیب و آلائش سے بچنے کو اختیار کیا ہے جس طرح کفریہ ۳ میں صفت غیب کو صراحۃ اختیاری کہا تھا اور جو چیز اختیار ہو ضرور حادث ونو پیدا ہو گی،[۴۵۳] شرح عقائد النسفی طبع قدیم ص ۲۲:

الصادر عن الشی بالقصد والاختیار یکون حادثا بالضرورۃ۔[۴۵۴]

جو کسی سے اس کے قصد و اختیار سے صادر ہو وہ بالبداہۃ حادث ہو گا۔

اور صفات الٰہی کو حادث ٹھہرانا کلمہ کفر ہے۔

فقہ اکبر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ و شرح فقہ اکبر ملا علی قاری طبع حنفی ۱۲۶۹ھ ص ۲۹:

صفاتہ فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقہ فمن قال انھا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیھا او شک فیھا کافر کافر باللہ تعالیٰ۔[۴۵۵]

اللہ تعالیٰ کی سب صفتیں ازلی ہیں، نہ وہ نو پیدا ہیں نہ مخلوق، تو جو انھیں مخلوق یا حادث بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے۔

کفر ۱۱ تا ۱۹: اسی قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے

اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ، مکتبہ دار الشفقت استنبول ترکی، ص ۳۵۱

۴۵۲ یعنی اللہ عزوجل کی شان میں نقص والی بات کا کہنا کفر ہے۔

۴۵۳ اللہ عزوجل کی تمام صفات قدیم ازلی ابدی ہیں اور صفات الٰہی کو جو حادث بتائے گمراہ اور بد دین ہے۔

۴۵۴ شرح العقائد النسفیہ، دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان، ص ۲۳

۴۵۵ الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر، الباری جل شانہ موصوف فی الازل الخ مصطفی البابی مصر، ص ۲۵

اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے ہو سب باتیں اللہ ﷻ کے لئے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی، تو اللہ تعالیٰ کے لئے سونا، اونگھنا، بہکنا، بھولنا، جورو، بیٹا، بندوں سے ڈرنا، کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کرلینا، ذلت وخواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا کہ ان سب باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے

آیت: لا تاخذہ سنۃ ولا نوم [۴۵۶]

نہ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔

آیت: لا یضل ربی ولا ینسی [۴۵۷]

نہ میرا رب بہکے نہ بھولے۔

آیت: ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا [۴۵۸]

اللہ نے کسی کو اپنی جورو بنایا نہ بیٹا۔

آیت: ولا یخاف عقبھا [۴۵۹]

اللہ کو ثمود کے پیچھے کا خوف نہیں

آیت: لم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل [۴۶۰]

نہ کوئی بادشاہی میں اس کا ساجھی نہ کوئی دباؤ کے سبب اس کا حمایتی۔ یہ سب صریح کفر ہیں۔

کفریہ ۲۰ و ۲۱: صراط مستقیم مطبع ضیائی ۱۲۸۵ھ ص ۱۷۵:

---

۴۵۶ القرآن الکریم، ۲، ۲۵۵

۴۵۷ القرآن الکریم، ۲۰، ۵۲

۴۵۸ القرآن الکریم، ۷۲، ۳

۴۵۹ القرآن الکریم، ۹۱، ۱۵

۴۶۰ القرآن الکریم، ۱۷، ۱۱۱

نسبت پیر خود تا اینکہ روزے حضرت علا دست راست ایشاں را بدست قدرت خاص خود گرفتہ و چیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع بود پیش رو دے حضرت ارشاد کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں را دہ ام و چیزہائے دیگر خواہم داد۔[۴۶۱]

اپنے پیر کی نسبت یہاں تک کہ ایک روز ان کا دایاں ہاتھ اللہ نے اپنے خاص دست قدرت میں پکڑا اور امور قدسیہ کی بلند و بالا چیز کو ان کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ تجھے میں نے یہ چیز دے دی اور مزید چیزیں دوں گا۔ (ت)

ص ۱۳:

مکالمہ و مسامرہ دست بے آمد[۴۶۲]
(مکالمہ اور گفتگو حاصل ہوئی۔ ت)

ص ۱۵۴:

گاہے کلام حقیقی ہم بے شود[۴۶۳]
(اور کبھی کلام حقیقی بھی ہوتی ہے۔ ت)

شفاء شریف ص ۳۶۰:

من اعترف بالٰہیۃ اللہ تعالٰی ووحدانیتہ ولکنہ ادعی لہ ولد او صاحبۃ فذالک کفر باجماع المسلمین وکذالک من ادعی مجالسۃ اللہ تعالٰی والعروج الیہ ومکالمتہ اھ ملخصا۔[۴۶۴]

۴۶۱ صراطِ مستقیم، باب چہارم خاتمہ در بیان پارہ از واردات الخ، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۱۶۴

۴۶۲ صراط مستقیم، ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب عشقی۔۔۔ ص ۱۲

۴۶۳ صراط مستقیم، باب سوم، فصل چہارم تکملہ در بیان سلوک۔ ص ۱۴۳

۴۶۴ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، فصل فی بیان ماھو من المقالات، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ ج ۲، ص ۲۶۸

جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت و توحید کا تو قائل ہو مگر اس کے لئے جورو یا بچہ ٹھہرائے وہ باجماع مسلمین کافر ہے اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمنشینی اس تک صعود اس سے باتیں کرنے کا مدعی ہو

ص ۳۶۲:

وکذلک من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لویدع النبوۃ اوانہ یصعد الی السماء ویدخل الجنۃ ویاکل من ثمارھا ویعانق للحور العین فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۔ [۴۶۵]

اسی طرح جھوٹا متصوف دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے وحی کرتا ہے اگرچہ نبوت کا مدعی نہ ہو، یا یہ کہ وہ آسمان تک چڑھتا ہے جنت میں جاتا اس کے پھل کھاتا حوروں کو گلے لگاتا ہے یہ سب کافر ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے۔

حوروں سے اس معانقہ کے دعوے پر تو یہ حکم ہے خود رب العزت سے ہاتھ ملاکر مصافحہ پر کیا حکم ہوگا۔ تحفہ عشریہ ص ۲۹۹:

درحین بعثت بلکہ درحین مناجات ومکالمہ کہ اعلےٰ مراتب قرب بشری ماجناب خداوندی ست ۳۔ [۴۶۶]

نبی کی بعثت کے وقت بلکہ مکالمہ اور مناجات کے وقت جو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بشری قرب کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ (ت)

اس ترقی سے صاف ظاہر کہ مکالمہ کا مرتبہ نفس نبوت سے خاص تر ہے تو دنیا میں کسی کے لئے اللہ ﷻ سے کلام حقیقی کا

---

[۴۶۵] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل فی بیان ماھو من المقالات، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ، ج ۲، ص ۷۰۔ ۷۱

[۴۶۶] ل اثنا عشریہ، باب ششم در بحث نبوت، سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۱۶۴

دعوی صراحۃ اس کی نبوت کا دعوی ہے، تفسیر عزیزی سورہ بقرہ مطبع کلکتہ ۱۲۴۹ھ ص ۴۲۳ زیر قولہ تعالی وقال الذین لا یعلمون لولا یکلمنا اللہ:

منشائے ایں گفتگوے ایشاں جہل ست زیرا کہ نمی فہمند کہ رتبہ ہمکلامی باخدائے عزوجل بس بلندست ہنوز بہ پایہ اولین آنکہ ایمان ست نرسیدہ اند وآن رتبہ مختص ست بملائکہ وانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام وغیرہ ایشاں راہرگز میسر نمی شود پس فرمائش ہمکلامی باخدا گویا فرمائش آنست کہ تابہ راپیغمراں یا فرشتہ تا سازد۔[۴۶۷]

ان کی اس گفتگو کا منشاء جہالت ہے کیونکہ وہ یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالی کے ساتھ ہم کلامی کا رتبہ بہت بلند ہے یہ لوگ ابھی ایمان کی ابتداء کو نہیں پہنچے حالانکہ وہ رتبہ ہمکلامی فرشتوں اور انبیاء کو ہی حاصل ہے کسی دوسرے کو ہرگز میسر نہیں ہے، تو اللہ تعالی سے ہمکلامی کی فرمائش کرنا گویا یہ فرمائش ہے کہ وہ سب کو پیغمبر یا فرشتے بنادے (ت)

شرح عقائد جلالی مطبع مصر ص ۱۱۰۶ اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جو شخص دنیا میں اللہ ﷻ سے کلام حقیقی کا مدعی ہو کافر ہے۔ فرمایا:

المکالمۃ شفاھا منصب النبوۃ بل اعلی مراتبھا وفیہ مخالفۃ لما ھو من ضروریات الدین وھوانہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خاتم النبیین علیہ افضل صلوۃ المصلین۔[۴۶۸]

اللہ ﷻ سے کلام حقیقی منصب نبوت بلکہ اس کے مراتب میں اعلی مرتبہ ہے تو اس کے دعوے کرنے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے

---

۴۶۷ فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، سورۃ بقرہ تحت آیۃ ۱۱۸، ۳، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۴۲۷

۴۶۸ الدوانی علی العقائد العضدیۃ، بحث توبہ سے قبل، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۱۰۶

خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔

کفریہ ۲۲: صراط مستقیم ص ۱۲:

از جملہ آں شدت تعلق قلب ست بمرشد خود استقلالا یعنی نہ باآں ملاحظہ کہ ایں شخص کہ نادواں فیض حضرت حق وواسطہ ہدایت اوست بلکہ بحیثیتکہ متعلق عشق *** مکے از اکابرایں طریق فرمود کہ اگر حق جل وعلا در حیرت صوت من تجلی فرماید ہر آئینہ مرا بالتفات درکار نست۔[۴۶۹]

ان میں سے ایک یہ کہ اپنے مرشد سے شدید قلبی مستقل تعلق یعنی یہ لحاظ ہو کہ یہ مرشد اللہ تعالیٰ کے فیض کا ذریعہ اور اس کی ہدایت کے لئے واسطہ ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ عشق کا تعلق کے لئے واسطہ ہو چنانچہ اس طریقت کے ایک بڑے نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میرے مرشد کے لباس وشکل کے بغیر تجلی فرمائے تو مجھے اس کی طرف التفات درکار نہیں ہے۔(ت)

شخص مذکورہ کے پیروؤں سے استفسار ہے کہ اپنے اصول پر اس کلمہ کا حکم بتائیں یا خود اسی سے پوچھیں کہ وہ ہمیشہ ایک جگہ بات کہنے دوسری جگہ آپ ہی اس کو کفر وضلالت بنا دینے کا عادی ہے، تقویۃ الایمان ص ۱۵۶:

"اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک چمار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بیحواس ہو گئے پھر کیا کہئے ان لوگوں کو کہ اس مالک الملک سے ایک سے ایک بھائی بندی کارشتہ بندی کارشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھ کر کیا بڑھ بڑھ کر باتیں مارتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور صورت میں ظاہر ہوں تو ہرگز اس کو نہ دیکھوں، اللہ پناہ میں رکھے ایسی ایسی باتوں سے"

---

[۴۶۹] صراط مستقیم، ہدایت ثالثہ، افادہ ۲، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۱۱

بے ادب محروم گشت از فضل رب ا" ملخصاً [470]

میں کہتا ہوں ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہونا تو بھائی بندی یا آشنائی کا سا علاقہ نہیں

بے ادب محرم ماند از فضل رب

کفریہ ۲۳: تقویۃ الایمان ص ۱۴:

"جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ مانے اس کے سوا کسی کو نہ مانے" [471]

ص ۱۶ و ۱۷: "اللہ صاحب نے فرمایا کسی کو میرے سوا نہ مانیو" [472]

ص ۱۸: "اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔" [473]

ص ۷: "اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔" [474]

یہاں انبیاء وملائکہ وقیامت وجنت ونار وغیرہا تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا اور اس کا افتراء اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر رکھ دیا، یہ کفریہ بھی صدہا کفریات کا مجموعہ ہے، مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح اللہ ﷻ کا ماننا ضرور ہے یونہی ان سب کا ماننا جزء ایمان ہے ان میں جسے نہ مانے گا کافر ہے۔ ہر اردو زبان والا

---

[470] تقویۃ الایمان، الفصل الخامس فی رد الاشراک فی العادات، مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور، ص ۳۹

[471] الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک، ص ۱۰

[472] الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک، ص ۱۲

[473] الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک، ص ۱۲

[474] تقویۃ الایمان، پہلا باب توحید وشرک کے بیان میں، ص ۵

جانتا ہے کہ ماننا تسلیم وقبول واعتقاد کو کہتے ہیں ولہذا اہل زبان ایمان کا ترجمہ "ماننا" اور کفر کا ترجمہ "نہ ماننا" کرتے ہیں۔

آیت (بقرۃ): ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون۔[۴۷۵]

موضح قرآن ترجمہ شاہ عبدالقادر: تو ڈرادے یا نہ ڈرادے وہے نہ مانیں گے۔[۴۷۶]

آیت (یٰسٓ) لقد حق القول علی اکثرھم فھم لا یؤمنون۔[۴۷۷]

موضح قرآن: ثابت ہو چکی بات ان بہتوں پر سو وے نہ مانیں گے۔[۴۷۸]

آیت (نساء) یؤمنون بما انزل الیک[۴۷۹]

موضح القرآن: سو مانتے ہیں جو اترا تجھ پر۔[۴۸۰]

آیت (اعراف) وقطعنا دابر الذین کذبوا بایٰتنا وما کانوا مؤمنین۔[۴۸۱]

موضح القرآن: اور پچھاڑی کاٹی ان کی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں اور نہ تھے ماننے والے۔[۴۸۲]

آیت (انعام) واذا جاءک الذین یؤمنون بایٰتنا فقل سلم علیکم۔[۴۸۳]

موضح القرآن: اور جب آویں تیرے پاس ہماری آیتیں ماننے والے تو کہہ سلام ہے تم پر۔[۴۸۴]

---

۴۷۵ القرآن الکریم، ۲، ۶

۴۷۶ موضح القرآن ترجمہ شاہ عبدالقادر، تاج کمپنی لاہور، ص ۴

۴۷۷ القران الکریم، ۳۶، ۷

۴۷۸ موضح القرآن، ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر، تاج کمپنی لاہور، ص ۵۳۰

۴۷۹ القرآن الکریم، ۴، ۱۹۲

۴۸۰ موضح القرآن، ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر، تاج کمپنی لاہور، ص ۱۲۶

۴۸۱ القرآن الکریم، ۶، ۵۴

۴۸۲ موضح القرآن، ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر، تاج کمپنی لاہور، ص ۱۹۳

۴۸۳ القرآن الکریم، ۷، ۲۷۲

۴۸۴ موضح القرآن، ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر، تاج کمپنی لاہور، ص ۶۱

آیت (بقرہ) آمن رسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ[۴۸۵]

موضح قرآن: مانا رسول نے جو کچھ اترا اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو۔[۴۸۶]

دیکھو اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ ایمان والوں نے اللہ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں سب کو مانا، یہ شخص کہتا ہے اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانو۔

آیت (اعراف) قال الذین استکبروا انا بالذین آمنتم بہ کفرون[۴۸۷]

موضح القرآن: کہنے لگے بڑائی والے جو تم نے یقین کیا سو ہم نہیں مانتے۔[۴۸۸]

تو اقوال مذکور کے صاف یہ معنی ہوئے[۴۸۹] کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

۴۸۵ القرآن الکریم، ۲، ۲۸۵

۴۸۶ موضح القرآن، ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر، تاج کمپنی لاہور، ص ۶۱

۴۸۷ القرآن الکریم، ۲، ۲۸۵

۴۸۸ موضح القرآن، ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر، تاج کمپنی لاہور، ص ۱۹۴

۴۸۹ اگر اس کے کلام کے کچھ نئے معنی اپنے جی سے گھڑیے بھی تو

اولاً: صریح لفظ میں تاویل کیا معنی، شفاء شریف میں ہے:

والتاویل فی لفظ صراح لا یقبل

ترجمہ: صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ مقبول نہیں۔

(شفاء شریف، القسم الرابع، الباب الاول، الطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ، ج ۲، ص ۲۰۹۔۲۱۰)

ثانیاً: وہ آپ سب تاویلوں کا دروازہ بند کر چکا تو اس کے کلام میں بناوٹ نہ رہی گھڑت ہے جو اسے خود قبول نہیں۔ تقویۃ الایمان میں ہے:

"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولیے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجیے معما اور پہیلی بولنے کی اور جگہ ہیں کوئی شخص اپنے باپ یا بادشاہ سے جگت

انبیاء ملائکہ کسی پر ایمان نہ لائے سب کے ساتھ کفر کرے اس سے بڑھ کر کفر کیا ہوگا۔ لطف یہ ہے کہ اسی تقویۃ الایمان کے دوسرے حصے تذکیر الاخوان مترجمہ سلطان خاں مطبع فاروقی ص ۷۳ میں ہے:

"اصحاب رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ جو ان کو نہ مانے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔" [۴۹۰]

سبحن اللہ! دوسرے حصے والا کہتا ہے جو صحابہ کو نہ مانے وہ بدعتی ہے جہنمی، پہلے والا کہتا ہے صحابہ تو صحابہ جو انبیاء کو مانے وہ مشرک دوزخی، کفی اللہ المومنین القتال (مومنوں کو اللہ کافی ہے لڑائی میں۔ ت)

کفریہ ۲۴: صراط مستقیم ص ۳۸:

صدیقی من وجہ مقلد انبیاء می باشد و من وجہ محقق در شرائع پس اگر صدیق زکی القلب ست رضا و کراہیت حضرت حق در افعال و اقوال مخصوصہ و صحت و بطلان در عقائد خاصہ و محمودیت و مذمومیت در اخلاق و ملکات شخصیہ بنور جبلی خود دریافت می نماید، [۴۹۱]

نہیں بولتا اس کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ کہ باپ اور بادشاہ۔"

(حموی بتا لایمان، الفصل الخامس، علیمی کتب خانہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور، ص ۲۹)

یہ نفیس فائدہ ہر جگہ ملحوظِ خاطر رہے کہ اکثر حرکاتِ مذبوحی کا جواب شافی ہے۔

[۴۹۰] تذکیر الاخوان حصہ دوم تقویۃ الایمان، الفصل الرابع فی ذکر الصحابہ، علیمی کتب خانہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور، ص ۱۰۵

[۴۹۱] صراط مستقیم، ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب ایمانی، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۳۴، ۳۳

صدیق من وجہ انبیاء کا مقلد ہوتا ہے اور من وجہ احکام شریعت میں محقق ہوتا ہے۔ اگر صدیق زکی القلب ہو تو اللہ تعالٰی کی رضا اور عدم رضا کو افعال واقوال مخصوصہ میں اور صحت وبطلان کو عقائد خاصہ، پسندیدہ وناپسندیدہ کو اخلاق وعادات شخصیہ میں اپنے فطری نور سے جان لیتا ہے۔ (ت)

ص ۳۹:

پس احکام ایں امور مذکورہ اور ابد وجہ معلوم میشود یکے بشہادت قلب خود خصوصا ودیگر بسبب اندراج اور در کلیات شرع عموما وعلم کہ بوجہ اول حاصل شدہ تحقیقی ست وثانی تقلیدی واگر ذکی العقل ست نور جبلی او بسوئے کلیات اور راہ نمونی میفرماید پس علوم کلیہ شرعیہ اور ابد واسطہ می رسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام در کلیات شریعت و حکم احکام ملت اور راشاگرد انبیاہم تواں گفت وہم استاذ انبیاہم ونیز طریق اخذ آنہم شعبہ ایست از شعب وحی کہ انرا در عدرف شرح نفث فی الروع تعبیر میفرمایند وبعضے اہل کمال آں را الوحی باطنی بے نامند[۴۹۲]

پس مذکور احکام اس کو دو طرح معلوم ہوتے ہیں، ایک خصوصی طور پر اپنے قلب کی گواہی سے اور دوسرا عموماً شرعی کلیات میں داخل ہونے کی وجہ سے، اور پہلے طریقہ سے حاصل شدہ علم تحقیقی ہے اور دوسرا تقلیدی ہے، اور اگر ذکی العقل ہو تو اس کا فطری نور کلیات کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے، پس امور کلیہ شرعیہ اس کو دو طرح سے پہنچتے ہیں، ایک فطری نور کے ذریعہ سے، دوسرا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے واسطہ سے، پس شرعی کلیات کا اور حکم واحکام ملت میں اس کو انبیاء کا شاگرد کہہ سکتے ہیں، اور ان کا ہم استاذ بھی کہہ سکتے ہیں، نیز ان کے اخذ کا طریقہ وحی کے اقسام میں سے ایک قسم ہے جس کو عرف شرع میں نفث فی الروح سے تعبیر

---

۴۹۲ صراط مستقیم، ہدایت رابعہ دربیان ثمرات حب ایمانی، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۳۴

کرتے ہیں، اور بعض اہل کمال اس کو باطنی وحی کا نام دیتے ہیں۔(ت)

ص ۴۰:

ہمیں معنی را امامت ووصایت تعبیری کنند وعلم ایشاں را کہ بعینہ علم انبیاست لیکن بوحی ظاہری متلقی نشدہ بہ حکمت مے نامند۔[۴۹۳]

اس معنی کو امامت اور وصایت سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کے علم کو جو کہ بعینہ انبیاء کو علم ہے لیکن ظاہری وحی سے حاصل نہیں ہوتا، اسکو حکمت کا نام دیتے ہیں۔(ت)

ص ۴۱:

للدا ورا بحافظتے مثل محافظت انبیا کہ مسمی بہ عصمت ست فائز می کنند۔[۴۹۴]

ضروری ہے کہ اس کو محفوظ قرار دیا جائے جس طرح انبیاء کا محفوظ ہونا جس کو عصمت کہتے ہیں۔(ت)

ص ۴۲:

ندانی کہ اثبات وحی باطن وحکمت ووجاہت وعصمت مر غیر انبیاء را مخالف سنت واز جنسی اختراع بدعت ست وندانی کہ ارباب ایں کمال از عالم منقطع شدہ اند اھ ملخصا۔[۴۹۵]

یہ نہ سمجھنا کہ باطنی وحی، حکمت، وجاہت اور عصمت کو غیر انبیاء کے لئے ثابت کرنا خلافت سنت اور از قبیل اختراع بدعت ہے اور یہ بھی نہ سمجھا کہ اس کمال کے لوگ دنیا سے ختم ہو چکے ہیں اھ ملخصا (ت)

---

۴۹۳ صراط مستقیم، ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب ایمانی، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۳۵

۴۹۴ صراط مستقیم، ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب ایمانی، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۳۵

۴۹۵ ص ۳۶

اس قول ناپاک میں اس قائل بیباک نے پردہ وحجاب صاف صاف تصریحیں کیں کہ بعض لوگوں کو احکام شرعیہ جزئیہ وکلیہ بیوساطت انبیاء اپنے نور قلب سے بھی پہنچتے ہیں، خاص احکام شرعیہ[۴۹۶] انھیں وحی آتی ہے ایک طرح وہ انبیا کے مقلد ہیں اور ایک طرح تقلید انبیاء سے آزاد احکام شرعیہ میں خود محقق، وہ انبیاء کے شاگرد بھی ہیں اور ہم استاد بھی، تحقیق علم وہی ہے جو انھیں بے توسط انبیاء خود اپنی قلبی وحی سے حاصل ہوتا ہے، انبیاء کے ذریعے سے جو ملتا ہے وہ تقلیدی بات ہے، وہ علم میں انبیاء کے برابر وہمسر ہوتے ہیں فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انھیں باطنی، وہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے ہیں اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنانا[۴۹۷] ہے جب ایک معصوم کو اعمال وعقائد وغیرہا امور شرعیہ میں احکام الٰہیہ بے توسط انبیا خود بذریعہ وحی آئے پھر نبوت اور کس شے کا نام ہے فقط وحی باطنی ہونا کچھ منافی نبوت نہیں، بہت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وحی الٰہی باطنی طور پر آتی، کہا جاتا ہے کہ سیدنا داؤد ﷺ کی وحی اس طرح کی تھی کما نقلہ الامام البدر محمود فی عمدۃ القاری (جیسا کہ امام بدر محمود نے عمدۃ

---

[۴۹۶] **اقول** اور احکام شریعت میں بھی کلیہ کی تصریح کردی کہ کوئی ناواقف یہ دھوکا نہ کھائے کہ یہ لوگ مجتہدینِ امت سے ہیں، اگر بے وساطت انبیاء حکم پہنچنا ہی اخراج مجتہدین کو بس تھا مگر زیادت فقر وکمال صراحت کے لیے احکامِ کلیہ کا اونچا طرہ چمکتا پھندنا لٹکا دیا کہ احکام کلیہ شرعیہ تو نبی ارشاد فرماتا ہے کہ مجتہد کی اتنی شان کہ ان سے احکام جزئیہ استنباط کرتا ہے، یہاں ایسا نہیں انہیں خود احکام کلیۂ شریعت بے وساطت نبی بذریعہ وحی پہنچتے ہیں۔ مسلمانو! خدا کے واسطے اور نبی کسے کہتے ہیں۔

[۴۹۷] اور نبی بھی کیسا صاحب شریعت۔

القاری میں اسے نقل کیا۔ ت) خود حضور اقدس سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بہت احکام اسی وحی باطنی سے آئے، جسے نفث فی الروع کہتے ہیں، علماء نے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر وحی آنے کی سات صورتیں لکھیں ان میں یہ بھی ذکر فرمائی کما فی العمدۃ والارشاد وغیرہما، تو حقیقت نبوت مع لازم عصمت پوری پوری صادق آکر صرف وحی باطنی کی بناپر نفی نبوت ممکن نہیں۔ مشکوٰۃ شریف مطبع انصاری ۱۳۰۲ھ ص ۴۴۴:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (فذکر الحدیث الی ان قال) وان روح القدس نفث فی روعی ان نفسا لن تموت حتی تستکمل رزقھا[۴۹۸] ۔ الحدیث رواہ البغوی فی شرح السنۃ[۴۹۹] قلت وبنحوہ رواہ الحاکم عنہ البزار فی مسندہ عن حذیفۃ والطبرانی فی الکبیر عن الحسن بن علی غیر انہ لم یذکر جبرئیل کالبیھقی فی شعب الایمان عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور سید نا عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک روح القدس نے میرے باطن میں وحی کی کہ کوئی جاندار نہ مرے گا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرے۔ الحدیث۔ (اس کو بغوی نے شرح السنۃ میں روایت کیا قلت (میں کہتا ہوں اور ایسی روایت امام حاکم نے اس سے کی اور بزار نے اپنی مسند میں حضرت حذیفہ سے اور طبرانی نے کبیر میں حسن بن علی سے لیکن انھوں نے جبریل کا ذکر نہ کیا جس طرح بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اجمعین سے ذکر کیا ہے۔ (ت)

---

۴۹۸ مشکوٰۃ المصابیح، باب التوکل والصبر، الفصل الثانی، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۴۵۲

۴۹۹ مشکوٰۃ المصابیح، باب التوکل والصبر، الفصل الثانی، مطبع مجتبائی دہلی، ص ۴۵۲

شفاء شریف سے زیر کفر ۱۲ گزرا کہ صرف وحی کا مدعی کافر ہے، اگرچہ نبوت دعویٰ نہ کرے[500]، تفسیر عزیزی ص ۴۴۲:[501]

معرفت احکام شرعیہ مدون توسط نبی ممکن نیست[502]
شرعی احکام کی معرفت انبیاء کی وساطت کے بغیر ممکن نہیں۔(ت)

تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۴۰:

آنچہ گفتہ است کہ فاطمہ بنت اسد رواحی آمد کہ در خانہ کعبہ برود وضع حمل نماید دروغیست پر بمیزہ زیرا کہ کسے از فرق اسلامیہ وغیر اسلامیہ قائل بہ نبوت فاطمہ بنت اسد نہ شدہ حجاج چہ قسم ایں را مسلم مے داشت[503]

جو کہا جاتا ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو وحی آئی کہ تو خانہ کعبہ میں جا اور وہاں بچے کی پیدائش کر، یہ سب جھوٹ اور بے پر بات ہے کیونکہ کوئی بھی اسلامی اور غیر اسلامی فرقہ فاطمہ بنت اسد کی نبوت کا قائل نہیں ہے، حجاج اس کو کسی طرح تسلیم کرسکتا ہے۔(ت)

---

[500] الشفاء، فصل فی بیان ما ھو من المقالات، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلادی العثمانیہ، ج ۲، ص ۲۷۰

[501] زیادت جلیلہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ ص ۲۱۱ میں فرماتے ہیں:

ھذا القول کفر لا محالۃ بالاجماع من وجوہ منھا دعوی تلقی الاحکام الشرعیۃ من اللہ تعالی بلا واسطۃ نبی وذالک دعوی نبوۃ مختصراً

ترجمہ: از انجملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے بے وساطت نبی احکام شرعیہ لینے کا ادعا ہے اور یہ نبوت کا دعویٰ ہے۔ مختصراً

امام الوہابیہ کے کفر اجماعی کا یہ خاص جزئیہ ہے والعیاذ باللہ رب العالمین

[502] فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، بیان افراط فرقۂ امامیہ، پ ۱، ص ۴۴۹

[503] اثنا عشریہ، کید ہشتاد و ہفتم، سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۷۹

غرض اس ناپاک کلمے کے کلمہ کفر ہونے میں اصلا شک نہیں اور اس میں اور جو خباثتیں ہیں مثلاً غیر نبی کو تقلید انبیاء سے من وجہ آزاد اور احکام شرعیہ میں خود محقق اور علوم انبیاء کا ہمسر وہم استاد اور بتقلید روافض مثل انبیاء معصوم ماننا ان کی شناعتیں ہر سچے مسلمان پر ظاہر ہیں یہاں صرف ایک عبارت شاہ ولی اللہ پر اختصار کروں الدر الثمین شاہ صاحب مطبع احمدی ص ۴و۵:

سألت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سوالا روحانیا عن الشیعۃ فاومی الی ان مذھبھم باطل وبطلان مذھبھم یعرف من لفظ الامام ولما افقت عفت ان الامام عندھم ھو المعصوم الفترض طاعۃ الموحی الیہ وحیا باطنیا وھذا ھو معنی النبی فمذھبھم یستلزم انکار ختم النبوۃ قبحھم اللہ تعالٰی۔[۵۰۴]

میں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے رافضیوں کے بارے میں روحانی سوال کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ ان کا مذہب باطل ہے اور اس کا بطلان لفظ امام سے ظاہر ہے جب مجھے ہوش آیا میں نے پہنچانا کہ ان کے نزدیک امام وہ ہے جو معصوم ہو اور اس کی اطاعت فرض اور اس کی طرف وحی باطنی آتی ہو، اور یہی معنی نبی کے ہیں تو ان کے مذہب سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے، اللہ ان کا بُرا کرے۔(ت)

دیکھو یہ وہی امامت وہی عصمت اور وہی وحی باطنی ہے جسے شاہ صاحب ختم نبوت کے انکار کو مستلزم بتاتے ہیں، کیوں صاحب ان رافضیوں کو تو کہا گیا کہ اللہ ان کا بُرا کرے کیا اسے نہ کہا جائے گا کہ انکی طرح اس کا بھی بُرا کرے اور اسے ان کے ساتھ ایک زنجیر میں باندھے، آمین! غالبا اصل مقصود اپنے پیر رائے بریلی سعید احمد کو کہ نواب امیر خاں کے

---

[۵۰۴] الدر الثمین شاہ ولی اللہ

یہاں سواروں میں نوکر اور بیچارے نرے جاہل سادہ لوح تھے بنی بتایا تھا اس کی یہ تمہید اٹھائی گئی تھیں کہ بعض اولیاء اس طرح کے بھی ہوتے ہیں ادھر یہ وحی عصمت وغیرہ سب کچھ بگھار نبوت کا پورا خانہ اتارا اخیر میں یہ بھی جمادی کہ اس مرتبہ کے لوگوں کو دنیا سے معدوم نہ جانیوں قیامت تک ہوتے رہیں گے، پھر یہاں تو یہ بتادیا کہ اس مرتبہ کو حکمت کہتے ہیں ادھر ختم نبوت کتاب میں اپنے پیر کا خدا سے مکالمہ و مصافحہ اور بے تکلفی کی گفتگوئیں لکھ کر پچھلا نتیجہ دکھادیا کہ:

امثال ایں وقائع واشباہ ایں معاملات صدہا پیش آمد تا اینکہ کمالات طریق نبوت مذروہ علمائے خود رسد والہام وکشف بعلوم حکمت آنجا منتہی است۔[۵۰۵]

ان ذاقعات جیسے اور ان معاملات کے مشابہ سینکڑوں پیش آئے تاکہ نبوت کے راستے کے کمالات اپنے اعلیٰ مقام تک پہنچ جائے اور علم حکمت کا الہام وکشف انجام پذیر ہو۔(ت)

بس کھل گیا کہ اس زمانے کے وہ وحی والے معصوم انبیاء کے ہم استاد تقلید انبیاء سے آزاد بواسطہ انبیا احکام شریعت خدا اس سے پانے والے یہ پیر جی ہیں میں تو اس عیاری کا قائل ہوں کہ ابتداء یوں نہ کہہ دیا

پیر جی معصوم ہیں پیر جی پر وحی اترتی ہے بلکہ یوں پانی پاندھا کہ صدر کتاب میں بے غرضانہ بعض اولیاء کے لئے ان منصوبوں کا ثبوت مانا اور بنام حکمت مسمی کیا پھر جمادیا کہ خبردار یہ نہ جاننا کہ اس زمانے میں ایسے کہیں نہیں بلکہ ہمیشہ رہیں

---

۵۰۵ صراط مستقیم، خاتمہ در بیان پارہ از وارادت ومعاملات، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۱۶۵

گے پھر آخر کتاب میں پیر جی کیلئے درجہ حکمت ثابت کر دیا یعنی بس سمجھ جاوئی ہوی منصب ہے جس کا ہم نام وحال سب کچھ اوپر بتا آئے ہیں غرض نیوتوں ساری جم گئی مگر تین کھٹکے رہ گئے تھے ایک سب سے بڑا یہ کہ آیہ کریمہ خاتم النبیین کا کیا جواب ہوگا۔ اس کی فکر کو وہ مسئلہ گھڑا کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا کچھ دشوار نہیں۔ ظاہر ہے کہ جب کلام الٰہی کا واجب الصدق ہونا قلوب عوام سے نکل جائے اس کی بات جھوٹی ہونی جائز وروا سمجھنے لگیں گے تو پھر آیت اے اعتراض کا محل نہ رہے گا۔ دوسرا خدشہ پیر جی الف کے نام بے نہیں جانتے، اس پر کوئی طعن کر بیٹھا کہ نبی اور بے علم، یہ کیا خبط بے ربط۔ تو اس کا یہ ساماں کر لیا کہ پیر جی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کمال مشابہت پر پیدا ہوئے ہیں اس لئے نرے امی رہے ص ۴:

> از بسکہ نفس عالی حضرت ایشاں بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات در بدء فطرت مخلوق شدہ بناء علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم وراہ دانشمندان کلام وتحریر وتقریر مصفے ماندہ بود۔[۵۰۶]
> چنانچہ ان حضرات کی عالی ذات کو جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ ابتداء فطرت میں کامل مشابہت دے کر پیدا کیا گیا اسی بنا پر ان حضرات کی لوح فطرت رسمی علوم اور علماء کی راہ کلام وتحریر وتقریر سے مصفی رہی تھی۔ (ت)

افسوس پیر جی کا عیب چھپانے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی تشبیہ شفاء شریف میں ایسی تشبیہ دینے والے کی نسبت فرمایا ص ۳۳۶:

ماوقر النبوۃ ولا عظم الرسالۃ ولا عزر حرمۃ المصطفی (الی قولہ) فحق ھذا

---

[۵۰۶] صراط مستقیم، خطبۂ کتاب، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۴

ان درء عنہ القتل الادب والسجن ۱۲ الخ۔[۵۰۷]

اس نے نہ نبوت کی توقیر کی نہ رسالت کی تعظیم نہ حرمت مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عزت کی اگر اس سے قتل دفع کریں تو اس کی سزا تعزیز وقید ہے الخ (ت)

ص ۳۳۷:

کون النبی أمیا آیۃ لہ وکون ھذا امیا نقیصۃ فیہ وجھالۃ[۵۰۸]

نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا امی ہونا حضور کیلئے معجزہ ہے اور اس شخص کا امی ہونا اس میں عیب جہالت (ت)

تیسرا بڑا اندیشہ یہ تھا کہ جاہل لوگ یہ سب کچھ گوارا کرے براہ جہالت کوئی معجزہ مانگ بیٹھے یا کسی ذی علم ہی نے بقصد تفضیح وتعجیز فرمائش کردی تو کیسی بنے گی اس کی یوں بھاری پیش بندی کرلی گئی۔ تقویۃ الایمان حصہ دوم ترجمہ سلطان خان ص ۱۶ و ۱۷:

"جس شخص سے کوئی معجزہ نہ ہو اس کو پیغمبر نہ سمجھنا یہ عادتیں یہود اور نصاری اور مجوس اور منافقوں اور مکہ والے اگلے مشرکوں کی ہیں پیغمبر خدا ایسی ہی باتوں کو مٹانے کے واسطے آئے پھر جو شخص ایسی عادتیں اختیار کرے اور مسلمان میں جاری کرے وہ اللہ تعالی کی طرف سے مغضوب ہے راندا گیا خدا کے غضب میں گرفتار اور خدا کے دشمنوں میں شمار ہ ملخصا۔"[۵۰۹]

ظاہر ہے کہ عوام بیچارے اتنے بھاری بھاری ڈراوے موٹے موٹے

---

۵۰۷ الشفاء ، فصل الخامس، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ، ج ۲، ص ۲۳۰

۵۰۸ الشفاء ، فصل الخامس، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ، ج ۲، ص ۲۳۳

۵۰۹ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، الفصل الاول، مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور، ص ۵۷

لغت سن کر کانپ جائیں گے پھر کوئی معجزہ، طبلی کا نام بھی زبان پر نہ لائے گا پیش خویش ان سب کارستانیوں سے کام پورا کرلیا تھا، پیر جی کی مہر کا کندہ اسمہ احمد قرار پایا تھا، خطبوں میں پیر جی کے نام صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا شروع ہوگیا تھا مگر قہر الٰہی سے مجبور ہیں غیبی کوڑے نے سب بنے کھیل بگاڑ دئے پٹھانوں کے خنجر موذی کش نے چنے سور ما پچھاڑ دئے،

جی کی جی ہی میں ہی بات نہ ہونے پائی
وحی عصمت کی کرامات نہ ہونے پائی

فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد اللہ رب العلمین[۵۱۰]

(تو ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور سب خوبیوں سراہا اللہ رب سارے جہاں کا۔ت)

کفریہ ۲۵: تقویۃ الایمان ص ۶۰، حدیث لکھی:

ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد له

(بتاؤ اگر میری قبر پر گزر ہو تو تم اس کو سجدہ کروگے۔ت)

خود ہی اس کا ترجمہ یوں کیا کہ:

"بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو"

آگے جو گستاخی کی رگ اچھلے جھٹ آفت کی، (ف) لکھ کر فائدہ یہ جڑ دیا:

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"[۵۱۱]

اس کے حامی اور اس کے پیر وایمان سے بتائیں یہ حدیث کے کسی لفظ کا مطلب ہے، کہا تو وہ لفظ حدیث کہ اگر تو میری قبر سے گزرے، کہاں یہ فائدہ خبیث کہ مر کر

---

۵۱۰ القرآن الکریم، ۶، ۴۵

۵۱۱ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، الفصل الخامس، ۔۔۔ص ۴۲

مٹی میں ملنے والا ہوں۔ کیوں یہ کیسا کھلا افترا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار ا۔ ۵۱۲

جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے

وہابی صاحبو! ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر اپنے پیشوا کا ٹھکانا بتاؤ، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ ۵۱۳

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ پیغمبروں کے بدن کھائے۔

فائدہ: یہ حدیث ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ وامام احمد وابن خزیمہ وابن حبان ودار قطنی وحاکم وابو نعیم وغیرہم ائمہ حدیث نے حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی امام الائمہ ابن خزیمہ وابن حبان و دار قطنی نے اس کی تصحیح اور امام عبد الغنی وامام عبد العظیم منذری نے تحسین کی حاکم نے کہا بر شرط بخاری صحیح ہے، ابن وجبہ نے کہا صحیح ہے محفوظ ہے ثقات عدول کے سلسلے سے آئی ہے

---

۵۱۲ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۲۱
صحیح مسلم، تغلیظ الکذب علی رسول اللہ ﷺ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۷

۵۱۳ سنن ابوداؤد، باب تفریع ابواب الجمعۃ، آفتاب عالم پریس لاہور، ج ۱، ص ۱۵۰
سنن النسائی، کتاب الجمعۃ، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ج ۱، ص ۲۰۴
سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی فضل الجمعۃ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۷۷

وہابی صاحبو! تمھارے پیشوا نے یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں کیسی[۵۱۴] صریح گستاخی کی
زرقانی شرح مواہب مطبع مصر جلد ا ص ۱۰۶:

---

۵۱۴ زیادت جلیلہ: سبحان اللہ! رب العلمین جل مجدہٗ ان کے غلاموں یعنی شہدائے کرام کی نسبت ارشاد فرمائے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

ترجمہ: جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔

(القرآن الکریم، ۲، ۲۵۴)

اور فرمائے:

لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین

ترجمہ: خبردار شہیدوں کو مردہ نہ جانو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں شاد شاد

(القرآن الکریم، ۱۶۹، ۳)

اور ایک سفیہ مغرور محبوبانِ خدا سے نفور خود حضور پُرنور اکرم المحبوبین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی نسبت وہ ناپاک لفظ کہے اور وہ بھی یوں کہ معاذ اللہ حضور ہی کی حدیث کا یہ مطلب ٹھہرائے یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، قیامت میں ان شاء اللہ تعالیٰ مر کر مٹی میں ملنے کا مزہ الگ کھلے گا اور یہ جدا پوچھا جائے گا کہ حدیث را فترا کردیا، حضور پر افتراء خدا پر افتراء ہے اور خدا پر افتراء جہنم کی راہ کا براسرا۔

ان الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لا یفلحون، متاع قلیل ولھم عذاب الیم۔

ترجمہ: بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

النھی الاکید عن الصلوٰۃ من ورائِ عدی التقلید من تصانیف المصنف العلامۃ قدس سرہٗ

فی الکامل للمبرد مما کفربہ الفقہاء الحجاج انہ رأی الناس یطوفون حول حجرتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال انما یطوفون باعواد ورمۃ قال الدمیری کفروہ بھذا لانہ تکذیب لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ رواہ ابوداؤد[515]

ابوالعباس مبرد نے کامل میں لکھا کہ ان باتوں میں جن کے سبب علماء کرام نے حجاج ظالم کو کافر کہا ایک یہ ہے کہ اس نے لوگوں کو روضہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا طواف کرتے دیکھا بولا کچھ لکڑیوں اور گلے ہوئے جسم کا طواف کر رہے ہیں۔ علامہ کمال الدین دمیری نے فرمایا علماء نے اس قول پر اس وجہ سے تکفیر کی کہ اس میں ارشاد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تکذیب ہے کہ بیشک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ت)

فائدہ: یہ روضہ اقدس کا طواف کرنے والے تابعین یا اقل درجہ تبع تابعین تو ضرور تھے۔

کفر ۲۶: تقویۃ الایمان کی ابتداء میں شرک کی کچھ قسمیں اور ان کا اجمالی بیان گھڑا کہ یہ باتیں فلاں قسم سے شرک ہیں اس بیان کے بعد اسی اجمالی کی تفصیل کی پانچ فصلیں مقرر کیں ان فصلوں میں جو کچھ ہے وہ اسی اجمالی بیان کی شرح ہے[516] ص ۱۰ پر اسی بیان اجمالی میں لکھا:

"حاجتیں برلانی اللہ ہی کی شان ہے کسی انبیاء واولیاء کی یہ شان نہیں جو کسی کو

---

[515] شرح الزرقانی، علی المواہب اللدنیہ، المقصد الاول قصۃ الفیل، دارالمعرفۃ بیروت، ج ۱، ص ۹۰

[516] تمام غیر مقلدین، وہابی دیوبندی اسماعیل دہلوی اور اس کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ایسا ایمان رکھتے ہیں کہ آنکھیں بند کر کے اس کے قول کو قبول کر لیتے ہیں یعنی دوسرے معنٰی میں اس کی تقلید کرتے ہیں۔

مصیبت کے وقت پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے ۲۔" ۵۱۷

اسی میں لکھا ص ۱۲:

"جو کوئی انبیاء و اولیاء کی اس قسم کی تعظیم کرے مشکل کے وقت ان کو پکارے ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے ان چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن و حدیث میں ذکر ہے اس لئے اس باب میں پانچ فصلیں کیں ھ ملخصاً۔ ۵۱۸

غرض یہ اجمالی بیان ایک دعوی ہے اور آگے ساری کتاب اس دعوے کا بیان و ثبوت، اب یہ دعوی تو یاد رکھئے کہ "جو کوئی انبیاء اولیاء کو پکارے وہ مشرک ہے" آگے ثبوت کی فصلوں میں اس کا بیان سنئے صفحہ ۲۹:

"اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔" ۵۱۹

یہ حضرات اولیاء و انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کو "ناکارے لوگ" کہا، کیا یہ ان کی جناب میں کھلی گستاخی نہیں، کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کفر خالص نہیں جس کی تفصیل شفاء شریف اور اسی کی شرح وغیرہا کتب ائمہ میں ہے۔ ۵۲۰

کفریہ ۲۷: تقویۃ الایمان پہلی فصل میں اس دعوے کا کہ "انبیاء و اولیا کو پکارنا شرک ہے" ثبوت سنئے ص ۱۹:

---

۵۱۷ تقویۃ الایمان، مقدمۂ کتاب، مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور، ص ۷

۵۱۸ تقویۃ الایمان، مقدمۂ کتاب، مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور، ص ۹

۵۱۹ تقویۃ الایمان، الفصل الثالث، مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور، ص ۲۰

۵۲۰ تمام غیر مقلدین حمایت بے جا میں سیاہ کو سیاہ اور سفید کو سفید ماننے کے انکاری ہوتے ہیں جب ان سے بات کی جائے تو اپنے بڑوں کی طرف داری میں ہٹ

"ہمارے جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔"[۵۲۱]

مسلمانوں! ایمان سے کہنا حضرات انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ایسے ناپاک ملعون الفاظ کسی ایسے کی زبان سے نکل سکتے ہیں جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو[۵۲۲]، شاید اسی شخص نے اور طائفے کی نسبت سچ ہی کہا تھا کہ پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا کہ ان میں کوئی ایسا بھی نہ رہا جس کے دل میلے گندے مذہب میں ان کا ماننا ہی روا نہیں بلکہ کفر ہے تو دین تو یوں گیا، اور دنیا جو ایسوں کی غایت مرام و مبلغ علم ہے اس میں کسی نبی کی سرکار سے ٹکا مہینہ جمعہ کی روٹی ملنے کی بھی امید نہیں تو زال کے ایسے کمانے والے پوتوں کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کام ہونے کا کیا باعث۔

کفریہ ۲۸ و ۲۹: یہ کفریہ اٹھائیس سب سے بدتر خبیث، صراط مستقیم ص ۹۵:

بتقتضائے ظلمت بعضے افوق بعض از وسوسہ زناخیال مجامع زوجہ خود بدتر ست

دھرمی دکھاتے ہیں ہم تمام لوگوں سے صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر ہم کہیں کہ اسماعیل دہلوی ابن عبدالوہاب مجدی اور تمام غیر مقلدین ناکارہ لوگ ہیں؟ تو اس کو بے عزتی تصور کیا جائے گا یا نہیں؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

۵۲۱ تقویۃ الایمان، الفصل الاول، مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور، ص ۱۳

۵۲۲ "چوہڑے چمار" کا لفظ اگر برا نہیں تو غیر مقلدین اپنے اکابرین اور باپ دادا کے لیے استعمال کر کے دیکھیں نتیجہ منٹوں میں سامنے ہوگا۔

وصرف بہت بونے شیخ واشال آں از معظمین کو جناب رسالتمآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاو خر خود ست خیال آں با تعظیم واجلال سوید اے دل انسان ہے چہ بخیال گاو و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی بمبود و نہ تعظم بلکہ ہمان و محقر بمود واین تعظیم واجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک منکشد۔ ۵۲۳

ظلمات بعضہا فوق بعض کی بنا پر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شیخ اور ان نو جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالتمآب ہی ہوں، کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گناہ بدتر ہے کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ ان کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے اور یہ غیر کی تعظیم واجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو مشرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔

مسلمانو، مسلمانو! خدارا ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں کو غور کرو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی برا ہے، اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدرجہاں بدتر ہے، ہاں واقعی رنڈی نے تو دل نہ دکھایا گدے نے تو کوئی اندرونی صدمہ نہ پہنچایا، نیچا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھایا کہ قرآن عظیم میں وخاتم النبیین پڑھ کر تازی نبوتوں کا دربار جلایا ان کا خیال آنا کیوں نہ قہر ہو ان کی طرف سے دل میں کیوں نہ زہر ہو۔

مسلمانو! للہ انصاف، کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان و قلم سے

---

۵۲۳ صراط مستقیم، ہدایت ثانیہ در ذکر مخلات عبادات الخ، افاد نمبر ۱، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۸۶

نکلنے کا ہے[۵۲۴]! حاش للہ! پادریوں پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو جو انھوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں۔ شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک لفظ تمھارے پیارے نبی سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لکھے ہوں کہ انھیں مواخذہ دنیا کا اندیشہ ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب وشتام کے لفظ لکھ دیئے[۵۲۴A] اور روز آخر اللہ عزیز غالب

---

۵۲۴ غیر مقلدین کے سردار کی بیہودہ اور گستاخانہ کلمے آپ نے پڑھے کیا کوئی ایمان والا ایسی بات لکھ سکتا ہے نہیں نہیں عام گلی کوچہ میں پھرنے والا بے علم مسلمان بھی ایسی بات نہیں کرسکتا۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ جب التحیات پڑھوں گا تو حضور ﷺ کو سلام کروں گا تو حضور ﷺ کا خیال آئے گا، جب درود پاک پڑھوں گا تو حضور ﷺ کا خیال آئے گا اور جب درود پڑھوں تو تعظیم کے ساتھ پڑھوں گا۔ آہ لیکن ان غیر مقلدین کا دین کہ جس میں نماز میں نبی کا نام تعظیم آدمی کو مشرک بنا دیتی ہے۔

آہ! یہ محبین ''بخاری'' بخاری بخاری تو کرتے ہیں لیکن بخاری سمجھ کر نہیں پڑھتے اس لیے ان کو بخاری پڑھانے کے لیے خادم علمائے اہلسنت یعنی فقیر نے ''آیئے بخاری پڑھیں'' تالیف کی ہے جس میں بخاری کی ایک حدیث مبارکہ ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا حالت نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم کرنا اور امامت کے لیے مصلیٰ خالی کردینے کا ذکر ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے نہ تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو دوبارہ کلمہ پڑھایا نہ ناراض ہوئے تو ثابت ہوا کہ نماز کی حالت میں بھی حضور کی تعظیم نماز کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتی۔ ہاں وہابی کے دین کو ضرور نقصان پہنچاتی ہے۔

A ۵۲۴ اور ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی کفر ہے جس کی مبارک تفصیل شفاء شریف اور اس کی شرح میں ہے۔

قہار کے غضب عظیم وعذاب الیم کا اصلا اندیشہ نہ کیا۔
مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انھیں ایذا نہ پہنچی، ہاں ہاں، واللہ واللہ انھیں اطلاع ہوئی، واللہ واللہ انھیں ایذا پہنچی، واللہ واللہ جو انھیں ایذا دے اس پر دنیا واخرت میں اللہ جبار وقہار کی لعنت، اس کے لئے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت۔ آیت:
ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔[525]
بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا وآخرت میں اور ان کے لئے بنا رکھا ہے ذلت والا عذاب۔
آیت: والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم۔[526]
جو ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

مسلمانو! پھر ان مقتدیون کا ایمان دیکھئے، ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر اسلام کے کان میں انگلیاں دے کر یہ کچھ دیکھتے یہ کچھ سنتے ہیں اور پھر وہ ویسا ہی امام کا امام، یہ اس کے چیلے بیدام کے غلام، سبحان اللہ! یہ حرکات اور اسلام کا نام، مسلمان وہ ہیں جنھیں قرآن عظیم فرماتا ہے،
آیت: لا تجدون قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰبائھم وابنائھم اواخوانھم اوعشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ۔[527]
تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں اللہ اور پچھلے دن کو کہ محبت رکھیں اس سے

---

[525] القرآن الکریم، ۳۳، ۵۶
[526] القرآن الکریم، ۹، ۶۱
[527] القرآن الکریم، ۵۸، ۲۲

جس نے ضد باندھی اللہ اور اس کے رسول سے اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ لوگ ہیں کہ نقش کر دیا اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور مدد فرمائی ان کی اپنی طرف کی روح سے۔

وہابی صحابو! مسلمان بننا چاہتے ہو تو حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت سویدائے دل کے اندر جماؤ

---

۵۲۸ عن انس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

(بخاری، مسلم)

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''نشانِ ایمان مومن کامل آں ست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبوب تر و معظم از ہمہ چیز و ہمہ کس باشد نزد مومن۔

ترجمہ: مومن کامل کے ایمان کی نشانی یہ کہ مومن کے نزدیک رسولِ خدا ﷺ تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں۔

پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ:

مراد باحبت ایں جا ترجیح جانب آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در ادائے حق بالتزام دین و اتباعِ سنت و روعائت ادب و ایثار رضائے وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر ہر کہ دہر چہ غیر اوست از نفس و ولد و والدہ اہل و مال و منال چنانکہ راضی شود بہلاکہ نفس خود و فقدان ہر محبوب نہ فوات حق وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ترجمہ: اس حدیث میں حضور ﷺ کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں حضور ﷺ کو اونچا مانے اس طرح کہ حضور کے لائے ہوئے دین کو تسلیم کرے۔ حضور ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرے۔ حضور کی تعظیم و ادب بجالائے اور

جو ان کی جناب عالم مآب میں گستاخی کرے اگر تمھارا باپ

ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، اپنے عزیز و اقارب اور اپنے مال و اسباب پر حضور کی رضا و خوشی کو مقدم رکھے جس کے معنیٰ یہ ہے کہ اپنی ہر پیاری چیز یہاں تک کہ اپنی جان کے چلے جانے پر بھی راضی رہے لیکن حضور ﷺ کے حق کو دبتا ہوا گوارا نہ کرے۔

(اشعۃ اللمعات، ج ۱ اول، ص ۴۷)

اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ البار ی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

لیس المراد الحب الطبیعی لانہ لا یدخل تحت الاختیار ولا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا بل المراد الحب العقلی الذی یوجب ایثار ما یقتضی العقل رجحانہ ویبتدعی اختیارہ وان کان علیٰ خلاف الھوی کحب المریض الدواء فانہ یمیل الیہ باختیارہ ویتناول بمقتضی عقلہ لما علم وظن ان صلاحہ فیہ وان نفر ﷺ طبعہ مثلاً لو امرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقتل ابویہ واولادہ الکافرین او بان یقاتل الکفار حتی یکون شہیداً الا حب ان یختار ذالک لعلمہ ان السلامۃ فی امتثال المرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولمرأۃ الحب الایمانی الناشی عن الاجلال والتوقیر والاحسان وال رحمۃ اللہ علیہ وھو ایثار جمیع اغراض المحبوب علی جمیع اغراض غیرہ القریب والنفس ولما کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جامعًا الموجبات المحبۃ من حسن الصورۃ والسیرۃ وکمال الفضل والاحسان مالم یبلغہ غیرہ استحق ان یکون احب الی مؤمن من نفسہ فضلاعن غیرہ سیما وھو الرسول من عند المحبوب الحقیقی الھادی الیہ والدال علیہ والمکرم لدیہ۔

ترجمہ: اس حدیث میں حضور ﷺ سے جو محبت رکھنے کا حکم ہے اس سے مراد محبت طبعی نہیں اس لیے کہ وہ اختیار سے باہر ہے (اور انسان ایسی چیز کا مکلف نہیں

بھی ہو الگ ہو جاؤ جگر کا ٹکڑا ہو دشمن بناؤ، ہر ار زبان وصد بنایا جاتا جو اس کے اختیار سے باہر ہو)

کما قال اللہ تعالیٰ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

بلکہ اس سے مراد محبت عقلی ہے جو اس امر کی تقدیم کو ضروری قرار دیتی ہے جس کی ترجیح کا عقل تقاضا کرے اور جس کے اختیار کر لینے کا عقل مطالبہ کرے۔ اگر چہ وہ امر خواہش نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مثلاً بیمار آدمی کا (کڑوی) دوا سے محبت رکھنا (اور یہ محبت عقلی ہے) چنانچہ وہ دوا کو پسند کر کے اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کو بر بنائے تقاضائے عقل پیتا ہے اس لیے کہ وہ یقین رکھتا ہے یا اندازہ کرتا ہے کہ میری تندرستی اس (دوا کے پینے) میں ہے اگر چہ اس دوا سے اس کی طبیعت متنفر رہتی ہو۔ مثلاً اگر حضور ﷺ کسی کو حکم دیں کہ اپنے کافر والدین اور اولاد کو قتل کر دے، یا یہ حکم دے دیں کہ کفار سے لڑائی کرے اور لڑتے ہوئے شہید ہو جائے تو وہ اس کے کر گزرنے کا ضرور شیدائی رہے کیونکہ از روئے عقل وہ اتنا بہر حال جانتا ہے کہ آپ کی اطاعت ہی میں عافیت ہے۔

یا اس حدیث میں محبت سے مراد محبت ایمانی ہے جو آپ کی بزرگی قدر و عظمت اور آپ کے احسان و مہربانی کے سبب (قلب مومن میں) پیدا ہوتی ہے۔ محبت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کی تمام خواہشوں کو دوسرے لوگوں یہاں تک کہ اپنے عزیز اور خود اپنی ذات کی اغراض پر ترجیح دے۔ اور چونکہ حضور ﷺ محبت کیے جانے کے تمام اسباب یعنی خوب صورتی، خوش خلقی، کمال بزرگی اور کمال احسان کے جامع ہیں اور ایسے جامع ہیں کہ آپ کے سوا کوئی دوسرا اس جامعیت کو نہیں پہنچ سکتا لہٰذا آپ ہر مومن کے نزدیک اس کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہونے کے مستحق ہیں۔ تو مومن کے تئیں اس کے غیر سے بدرجہ اولیٰ آپ محبوب ہوں گے خاص کر اس صورت میں کہ آپ اس محبوب حقیقی یعنی خدائے تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں اور خدا تک پہنچانے والے اور اس تک رسائی کا راستہ بنانے والے اور ان کی بارگاہ جبروت میں عزت و عظمت والے ہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اول، ص ۶۴)

ہزار دل اس سے تبری کرو تحاشی کرو اس کے سایہ سے نفرت کرو اس کے نام محبت پر لعنت کرو، ورنہ اگر دوسرا تمہیں اللہ و رسول سے زیادہ عزیز ہے تو اسلام کا نام لے جاؤ حقیقت اور چیز ہے، وائے بے انصافی اگر کوئی تمہارے باپ کو گالی دے تو اس کے خون کے پیاسے رہو صورت دیکھنے کے روادار نہ[529] ہو۔ بس پاؤ تو کچا نگل جاؤ۔ وہاں نہ تاویلیں نکالو نہ سیدھی بات ہیر پھیر میں ڈالو، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت وہ کچھ سنو اور آنکھ میلی نہ کرو۔ بلکہ اس کی امامت و پیشوائی کا دم بھرو، ولی جانو، امام مانو[530] جو اسے برا کہے الٹی اس سے دشمنی ٹھالو، ہدلگام کی بات میں سو سو طرح کے پیچ نکالو، رنگ رنگ کی تاویلیں ڈھالو، جیسے بنے کی بگڑی سنبھالو، اسی کی حمایت میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پس پشت ڈالو، یہ کیا ایمان ہے، کیا اسلام ہے، کیا اسلام اسی کا نام ہے

اے راہ روشت بمنزل ہشدار
(اے منزل کی طرف پشت کر کے چلنے والے! ہوش کر۔ت)

---

۵۲۹ ماں اور باپ کے خلاف پورے خاندان میں سے کوئی بھی کتنا ہی قریبی عزیز کچھ بات کرے ہم اس کی تاویل سننے کے لیے تیار نہیں ہونے اسی طرح ایک اچھا مسلمان اپنے نبی پاک کے بارے میں صرف اور صرف عظمت و رفعت کی باتیں سننا کرتا ہے۔

۵۳۰ غیر مقلدین جو بڑے بڑے آئمہ اکرام کو امام ماننے سے انکاری ہیں جو حضرت امام حسین کو امام ماننے کے لیے تیار نہیں۔ وہ اسماعیل دہلوی کو ایسا بڑا امام مانتے ہیں جو معصوم عن الخطا ہے یعنی اس سے غلطی ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کی ہر سڑی ہوئی بات پر سو سڑی ہوئی تاویلیں پیش کر دیں گے مگر اس کی غلطی نہ مانیں گے۔

مزہ یہ ہے کہ وہ خود تمھاری ساری بناوٹوں کا دربا جلا گیا۔

تقویۃ الایمان:

"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولئے اور اس سے کچھ اور معنی لیجئے معما اور پہیلی بولنے کی اور جگہ میں۔ کوئی شخص اپنے باپ یا بادشاہ سے جگت نہیں بولتا، اس کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ۔"

اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ نہیں میں جانتا ہوں تم یوں نہی سمجھو گے ذرا اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اور آنکھیں بند کر کے بہ نگاہ انصاف غور کرو، اگر کوئی وہابی اپنے باپ کی نسبت کہے کہ تیرے کان گدھے کے سے ہیں تیری ناک بجو کی سی ہے، تو کیا اس نے اپنے باپ کو گالی نہ دی، یا کوئی سعادت مند نجدی اٹھ کر اپنے بدلگام مصنوعی امام کی نسبت کہے کہ ان کی آواز لطیف کتے کے بھونکنے سے مشابہ تھی، ان کا دہن شریف سور کی تھوتھنی سے ملتا تھا، تو تم اسے کیا سمجھو گے۔ کیا اپنے طائفے میں رکھو گے یا بسبب گستاخی پیشوا ذات سے باہر کر دو گے۔ اب تمھیں ظاہر ہو گا کہ اس خبیث بددین نے جو ہمارے عزت والے رسول دوجہان بادشاہ عرش عالم پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات لکھے۔[531] انھوں نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و خنجر سے زیادہ کام کیا،

---

[531] یہاں اس کے پیروؤں کی غایت معذرت و سخن سازی جو کچھ ہے یہ ہے کہ کلام اُس نے بقصدِ توہین نہ لکھا۔ سوق سخن تاکید اخلاص کے لیے مگر یہ بناوٹ اسی قبیل سے ہے کہ، ع

لن یصلح العطاء ما فسدہ الدھر

زمانہ کے فساد کو یہ عطیہ ہرگز درست نہیں کر سکتا۔

قصدِ قلب کلماتِ لسان سے ظاہر نہ ہو گا تو کیا وحی اترے گی کہ فلاں کے دل کا یہ ارادہ تھا،

پھر ہم اسے اپنے سچے پکے اسلامی گروہ میں کیونکر داخل کر سکتے ہیں، ذرا یہ فرق بھی دیکھتے جاؤ کہ ہم نے جو نظیریں ان میں صرف تشبیہ پر قناعت کی، تم جانو جب نری تشبیہ ایسی ہو تو

اور صریح لفظ شنیع وقبیح میں سوق کلام خاص بغرض توہین ہونا کس نے لازم کیا، کیا اللہ و رسول کو برا کہنا اُسی وقت کلمۂ کفر ہے جب بالخصوص اسی امر میں گفتگو ہو ورنہ باتوں باتوں میں جتنا چاہے بُرا کہہ جائے کفر وکلمۂ کفر نہیں علت وہی ہے کہ ان حضرات کے دلوں میں حضور پُرنور سید عالم ﷺ کی عزت وعظمت نہیں، ان کی بدگوئی کو ہلکا جانتے ہیں اس میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے ہیں جیسے بنے اپنے امام کے کفریات سنبھالتے ہیں۔ شفاء شریف میں ہے:

نقد الکلام فی قتل القاصد لسبہ الوجہ الثانی لاحق بہ فی الجلاء ان یکون القائل غیر قاصد للسب والازراء ولا معتقد لہ ولٰکن تکلم فی جہۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکلمۃ الکفر مما ھوفی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقیصۃ مثل ان یاتی بسفہ من القول او قبیح من الکلام ونوع من السب فی جہتہ صلی اللہ علیہ وسلم وان ظھر بدلیل بالہ انہ لم یقصد سبہ امام لجہالۃ او ضجر او سکر او قلۃ ضبط لسانہ او تھور فی کلامہ فحکم ھذا احکم الوجہ الاول القتل من دون تلعثم۔ مختصراً

ترجمہ: یعنی اس کا حال تو اوپر معلوم ہو چکا جو بالقصد تنقیص شان اقدس کرے، دوسری صورت اسی کی طرح روشن وظاہر یہ ہے کہ قائل نہ تنقیص وتحقیر کا قصد کرے نہ اس کا معتقد ہو مگر حضور اقدس ﷺ کے معاملہ میں کلمۂ کفر بول اٹھے جو حضور ﷺ کے حق میں تنقیص شان ہو مثلاً کوئی بے ادبی کا لفظ یا بری بات اور ایک طرح کی تنقیص بولے اگرچہ اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس نے مذمت وتوہین کا ارادہ نہ کیا بلکہ جہالت یا جھنجھلاہٹ یا نشہ میں بک دیا یا بات کہنے میں زبان روکنے کی کمی یا بیباکی سے صادر ہوا، اس صورت کا حکم بعینہٖ وہی پہلی صورت کا حکم

بدر جہاں بدتر بتانے میں مسلمانوں کا کیا حال ہوا ہوگا الا لعنۃ اللہ علی اعداء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ وآلہ وبارک وسلم۔

مسلمانو! اور ذرا اس ناپاک وجہ کو تو خیال کرو (خاکش بدہن) یہ "بدر جہاں بدتر ہونا" اس لئے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آیا تو عظمت کے ساتھ آئیگا اور گدھے کا حقارت سے تو نماز[۵۳۲] میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور آنا اس شرک پسند کے نزدیک شرک تک پہنچائے گا۔

ہے فوراً قتل کیا جائے بلا توقف۔

(الشفاء بتعریف، حقوق المصطفیٰ، فصل قال القاضی تقدیر الکلام، الطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ، ج ۲، ص ۲۲۲)

[۵۳۲] مکتوبات شیخ مجدد صاحب، مطبوعہ لکھنؤ، ج ۲، مکتوب ۳، ص ۴۶، خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ نوشتہ بودند۔ (پوری عبارت زیر کفر ۵۳، ص ۲۱۸ میں آتی ہے) سبحان اللہ! کہاں تو اس شخص کا وہ کفری بول کہ نماز میں محمد رسول اللہ ﷺ کا خیال آیا اور خاکش بدہن شرک نے منہ نتایا نہ فقط نماز برباد کہ ایمان ہی ابتر۔ تف بر روئے کافروشی وکفرمنشی ان کے (بدگویوں) کی طرف خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کے نہ صرف تصور ! ہمہ تن اس میں ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر، اور کہاں شیخ طریقت وآقائے نعمت وخداوند دولت خاندان دہلی حضرت شیخ مجدد کا یہ واشگاف قول کہ تصور صورت شیخ سے غافل نہ ہو۔ نمازوں، عبادتوں، سب وقتوں، حالتوں میں اسی کی طرف متوجہ رہو اگرچہ عین نماز میں اسی صورت کو سجدہ محسوس ہو وہ قبلۂ عبادت ہے نہ مسجود لہ جو اس قبلہ سے پھرا وہ بے دولت تباہ ہوا۔ اس کا کام برباد گیا۔ تصور شیخ کی ایسی دولت سعادت مندوں کو ملتی ہے طالبانِ خدا کو اس کی بہت تمنا رہتی ہے، غرض وہ بول یہ قول باہم لڑے ہیں کفر وشرک کے عقاب پر تولے کھڑے ہیں۔ دیکھیے وہابی صاحب کدھر

اقول الحمد اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت تو رفیع الدرجات ذوالعرش جل وعلا کی بنائی ہوئی ہے[۵۳۳]۔ کسی کافر یا کافر ☆☆ کے مٹانے نہ مٹے گی، چودھویں رات کے چاند کا چمکتا نور کہیں کتوں کے بھونکنے سے کم ہوا ہے

؎ فساند نور دسگ عو عوکند ہر کسے بر خلقت خود مے تند

(چاند نور پھیلا رہا ہے اور کتا عوعو کرتا ہے، ہر ایک اپنی اپنی فطرت ظاہر کرتا ہے۔ت)

اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آنا موجب شرک کہ جب وہ آئے گا عظمت کے ساتھ آئے گا واللہ[۵۳۴] العظیم کہ شریعت رب العرش الکریم نے نماز بے ان کے خیال باعظمت وجلال کے ناقص ہے، اس سے کہو کہ اپنے شریکوں کو جمع کرے اور قہر والے عرش کے مالک سے لڑائی لے کر تو نے کیوں ایسی شریعت بھیجی

ڈھالتے ہیں اُدھر جھکاتے یا اِدھر ڈالتے ہیں۔

یا دامن یار رفت از دست
یا ایں دل زار رفت از دست
(یار کا دامن ہاتھ سے جائے گا یا یہ آزردہ دل ہاتھ سے جائے گا۔)

کذالک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون،

ترجمہ: مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔

(القرآن الکریم، ۳۳،۶۸)

[۵۳۳] ورفعنا لک ذکرک، سورۃ الانشراح، آیت ۴

[۵۳۴] یعنی غیر مقلدین کے امام اسماعیل دہلوی کے نزدیک نماز میں حضور ﷺ کا خیال عظمت کے ساتھ آنا شرک کو لازم کرتا ہے۔ (معاذ اللہ)

جس نے نماز کی ہر دو رکعت پر التحیات واجب کی اور اس میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الشھدان محمداً عبداہ ورسولہ پڑھنا عرض کرنا لازم کیا۔ [۵۳۵]

مسلمانو! کیا ان کے پڑھنے کا حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال کرنے کا حکم نہ ہوا، بیشک ہوا، اور واقعی ان کا خیال مسلمان کے دل میں جب آئے گا عظمت وجلا ہی کے ساتھ آئے گا کہ اس کا تصور ان کے پاک مبارک تصور کو لازم بین بالمعنی الاخص ہے اور عرض سلام تو خاص بغرض ذکر واکرام ہی ہے تو یہاں نہ صرف ان کے خیال بلکہ خاص نماز میں ان کے ذکر وتکریم کا حکم صریح ولکن المنفقین لایعلمون (لیکن منافقین نہیں جانتے۔ت) احیاء العلوم مطبع لکھنؤ ج ۱ ص ۹۹:

احضر فی قلبک النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل سلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [۵۳۶]

التحیات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر اور حضور کی صورت پاک کا تصور باندھ اور عرض کر السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میزان امام شعرانی مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۳۹ و ۱۴۰:

سمعت سعدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالٰی یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی التشھد لینبہ

---

[۵۳۵] یعنی اللہ عزوجل نے تو ہر دو رکعت بعد نبی ﷺ کو سلام لازم کیا اور ظاہر ہے کسی کو سلام حقیر جان کر تو کیا بھی نہیں جاتا اور جب التحیات میں ان کو رسول کہا تو رسول کو سلام تو محبت شوق اور تعظیم ہی کے ساتھ سلام ہوگا نہ کہ معاذ اللہ حقیر اور ناکارہ جان کر مگر یہ غیر مقلدین کا حقیر اور ناکارہ امام اور اس کی گندی سوچ۔۔۔۔۔

[۵۳۶] احیاء العلوم، کتاب اسرار الصلوٰۃ، بیان تفصیل ما ینبغی ان یحضر القلب، مطبعۃ المشھد الحسینی قاہرہ، ج ۱، ص ۶۹

الغافلین فی جلوسھم بین یدی اللہ عزوجل علی شھود نبیھم فی تلک الحضرۃ فانہ لا یفارق حضرۃ اللہ تعالیٰ ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافھۃ۔[۵۳۷]

میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ شارع نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لئے حکم دیا جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انھیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھیں اس لئے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے پس بالمشافہہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کریں۔

حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ صاحب صدیقی ص ۲۱۰:

ثم اختار بعدہ السلام علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تنویھا بذکرہ واثباتا للاقرار برسالتہ وادا ء بعض حقوقہ ا۔[۵۳۸]

پھر اس کے بعد التحیات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام اختیار کیا ان کا ذکر پاک بلند کرنے کو اور ان کی رسالت کا اقرار ثابت اور ان کے حقوق سے ایک ذرہ ادا کرنے کے لئے

اولیائے عظام وعلمائے کرام نے اس عرض سے سلام کی جو حکمت ارشاد فرمائی ہے میں نے اسے مواہب لدنیہ وغیرہا ائمہ کتب سے نقل کروں اس سے بہتر کہ ان غیر مقلدوں کے امام آخر الزمان نواب صدیقی حسن خان بھوپالی کی کتاب سس سناؤں کہ یہ ان پر اشد وسخت تر ہے۔[۵۳۹]

مسک الختام نواب بھوپال مقام ص ۲۴۴:

---

۵۳۷ المیزان الکبریٰ للشعرانی، باب صفۃ الصلوٰۃ، مصطفی البابی مصر، ج ۱، ص ۱۶۷

۵۳۸ حجۃ اللہ البالغہ، الامور لاتی لا بد منھا فی الصلوٰۃ، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ج ۲، ص ۶

۵۳۹ کیونکہ ان میں سے بہت لوگ نواب صاحب کی تقلید کرتے ہیں۔

نیز آں حضرت دیشہ نصب العین مومنان وقرۃ العین عابدان ست در جمیع احوال واوقات خصوصا در حالت عبادات ونورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر و قوی ترست ونورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی ترست وبعضے از عرفا قدس سرہم گفتہ اند ایں کہ خطاب بحضرت سریاں حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوۃ والسلام در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود حاضرست پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت منور وفائز گردد آرے

دراہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست
می بینمت عیاں وعیاں می فرستمت[۵۴۰]

تمام احوال واوقات خصوصا عبادات کی حالتوں میں حضور ﷺ مومنین کا نصب العین اور عابدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں، عبادات کے مواقع میں نورانیت اور انکشاف زیادہ قوی ہوتا ہے، بعض عارفین قدس اسرارہم نے فرمایا کہ نماز میں (السلام علیک کا) خطاب حقیقت محمدیہ ﷺ کو ہوتا ہے جو موجودات کے تمام ذرات اور ممکنات کے تمام افراد میں سرایت کیے ہوئے ہے لہذا حضور ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجودات سے آگاہ رہنا چاہئے اور حضور ﷺ کی اس موجودگی سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے منور اور فائز ہو جائے گا، ہاں

(شعر) عشق کی راہ میں قرب وبعد کا مرحلہ نہیں ہے۔ میں آپ کو واضح طور پر دیکھ رہا ہوں اور دعا پیش کرتا ہوں۔ (ت)

اس عبارت میں نواب بہادر فرمائش شرکوں کے

---

۵۴۰ مسک الختام شرح بلوغ المرام، کتاب الصلوۃ، باب ۷، صفۃ الصلوۃ، مطبع نظامی کان پور، ج ۱، ص ۲۴۴

انبار لگا گئے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ایک شرک، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نمازی کی ذات بلکہ ہر ہر ذرہ ممکنات میں موجود و حاضر ہیں دو شرک، نمازی نماز میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشاہدے سے ہر گز غافل نہ ہوتا ہے کہ قرب الٰہی پائے، تین شرک، مگر یہ کہے کہ اگلی پچھلی سلطنتوں میں بڑے لوگوں کو تین خون معاف ہوتے تھے گورنمنٹ وہابیت سے نواب بہادر کو تین شرک معاف ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اسی طرح وعلی عباداللہ الصلحین کیا شرک سے بچے رہے گا کہ امثال آں از معظمین سب کو شامل مسلمانو! کیا ہر نماز کے ختم پر درود شریف پڑھنا سنت نہیں، اور حضرت امام شافعی وامام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک تو فرض ہے۔ پھر درود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد وتکریم نہیں تو کیا ہے۔ درود کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال باعظمت وجلال سے انفکاک کیونکر ممکن!

مسلمانو! ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا ہمارے نزدیک امام ومنفرد پر واجب اور ان غیر مقلدوں وہابیوں کے یہاں سب پر فرض ہے ان سے کہو اس میں سے صراط الذین انعت علیھم[۵۴۱] نکال ڈالیں یعنی راہ ان کی جن پر تو نے انعام کیا۔ جانتے ہو وہ کون ہیں؟ ہاں قرآن سے پوچھو وہ کون ہیں:

اولئک الذین انعم اللہ من النبیین والصدیقین والشھدآء والصلحین۔[۵۴۲]

جن پر خدا نے انعام کیا وہ انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ ہیں

[۵۴۱] القرآن الکریم، ۱، ۶۔

[۵۴۲] القرآن الکریم، ۴، ۹

جب صراط الذین انعمت علیھم[۵۴۳] پڑھ کر ان کی راہ مانی جائے گی ضرور عظمت کے ساتھ ان کا خیال آئے گا اور وہ اس کے نزدیک شرک ہے تو الحمد میں سے اس شرک کے دور کرنے کی کوشش کریں صرف غیر المغضوب علیھم ولا الضالین رکھیں[۵۴۴] کہ انبیاء وصدیقین کی جگہ نماز میں یہود ونصاریٰ کی یادگاری رہے، بلکہ اھدنا الصراط المستقیم[۵۴۵] بھی رکھنے کے قابل نہیں کہ حدیث میں اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما مراد لئے گئے ہیں، فتح الخبیر شاہ ولی اللہ دہلوی مصر ۹۵ھ ص ۳:

الصراط المستقیم کتاب اللہ وقیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصاحباہ۔[۵۴۶]

الصراط مستقیم سے مراد قرآن ہے اور بعض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما مراد ہیں (ت)

مسلمانو! میں فقط الحمد کو کہتا ہوں۔ نہیں نہیں شاید دو ایک کے سوا قرآن عظیم کی کسی سورت کا نماز میں تلاوت کرنا اس وہابی شرک سے نہ بچے گا۔ جن سورتوں میں حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا دیگر انبیائے کرام یا ملائکہ عظام یا صحابہ کبار یا مہاجرین وانصار یا متقین ومحسنین وعباد اللہ الصالحین کی صریح تعریفیں ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا ہے،

---

۵۴۳ القرآن الکریم، ۱، ۶

۵۴۴ القرآن الکریم، ۱، ۷

۵۴۵ القرآن الکریم، ۱، ۵

۵۴۶ فتح الخبیر مع الفوز الکبیر، الباب الخامس تکملہ الفوز الکبیر، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ص ۸۷

یونہی وہ بھی جن میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے قصص مذکور ہیں کہ ان کا تصور جب آئے گا عظمت ہی سے آئے گا جس کا اس شخص کو خود اقرار ہے ان کے سوا گنتی ہی کی سورتیں حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر صریح سے خالی ہوں گی اور کچھ نہ ہو تو کم سے کم حضور سے خطاب ہوں گے جب چار و قل، تبت میں کھلا ہوا حضور قدس صلی کا ذکر لگا ہوا ہے کہ اس کی تلاوت میں ضرور خیال جائے گا کہ یہ بھاری انتقام اللہ عزوجل کسی کی طرف سے لے رہا ہے، یہ سخت غضب الٰہی کس کی جناب میں گستاخی کرنے پر اتر رہا ہے الف شریف میں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صراحۃ ذکر نہیں تو کعبہ معظمہ کا ذکر ہے اور وہ بھی کمال تعظیم کے ساتھ کہ اپنی ربوبیت کو اس کی طرف اضافت فرمایا اس کا تصور کب بے عظمت آئے گا بنظر ظاہر صرف سورہ تکاثر اس عالمگیر وبا سے بچے گی باقی تمام و کمال ہر سورۃ کی تلاوت شرک میں ڈالے گی[۵۴۷] پھر تکاثر بھی بچی تو صرف

۵۴۷ اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ عیاذاً باللہ ان شرکیات کی واجب وسنت وجائز کرنے والی ہوئی، صحابہ سے آج تک تمام مسلمان کہ ان امور پر اجماع کیے ہوئے ہیں سب شرک میں گرفتار ٹھہرے، اس سے بڑھ کر اور کیا کلمۂ کفر ہوگا۔ شفاء شریف صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۳ میں ہے:

نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوسل بہ الی تضلیل الامۃ۔ سل السیوف الھندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ للمصنف العلامۃ مدظلہ۔

ترجمہ: جو شخص ایسی بات کہے جس سے تمام امت کے گمراہ ٹھہرنے کی راہ نکلتی ہو ہم بالیقین اسے کافر کہتے ہیں۔ ۱۲ سل السیوف الہندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ للمصنف العلامۃ مدظلہ

(شفاء شریف، ج ۲، ص ۲۷۱)

شرک سے معصیت یا کراہت سے اسے بھی نجات نہیں کہ مقابر و جحیم و اموال و نعیم کا خیال اس میں بھی رکھا ہوا ہے یہ عظمت کے ساتھ نہ آکر خیال انبیاء و اولیاء کے شرک میں نہ ملا تو خیال گاؤ خر کی قباحت میں تو شریک ہوگا۔ تف ہزار تف ایسے ناپاک اختراع پر۔[۵۴۸]

مسلمانو! میں صرف نماز ہی میں گفتگو کرتا ہوں، نہیں نہیں۔ اس کے نزدیک بیرونی نماز بھی قرآن عظیم کی تلاوت شرک ہے کیا فقط نماز ہی عبادت ہے نفس تلاوت نہیں کیا اس عبادت میں شرک روا ہے، حاشا کسی عبادت میں روا نہیں۔ اور قرآن کی سورتوں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت، ان کی ذکر، ان کی یاد، ان کی تعظیم، ان کی تکریم سے گونج رہی ہیں تو عبادت تلاوت بے تصور عظمت سیدنا عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیونکر متصور، تو اس چوپائی شرک سے کدھر مفر، غرض اس دشنام صریح سے قطع نظر ی وجہ قبیح خود اقبح القبائح و مجموعہ صدہا کفریات و فضائح ہے۔

مسلمانو! تم نے دیکھا کیسی خبیث و ناپاک وجہ کے حیلے سے اس شخص نے تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی اور ہنوز دعویٰ اسلام باقی ہے۔ سبحان اللہ! یہ منہ اور یہ دعویٰ!

ربنا اعوذ بک من ھمزات الشیطن واعوذ بک ربان یحضرون۔[۵۴۹]

---

۵۴۸ اب مسلمان سوچیں کہ کس کی ماننی ہے اللہ عزوجل کی جو کہ انعام یافتہ لوگوں کا ذکر بار بار کر رہا ہے یا غیر مقلدین کے سردار کی جو نماز میں ان خیال کو شرک بتاتا ہے۔

۵۴۹ القرآن الکریم، ۲۳، ۹۸

اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں (ت)

تنبیہ: میں نے اس کفریہ ملعونہ کی تفضیح و تقبیح میں ذرا اپنے قلم کو وسعت دی کہ یہ مقام اس شخص کی اشد شقاوت کا تھا اور میں نے نہ دیکھا کہ ہمارے علماء نے یہاں کلام کو کامل رنگ تفصیل دیا ہو، اب اس قول خبیث اخبث الاقوال بلکہ ارجس الابوال کے بعد مجھے اس کے کفریات جزئیہ زیادہ گنانے کی حاجت نہیں کہ طول وجہ ملال ہے مگر اجمالاً اتنا اور سن لیجئے کہ اس کے حصہ میں جزئیات کثیرہ کے علاوہ بعد وابواب جہنم سات کلیات کفریات کے ہیں:

۱: جابجا قرآن عظیم ایک بات فرمائے اور یہ صاف اسے غلط وباطل کہہ جائے۔ شفاء شریف میں ص ۳۷۳، معین الحکام امام علاء الدین علی طرابلسی حنفی مطبع مصر ص ۲۲۹:

من استخف بالقرآن اوبشی منه او حجده اوکذب بشی منه اواثبت مانفاه اونفیما اثبته علی علم منه بذلك اوشك فی شی من ذلك فهو کافر عند اهل العلم بالاجماع۔ (ملخصا)[۵۵۰]

جو شخص قرآن مجید یا اس کے کسی حرج کی گستاخی یا اس کا انکار یا اس کی کسی بات کی تکذیب یا جس بات کی قرآن ن نفی فرمائی اس کا اثبات یا جس کا اثبات فرمایا اس کی نفی کرے دانستہ یا اس میں کسی طرح کا شک لائے وہ باجماع تمام علماء کے کافر ہے۔ (ملخصا)

۲: اس کے طور پر قرآن عظیم میں جابجا شرک موجود۔

۵۵۰ الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، فصل و اعلم ان من استخف بالقرآن، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ، ج ۲، ص ۲۸۷۔۲۸۸

۳: اس کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ سے شرک صادر ہوئے۔

۴: یونہی حضرات ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے۔

۵: یہی خیال خبیث حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت۔

۶: جن باتوں کو یہ صاف صاف شرک بتاتا ہے وہ اس کے اکابر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور ان کے والد ماجد شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم اور ان سب کے پیر سلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب کی تصنیفات تحریرات میں ابلی گہلی پھر رہی ہیں تو اس کے نزدیک معاذاللہ وہ سب مشرک تھے پھر یہ انھیں امام وپیشوا وولی خدا کہتا ہے اور بڑی لمبی چوڑی تعریفوں سے یاد کرتا ہے اور جو مشرکوں کو ایسا جانے خود کافر ہے تو یہ اس کا نیم اقراری کفر یہ ہوا۔

۷: کھلے شرکوں کے بھاری تو دے خود اس کے کلام میں برساتی حشرات الارض کی طرح پھیلے ہیں ایک بات اس کتاب میں کفر دوسری میں ایمان، یہاں شرک وہاں عرفان، تو یہ پورا اقرار کفر یہ ہے، میں ان سب کی پوری تفصیل کروں تو بلا مبالغہ ایک مجلد ضخیم لکھوں دوسرے سے پانچویں تک چار کلیے کے لیئے بکثرت جزئیات فقیر نے اپنے رسالہ اکمال الطامہ علی شرک سوی بالامور العامہ (۱۳۱۱ھ) میں جمع کئے ثلثہ باقیہ کے جزئیات پر ہمارے بہت رسائل میں کلام ملے گا اور خود اسی رسالہ کی تقریرات سابقہ سے بعض کا پتا چلے گا یہاں بطور نمونہ ساتوں کلیے کی صرف ایک مثال لکھوں۔

کفریہ ۳۰: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

تلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون۔ [۵۵۱]

ہم یہ کہاوتیں بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔

یہ شخص غیر مقلدی اور دین الٰہی میں ہر گونہ آزادی کا پھاٹک کھولنے کیلئے کہتا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے قرآن سمجھنے کو علم ہر گز درکار نہیں۔ تقویۃ الایمان ص ۳:

''عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہئے سو یہ بات بہت غلط ہے ھ ملخصاً [۵۵۲]

لطف یہ کہ اپنے اس گھڑے مطلب پر دلیل لایا آیہ کریمہ:

ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۔ [۵۵۳]

سے، اور خود ہی اس کا ترجمہ کیا کہ:

''وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول ان میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں۔'' [۵۵۴]

کیوں حضرت! جب قرآن کے سمجھنے کو علم درکار نہیں ہر جاہل نادان سمجھ سکتا ہے تو نبی کے سکھانے کی کیا حاجت تھی، سبحان اللہ! ردوا سدوا تو خود سمجھ لیں اور صحابہ کرام سکھانے کے محتاج۔

کفریہ ۳۱ و ۳۲: تقویۃ الایمان ص ۱۰:

---

۵۵۱ القرآن الکریم، ۲۹، ۴۳

۵۵۲ تقویۃ الایمان، مقدمہ کتاب، مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ، لاہور، ص ۲

۵۵۳ القرآن الکریم، ۶۲، ۲

۵۵۴ تقویۃ الایمان، مقدمہ کتاب، ص ۳

"روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا اقبال و ادبار دینا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے ھ ملخصاً۔ ۵۵۵

کاش یہ ظالم صرف اس قدر کہتا کہ جو کسی کو قادر بالذات و متصرف بالاستقلال سمجھے مشرک ہے تو بیشک حق تھا مگر یوں مطلب کیا نکلتا کہ یہ معنی تو کسی کی نسبت کیس مسلمان کے خیال میں ہر گز نہیں تو تمام مسلمانوں کو مشرک کیونکر ہو جاتا اور وہ کیونکر صادق آتا کہ ص۵:

"شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب" ۵۵۶

صفحہ ۴۵:

'سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا' ۵۵۷ کہ تمام دینا میں کوئی مسلمان نہ رہا لہذا یہ عام جبروتی حکم لگایا کہ "پھر خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے طرح شرک ہے" ۵۵۸

اب غور کیجئے کہ اس ناپاک و معلون قول پر انبیاء و ملائکہ سے لے کر اللہ و رسول تک اور اس کے پیشواؤں سے لے کر خود اس ظلوم و جہول تک کوئی بھی حکم شرک سے نہ بچا۔

آیت: اغنھم اللہ و رسولہ من فضلہ۔ ۵۵۹

---

۵۵۵ تقویۃ الایمان، پہلا باب، ص ۷

۵۵۶ تقویۃ الایمان، پہلا باب، ص ۴

۵۵۷ تقویۃ الایمان، الفصل الرابع، ص ۳۰

۵۵۸ تقویۃ الایمان، پہلا باب، ص ۷

۵۵۹ القرآن الکریم، ۹، ۷۴

انھیں دولتمند کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

آیت: وتبری الاکمہ والابرص باذنی۔[560]

اے عیسیٰ تو تندرست کرتا ہے مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے۔

یہ معاذ اللہ قرآن عظیم کے شرک ہیں اور "میرے حکم سے" کا لفظ بڑھا دینا شرک سے نجات نہ دے گا کہ تندرست کر دینے کی قدرت اللہ ہی کے حکم سے تجھے جب بھی تو اس شرک پسند کے نزدیک شرک ہے۔

کفریہ ۳۳:

آیت: ابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ۔[561]

(عیسیٰ ﷺ نے فرمایا) میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

یہ معاذ اللہ عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ ﷺ کا شرک ہوا۔

کفریہ ۳۴ تا ۳۸:

واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس۔[562]

اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو سب سجدے میں گرے سوا ابلیس کے۔

آیت: ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا۔[563]

یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے میں گرے۔

یہ (خاک بدہن گستاخان) اللہ تعالیٰ اور ملائکہ وآدم ویعقوب

---

560 القرآن الکریم، ۵، ۱۱۰

561 القرآن الکریم، ۳، ۵۹

562 القرآن الکریم، ۲، ۳۴

563 القرآن الکریم، ۱۲، ۱۰۰

ویوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام سب شرک ہوا، اللہ نے حکم دیا ملائکہ نے سجدہ کیا آدم راضی ہوئے یعقوب ساجد، یوسف رضامند۔

تقویۃ الایمان ص ۱۱:

"جو کوئی کسی پیغمبر کو سجدہ کرے اس پر شک ثابت ہے، خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح کا شرک ہے ھ ملخصا"۔ [۵۶۴]

صفحہ ۸:

"شرک جیسے سجدہ کرنا گو کہ پھر اس کو اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی مخلوق اور بندہ اور اس بات میں انبیاء اور شیطان اور بھوت میں کچھ فرق نہیں ھ ملخصا"۔ [۵۶۵]

یوں اس گمراہ کا استاد شفیق شیطان لعین ہی اچھا رہا کہ خود کو بہتر فرمایا وہ شرک کے پاس نہ گیا اور یہاں فسخ کا جھگڑا پیش کرنا جہالت، شرک کسی شریعت میں حلال نہیں ہو سکتا، کبھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ شرک کا حکم دے اگرچہ اسے پھر کبھی منسوخ بھی فرمادے۔

کفریہ ۳۹ و ۴۰: حدیث: حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انہ کان فقیرا فاغناہ اللہ ورسولہ [۵۶۶]

ابن جمیل فقیر تھا اسے اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا۔

یہ حدیث صحیح بخاری مطبع احمدی قدیم ج ۱ ص ۱۹۸ میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

---

[۵۶۴] تقویۃ الایمان، پہلا باب، مطبع علیمی لاہور، ص ۸

[۵۶۵] تقویۃ الایمان، پہلا باب، مطبع علیمی لاہور، ص ۶

[۵۶۶] صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب قول اللہ تعالیٰ وفی الرقاب الخ، قدیمی کتب خانہ، ج ۱، ص ۱۹۸

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب جل وعلاسے عرض کرتے ہیں:

اللھم انی احرم مابین جبلیھا مثل ماحرم بہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام مکۃ[۵۶۷]

الٰہی! میں دونوں کوہ مدینہ کے درمیان کو حرم بناتا ہوں مثل اس کے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو محرم بنایا۔

صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۱، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۱: والفظ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث کے یہ لفظ صحیح مسلم کے ہیں۔ت)

حدیث: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراھیم حرم مکۃ وانی حرمت المدینۃ مابین لابیتھا لایقطع عظاھیا ولا یصاد صیدھا[۵۶۸]

بیشک ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینہ کو حرم کیا، کاٹی جائیں اس کی ببولیں اور نہ پکڑا جائے اس کا شکار۔

صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۰ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

اس مطلب کی حدیثیں صحاح وسنن ومسانید وغیرہا میں بکثرت ہیں جن میں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صاف وصریح حکم فرمایا کہ مدینہ طیبہ اور اس کے گرد وپیش کے جنگل کا وہی ادب کیا جائے جو مکہ معظمہ اور اس کے جنگل کا ہے۔ یہی مذہب ائمہ مالکیہ وشافعیہ وحنبلیہ اور بکثرت ائمہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے، ائمہ حنفیہ اگرچہ اس باب میں اور احادیث پر عمل فرماتے ہیں جو شرح معانی الآثام امام طحاوی وغیرہ

---

۵۶۷ صحیح مسلم، باب فضائل مدینہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۴۴۱

۵۶۸ صحیح مسلم، باب فضائل مدینہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ص ۴۴۰

میں مع نظر مذکور مگر ترجیح یا تطبیق یا نسخ دوسری چیز ہے، کلام اس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو صراحۃ مدینہ طیبہ کے جنگل کا ادب ارشاد فرمایا، اب اس شخص کے سننے تقویۃ الایمان ص ۱۱:

"گردہ پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گردپیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے پھر خواہ یوں سمجھئے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں کہ ان کی اس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ہے ملخصاً۔ ۵۶۹

جان برادر! تو نے دیکھا کہ اس شخص کی ساری کوشش اسی میں تھی کہ اللہ اور رسول کو بھی مشرک کہنے سے نہ چھوڑے، تف ہزار تف بروئے بے دینا۔

کفریہ ۴۱ تا ۴۶: تفسیر عزیزی پارہ عم شاہ عبدالعزیز صاحب مطبوعہ بمبئی ص ۱۴۰:

"بعضے از اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود کردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ اند واستغراق آنہا بجہت کما وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمیکردد، اویسیاں تحصیل کمالات باطنی از انہا می نمایند وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از انہا می طلبند وہے یابند زبان حال آنہا را آن قوت ہم مترنم باں مقال است

من آیم بجان کر تو آئی بہ تن، ۵۷۰

---

۵۶۹ تقویۃ الایمان، پہلا باب، مطبع علیمی لاہور، ص ۸

۵۷۰ فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پ ۳۰، س انشقاق، مطبع مسلم بک ڈپو لال کنوں دہلی، ج ۳، ص ۲۰۶

بعض اولیاء کرام جنھوں نے اپنے آپ کو نبی نوع انسان کی رہنمائی اور تکمیل کے لئے متصرف کر رکھا ہے وہ (وفات کے بعد کی) حالت میں بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں اور کمال وسعت ادراک کی بناء پر ان کا استغراق اس طرف توجہ سے مانع نہیں بنتا اور اویسی خاندان باطنی کمالات کی تحصیل انہ اولیاء سے کرتے ہیں اور اہل حاجات ومشکلات انہی سے اپنی حاجات کا حل طلب کرتے ہیں اور مراد پاتے ہیں اور یہ اولیاء کرام زبان حال سے اس وقت یہ فرماتے ہیں:
اگر تو جسمانی طور پر آیا ہے تو میں جان سے حاضر ہوں۔ (ت)

یہ عبارات سراپا بشارت اس شخص کے مذہب ہمہ تن شرارت پر معاذاللہ سرتاپا شرک جلی سے ملوث ہے، اولیائے کرام دنیا میں تصرف، بعد انتقال بھی ان کا تعلق باقی رہنا، ان کے علوم کی وسعت کہ ادھر بھی مستغرق ہیں ادھر بھی خبر رکھیں، اولیاء کا بعد وصال بھی فیض دینا، مریدوں کو مناصب عالیہ تک پہنچانا، حاجتمندوں کا اپنی حاجتیں ان کی پاک روحوں سے طلب کرنا ان کا حل مشکل فرمانا، نواب بہادر کی عبارت میں تو تین ہی شرک تھے حضرت شاہ صاحب کے کلام میں المضاعف ہیں، ہاں ہونا ہی چاہیے کہ وہ نواب تھے یہ شاہ ہیں کلام الملک ملک الکلام۔

کفریہ ۴۷ تا ۴۹: تحفہ اثناء عشریہ ممدوح ص ۳۹۶ و ۳۹۷:

حضرت امیر و ذریہ طاہرہ اور ائمہ امت بر مثال مریدان و مرشدان می پرستند وامور تکوینہ را ایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔[۵۷۱]

تمام امت مریدوں کی طرح حضرت امیر (علی مرتضی رضی اللہ عنہ) اور ان کی اولاد پاک کو مرشد

---

۵۷۱ ۔ اثناء عشریہ، باب ہفتم در امامت، سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۲۱۴

تسلیم کرتی ہے اور تکوینی امور کو ان سے وابستہ مانتی ہے، اور فاتحہ، درود اور صدقات ونذر ونیاز ان کے نام رائج اور معمول ہے جس طرح کہ تمام اولیاء اللہ کے ساتھ یہ معاملہ رائج ہے۔ (ت)

وہابی صاحبو! ی بھی اکٹھے تین شرک ہیں، ہر ایک ڈھائی من پختہ کا، شاہ صاحب کو دیکھئے کتنے بڑے شرک پسند ہے، مشرک دوست، عملی پرست، پیر پرست، اولیاء پرست ہیں کہ کاروبار عالم کو دامن ہمت حضرت مولی مشکل کشا واہلیت کرام ﷺ سے وابستہ مانتے اور پیروں کی طرح ان سب کی پرستش اور ان کے اور تمام اولیاء کے نام کی نذر منت جائز مانتے، اور نہ آپ ہی تنہا بلکہ تمام امت مرحومہ کو استغفر اللہ انھیں بلاؤں میں سانتے ہیں، اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح امت مرحومہ کو معاذ اللہ امت ملعونہ لقب دیجئے، تقویۃ الایمان ص ۱۸:

"پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور یہ اس کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننا اور نذر ونیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔" [۵۷۲]

پانچویں فصل شرک فی العادۃ کی برائی کے بیان میں لکھا ص ۶۱:

"پیر پرست انے تئیں کہلوانا محض بے جا ہے اور نہایت بے ادبی۔" [۵۷۳]

کفریہ ۵۰ تا ۵۲: شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے ظاہر کہ وہ خود اور ان کے بارہ اساتذہ

---

۵۷۲ تقویۃ الایمان، پہلا باب، مطبع علیمی لاہور، ص ۶

۵۷۳ تقویۃ الایمان، الفصل الخامس فی رد الاشراک فی العادات، ص ۴۳

حدیث وپیران سلسلہ

ناد علیا مظھر العجائب ÷ تجدہ عونا لک فی النوائب ÷ کل ھم وغم سینجلی ÷ بولایتک یاعلی یاعلی یاعلی ۳÷

پکار علی کو جن کی ذات پاک سے وہ خوارق وفیوض ظاہر ہوتے ہیں جنھیں دیکھ کر عقلیں اچنبھے میں ہیں جب تو انھیں ندا کرے گا تو انھیں مصائب وآفات میں اپنا مددگار پائیگا ہر پریشانی ورنج اب دور ہوتا ہے آپ کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی (ت)

کی سندیں لیتے، اجازتیں دیتے، وظیفہ کرتے۔

الحمد اللہ۔ ان شاہ صاحب اور ان کی پیروں استاذوں نے تو شرک کا پانی سر سے تیر کردیا یہاں بھی مثل سابق تین پہاڑ شرک کے ہیں:

مصیب میں مولا علی کے پکارنے کا حکم ایک شرک، انھیں مصیبتوں میں مددگار ماننا دو شرک، یا علی یا علی یا علی کی لے باندھنا تین شرک۔

جسے ان نفیس وجانفزا کلام کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسائل انھار الانوار من یوصلوۃ الاسرار وحیات الموات فی بیان سماع الاموات و انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ والا من والعلی لنا عنی المصطفی بدافع البلاء وغیرہا مطالعہ کرے۔

کفریہ ۵۳ تا ۵۵: تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت وخداوند دولت ومرجع ومنتہی ومفرغ وملجا وسید ومولی جناب شیخ مجدد صاحب کے مکتوبات مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم مکتوب سیم ۳۰ ص ۴۶:

خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ رانوشتہ بودند کہ بجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوات آنرا مسجود خود می داند ومی بیند واگر فرضا نفی کند متقی نمیکرد

---

۵۷۴ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

ومحبت اطوار این دولت متمنائے طلاب ست از ہزاراں یکے راگمر بدہنہ صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبۃ ست تحیل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات اور اجذب نماید رابطہ را چرانفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرامحاریب ومساجد رانفی کنند ظہور ایں قسم دولت سعادتمنداں رامیسر است تاد جمیع احوال صاحب رابطہ رامتوسط خود دانند ودر جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ درزنگ جماعہ بیدولت جماعہ بدولت کہ خود رامستغنی دانند وقبلہ توجہ راز شیخ خود منحرف سازومعاملہ خود رابرہم زنند۔ ۵۷۵

خواجہ محمد اشرف ورزش نے رابطہ (تصور شیخ) کی نسبت لکھا ہے کہ اس کا اس حد تک غلبہ ہے کہ نمازوں میں اپنا مسجود جانتے اور دیکھتے ہیں اگر اس رابطہ کو ختم کرنے کی کوشش کریں تو بھی ختم نہیں ہوتا (تو اس پر آپ نے فرمایا) اس دولت کے حصول کی خواہش ہزاروں طالبوں کی تمنا ہے مگر کسی ایک کو عطا ہوتی ہے، اس کیفیت والا شیخ سے مکمل مناسبت کے لئے مستعد ہوتا ہے وہ امید کرتا ہے کہ اپنے مقتداء شیخ کی صحبت کی کمی اس کے تمام کمالات کو جذب کردے گی، لوگ رابطہ (تصور شیخ) کی نفی کیوں کرتے ہیں حالانکہ وہ مسجود الیہ ہے مسجود لہ نہیں ہے یہ لوگ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ وہ مسجود الیہ ہیں) اس قسم کی دولت کا ظہور سعادت مندوں کو نصیب ہوتا ہے حتی کہ تمام احوال میں وہ صاحب رابطہ (شیخ) کو اپنا وسیلہ جانتے ہیں اور ہمہ وقت اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں اس بے دولت جماعت کی طرح نہیں ہوتے جو اپنے آپ کو شیخ سے مستغنی جانتے ہیں، اور اپنی توجہ کا قبلہ شیخ سے پھیر کر خود سر ہو جاتے ہیں۔ (ت)

---

۵۷۵ مکتوباتِ امام ربانی، مکتوب ۳۰، بخواجہ محمد اشرف وحاجی محمد، نولکشور لکھنؤ، ج ۲، ص ۴۶

یہاں بھی تین ڈبل شرک ہیں، ہر ایک اگلے باٹوں سے ہزار من کا، مرید نے لکھا کہ تصور شیخ اس قدر غالب ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا ہے صورت شیخ ہی کو سجدہ نظر آتا ہے، جناب شیخ مجدد نے فرمایا کہ یہ دولت سعادتمندوں کو ملتی ہے طالبان حق کی اس دولت کی تمنا ہوتی ہے، ایک شرک، اور کتنا بھاری شرک، تمام احوال میں شیخ کو اپنا متوسط جاننا[۵۷۶] نو دو شرک، نماز وغیرہ ہر حال وہر وقت میں پیر کی طرف متوجہ ہونا تین شرک، اب یاد کر اپنا وہ کفری بول کہ نماز میں پیر وغیرہ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا چنیں وچنان ہے اور منجر بشرک، ناظرین! آپ نے جانا کہ وہ بے سعادت کون ہے جسے جناب محمد وصاحب بے دولت وتباہ کار بتاتے ہیں، ہاں وہ یہی بے دولت ہے، صراط مستقیم میں کہتا ہے ص ۱۳۰:

از جملہ اشغال مبتدعہ شغل برزخ ست۔[۵۷۷]
بدعت والے اشغال میں سے برزخ کا شغل بھی ہے (ت)

---

۵۷۶ تقویۃ الایمان، ص ۷: جو بات سچی ہے کہ اللہ بندہ کی طرف سب سے زیادہ نزدیک ہے سو اس کو چھوڑ کر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں کو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو اللہ کی نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسی کے سب مرادیں پوری کرتا ہے سب بلائیں ٹال دیتا ہے سو اس کا حق نہ پہچانا اور اس کا شکر ادا نہ کیا یہ بات اوروں سے چاہنے لگے پھر اس الٹی راہ میں اللہ کی نزدیکی ڈھونڈھتے ہیں سو اللہ ہرگز ان کو راہ نہیں دے گا۔

۵۷۷ صراط مستقیم، باب سوم، فصل سوم، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۱۱۸

اسی میں ہے ص ۱۱:

''صاحب صورت پرستی ست''[۵۷۸]
(یہ صاف صورت پرستی ہے۔ت)

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے خاص اس مسئلہ میں ایک نفیس رسالہ مسمی الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عوقد الرابطۃ لکھا، اس میں جناب شاہ عبدالعزیز صاحب وشاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالرحیم صاحب وغیرہم کے بہت کلمات اور ائمہ کرام وعلمائے عظام کے تیس ارشادات سے اس شغل کا جواز ثابت کیا، اس بیدولت کے نزدیک وہ سب معاذاللہ بدعتی تصویر پرست ہیں جب تو جناب شیخ مجدد نے تباہ کار و منحرف بتایا۔

کفریہ ۵۶: مکتوبات جناب موصوف ج ۱ مکتوب ۳۱۲ ص ۴۴۸:

مخدوما احادیث نبوی علی مصدرہا الصلوۃ والسلام درباب جواز اشارت بسبابہ بسیار وارد شدہ اند وبعضے از روایات قصبہ حقہ درین باب آمدہ۔[۵۷۹]
میرے مخدوم، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی احادیث شہادت کی انگلی سے اشارہ کی بابت بہت وادر ہیں اور فقہ حنفی کی بعض روایات بھی اس سلسلہ میں آئی ہیں۔(ت)

صفحہ ۴۴۹:

وغیر ظاہر مذہب ست واآنچہ امام محمد شیبانی گفتہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یشیر ویضع کما یضع النبی علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام چم قال ہذا اقولی وقول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ از روایات نوادر ست نہ روایات

[۵۷۸] صراط مستقیم، باب سوم، فصل سوم، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۱۱۹
[۵۷۹] مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۳۱۲ بمیر محمد نعمان، نولکشور لکھنؤ، ج ۱، ص ۴۴۸

اصول وفی المحیط اختلف المشائخ فیہ منہم من قال لایشیر ومنہم من قال یشیر وقد قیل سنۃ وقیل مستحب والصحیح حرام، ہرگاہ درروایات معتبر حرمت اشارت واقع شدہ باشد برکراہت اشارت فتوی دادہ باشند ماتقلدان رانمیرسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرأت وراشارت نمائیم مرتکب ایں مراز حنفیہ یا علمائے مجتہدین راعلم احادیث معروفہ جواز اشارت اثبات نمی نمایدیا انکار دکہ اینہا بمقتضائے ارائے خودبرخلاف احادیث حکم کردہ اند ہردوشق فاسد ست بجوز نکند آنرا مگر سفیہ یا معاند، ظاہر اصول اصحاب ماعدم اشارت ست سنت علمائے ماتقدم شدہ۔ ۵۸۰

اور وہ ظاہر مذہب پر نہیں ہیں اور امام محمد شیبانی رحمہ اللہ تعالٰی سے جو منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اشارہ کیا کرتے تھے، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی بھی اسی طرح کرتے جس طرح حضور ﷺ کیا کرتے تھے، اور پھر انھوں نے فرمایا یہی میرا اور امام ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا قول ہے، یہ نقل نادر روایات میں کہ اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، بعض نے فرمایا اشارہ نہ کرے، اور بعض نے فرمایا اشارہ کرے اور اس کو سنت بھی کہا ہے بعض نے مستحب کہا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ حرام ہے، ہرگاہ کہ معتبر روایات میں اشارہ کی حرمت واقع ہوئی ہے اور اشارہ کی کراہت پر فتوی دیا گیا ہے ہم مقلدین حضرات کو یہ حق نہیں کہ احادیث کے مقتضے پر عمل کریں اور اشارہ کرنے کی جرأت کریں، اس چیز کے مرتکب کو چاہئے کہ احناف یا مجتہدین کو معروف احادیث سے اشارہ کے جواز کا اثبات کرے یا پھر واضح کرے کہ وہ اپنی رائے سے احادیث کے خلاف حکم کررہے ہیں جبکہ دونوں شقین فاسد ہیں ان کو بیوقوف یا معاند کے بغیر کوئی بھی جائز نہیں کریگا، ہمارے اصحاب کا ظاہر اصول اشارہ کرنا ہے پس عدم اشارہ ہی ہمارے متقدمین علماء کی سنت ہے۔ (ت)

---

۵۸۰ مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۳۱۲ بمیر محمد نعمان، نولکشور لکھنؤ، ج ۱، ص ۴۴۹

صفحہ ۴۵۰:

احادیث راایں اکابر بیشتر از مامی شناختند البتہ وجہ موجہ داشتہ باشند در ترک عمل بمقتضائے ایں احادیث علی صاحبہا الصلوۃ والسلام۔[۵۸۱]

احادیث کو ہماری نسبت یہ اکابر زیادہ سمجھتے ہیں، یقیناً وہ ان احادیث کے مقتضاء کے ترک پر کوئی موثر وجہ پیش نظر رکھتے ہیں۔ (ت)

ص ۴۵۱:

اگر گویند کہ علمائے حنفیہ بوجواز اشارت نیز فتوی دادہ اند گویم ترجیح عدم جواز راست اھ ملخصا۔[۵۸۲]

اگر یوں کہیں کہ علمائے احناف اشارہ کے جواز کا فتوی دیتے ہیں تو ہم جواب میں کہیں گے کہ ترجیح عدم جواز کو ہے اھ ملخصا (ت)

اب ذرا حضرات غیر مقلدین کانوں سے ٹینٹ، آنکھوں سے جالے ہٹا کر یہ دھوم دھامی عبارت سنیں اور اسکے تیور دیکھیں جناب شیخ سلسلہ کو صاف اقرار ہے کہ دربارہ اشارہ میں احادیث حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بکثرت آئی ہیں اور وہ حدیثیں معروف مشہور ہیں مگر ہمارے یہاں باصول مذہب میں اشارہ کا ذکر نہیں اور ہمارے علماء کی سنت عدم اشارہ ہے ہماری فقہ میں مکروہ ٹھہرا ہے لہذا ہمیں احادیث کے مطابق عمل کرنا جائز نہیں۔ معاذاللہ ابھاری شرک تقلید کو کچھ کہئے کہ مذہب کے مقابل احادیث صحیحہ مشہورہ کو نہیں مانتے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے جواب میں اپنے مولویوں کی سنت پیش کرتے ہیں او رجو حنفی

---

۵۸۱ مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۳۱۲ بمیر محمد نعمان، نولکشور لکھنؤ، ج ۱، ص ۴۵۰

۵۸۲ مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۳۱۲ بمیر محمد نعمان، نولکشور لکھنؤ، ج ۱، ص ۴۵۱

مذہب حنفی کے خلاف کسی حدیث پر عمل کرے اسے بے عقل ہٹ دھرم بتاتے ہیں، مزہ یہ کہ یہ مسئلہ خود مذہب حنفی میں متفق علیہا نہیں، آپ ہی اقرار فرماتے ہیں کہ مشائخ کو اختلاف ہے جواز واستحباب وسنیت اشارہ کے بھی قائل ہوئے یہاں تک کہ ائمہ کا فتوی بھی حدیثوں کے موافق موجود حتی کہ خود امام مذہب امام محمد نے تصریح فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشارہ فرمایا کرتے اور ہم وہی کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے، اور فرماتے ہیں یہی مذہب میرا اور امام ابو حنیفہ کا ہے مگر از انجا کہ یہ روایت نوادر کی ہے اس پر بھی نظر ہوگی، نہ اختلاف مشائخ وفتویٰ پر لحاظ ہوگا۔ صرف اس لیئے کہ ظاہر روایۃ میں ذکر نہ آیا حرمت مرجح اور اس کے خلاف صحیح ومشہور حدیثوں پر ہمیں عمل نہیں پہنچتا، ایمان سے کہنا ایمان ترک تقلید کا کہیں تمہ بھی لگا رہا، اب شخص مذکور کے جبروتی احکام سنئے کہ خاص اپنے پیر سلسلہ حضرت شیخ مجدد کو بمقابلہ مذہب احادیث چھوڑنے اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل سنت علماء کی سند پکڑنے پر کیا کیا جلی کٹی بے نقط سناتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص ۴۲:

"جو کوئی کسی امام یا مجتہد کی بات کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے حدیث کے مقابل قول کی سند پکڑے، سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔"[۵۸۳]

ص ۲ و ۳:

"اس زمانہ تین دین کی بات میں لوگ کنتی راہیں چلتے ہیں، کوئی پہلوں کی رسموں کو کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انھوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے

[۵۸۳] تقویۃ الایمان، الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ، مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور، ص ۲۸۔۲۹

نکالیں سند پکڑتے ہیں۔"[۵۸۴]

صفحہ ۴:

"رسولوں کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے۔"[۵۸۵]

صفحہ ۶:

"اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں، سبب یہ کہ خدا و رسول کے کلام کو چھوڑ کر غلط سلط رسم کی سند پکڑی، پیغمبر خدا کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کرتے تھے۔"[۵۸۶]

تنویر العینین:

لیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات لا لمنقولۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الصریحۃ الدالۃ علی خلاف قول امام المقلد فان لم یترک قول امام ففیہ شائبۃ من الشرک۔[۵۸۷]

میں کیسے جانو کہ ایک شخص کی تقلید کو لئے رہنا کیونکر حلال ہوگا جبکہ اپنے امام کے خلاف مذہب پر صریح حدیثیں پاسکے اس پر بھی امام کا قول نہ چھوڑے تو اس میں شرک کا میل ہے۔

تنویر العینین:

اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقولہ وان ثبت علی خلافہ دلائل من السنۃ ولکتاب ویاول اولی قولہ شوب من النصرانیۃ وحظ من الشرک والعجب من القوم لا یخافون من مثل ھذا الاتباع یخیفون تارکہ فما احق ھذہ الآیۃ فی جوابھم وکیف اخاف ما اشرکتم ولا یخافون انکم اشرکتم باللہ۔[۵۸۸]

ایک امام کی پیری کہ اس کی بات کی سند پکڑے اگرچہ اس کے خلاف حدیث

---

۵۸۴ تقویۃ الایمان، مقدمۂ کتاب، ص ۲

۵۸۵ تقویۃ الایمان، مقدمۂ کتاب، ص ۳

۵۸۶ تقویۃ الایمان، پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں، ص ۴

۵۸۷ تنویر العینین

۵۸۸ تنویر العینین

وکتاب سے دلیلیں ثابت ہوں اور انھیں اس قول کی طرف پھیرے یہ نصرانی ہونے کا میل ہے اور شرک میں کا حصہ اور تعجب یہ کہ لوگ آپ تو اس تقلید سے ڈرتے نہیں بلکہ اس کے چھوڑنے والے کو ڈارتے ہیں تو کتنی ٹھیک ہے یہ آیت ان کے جواب میں کہ میں کھونکر ڈروں اس سے جسے تم نے اللہ کا شریک بنایا حالانکہ تم نہیں ڈرتے کہ تم نے اوروں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا۔

افسوس حضرت شیخ مجدد صاحب کو کیا خبر تھی کہ ہمارے سلسلہ میں ایسے فرزند لبند سعادت مند پیدا ہونے والے ہیں جو ہماری معرفت وولایت بالائے طاق سرے سے اصل ایمان میں خلل بتائیں گے معاذاللہ کافر مشرک نصرانی بتائیں گے شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاح کیا جانتے تھے کہ ہماری نسل میں وہ ہونہار سپوت اٹھنے کو ہیں جو ہماری پیر پدری استادی در کنار عیاذاللہ کفر و شرک سے قبر پائین گے ہمیں سے پیدا ہو کر ہماری ہی مسلمانی کی جڑیں کاٹیں گے از ماست کہ بر ماست (ہم سے ہی ہمارے خلاف ہے۔ ت) اللہ تعالیٰ گندہ کرنے والی مچھلی سے بچائے

مدنام کنندہ نکونامے چند
(بہت سے نیک ناموں کو تو نے بدنام کیا۔ت)

زناں باور کر مار زانند ۔۔۔ نہ از طفلے کہ ناہنجار زانید
(حاملہ عورتیں اگر سانپ جنیں تو ناہنجار بچہ جننے سے وہ بہتر ہے۔ت)

غرض کہاں تک گنئے انبیاء و مرسلین وملائکہ و صحابہ وائمہ وسائر مسلمین وتمام جہان وخود رب العالمین تک جو شرک کے چھینٹے پہنچے تھے خاندان دہلی کا ایک ایک بزرگ، عالم، صوفی پیشوا بوڑھا سب اسی ہولی کی پچکاریوں میں رنگا ہوا ہے، حضرات وہابیہ سے استفسار کہ اپنے امام کا ساتھ دے کر شاہ

عبدالعزیز صاحب شاہ ولی اللہ صاحب جنان شیخ مجدد صاحب سب کو کھلم کھلا مشرک مان لوگے۔ یا کچھ ایمان دھرم کا خیال کرکے اس مصنوعی امام کو گمراہ بد دین و مکفر مسلمین و مورد لزوم کفر جاؤگے، میں عبث تشقیق کرتا ہوں بلکہ شق ثانی ہر طرح لازم، اگر اسی کو اختیار کیجئے اور خدا ایسا ہی کرے، جب تو ظاہر ورنہ شق اول پر جب وہ حضرات معاذاللہ مشرک ٹھہرے اور یہ ان کا مداح، ان کا معتقد ان کا مرید، ان کا مقلد، انھیں امام سمجھے، پیشوا مانے، ولی کہے، مقبول خدا جانے، تو آپ پر لزوم کفر سے کب محفوظ رہ سکتا ہے کہ جو شخص مشرکین کو ایسا سمجھے خود کافر ہے، اس شخص پر کفر ہر طرح لازم رہا کہ کردکہ نیافت یہ اس کی جزا ہے کہ مسلمانوں کے محض بے وجہ ناروا بات بات پر مشرک کہا تھا

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را خنداں اماں مداد کہ شب را سحر کند

(شمع کے پروانے کا ناحق خون تو نے دیکھا، کچھ امن نہ دیا کہ شب کو سحر بنا دیتا۔ت)

کفریہ ۵۷ تا ۱۶: صراط مستقیم ص ۳۶:

انہ ایں طریق واکابر ایں فریق در زمرہ ملئکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلی مہدم شدہ در اجرائیے آں می کوشند معدود ند پس احوال ایں کرام بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد۔

اس طریقہ کے ائمہ اور اس گروہ کے اکابر حضرات کا شمار مدبرات الامر فرشتوں کے گروہ میں ہوتا ہے یہ فرشتے ملاء اعلیٰ کی طرف سے تدابیر امور کے لئے الہام پاتے ہیں اور پھر ان کے اجراء میں کوشاں ہوتے ہیں، پس ان بزرگوں کے احوال کو معظم فرشتوں کے احوال پر قیاس کرنا چاہئے (ت)

---

۵۸۹ صراط مستقیم، باب اول، ہدایت رابعہ، افادہ نمبر ۱، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۳۲

ص ٦٦:

قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا بہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضی تا انقراض دنیا بہ بواسطہ ایشاں ست در سلطنت سلاطین وامارت امراہم بدست ایشاں راہ خلیے ہست کہ بر ساحت عالم ملکوت مخفی نیست[590]

قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا یہ تمام مراتب حضرت علی مرتضی کے زمانہ باکرامت سے دنیا کے اختتام تک بواسطہ علی مرتضی حاصل ہوتے ہیں اور ان حضرات کو بادشاہوں کی سلطنت اور امراء کی امارت میں اہم دخل ہوتا ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔(ت)

صفحہ ۱۱۲:

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت بے باشند وایں کبار اولی الایدی والابصار رابے رسد کہ تمامی کلیات رابسوئے خود جست نمانند مثلا اشاں رامی رسد کہ بگویند کہ از عرش تافرش سلطنت ماست[591] آن بلند منصب والے حضرات عالم واے حضرات علم امثال وشہادت میں تصرف کرنے میں مجاز مطلق ہوتے ہیں، ان طاقتوں اور بصیرت والے اکابرین کو اختیار ہے کہ تمام امور کلیہ اپنی طرف منسوب کرلیں، مثلا ان کو اختیار ہے کہ وہ عرش تافرش اپنی سلطنت ہونے کا دعوی کریں۔(ت)

صفحہ ۵۴:

دریں مقام بعضے خلیفۃ اللہ بے باشند خلیفۃ اللہ ان کسے ست کہ برائے انصرام جمیع مہام اورا مقرر کردہ مانند نائب سازند۔[592]

---

[590] صراط مستقیم، باب دوم، ہدایت ثانیہ، ص ۵۸

[591] صراط مستقیم، باب دوم، فصل چہارم، افادہ ۲، ص ۱۰۱

[592] صراط مستقیم، باب سوم تکملہ در بیان سلوک، ص ۱۴۳

اسی مقام پر بعض حضرات خلیفۃ اللہ ہوتے ہیں خلیفۃ اللہ وہ شخص ہوتا ہے جو تمام مہمات کے انتظام پر مقرر ہوتا ہے اور نائب کی طرح ہوتا ہے۔ (ت)

صفحہ ۳۴:

اورادر کیف ولایت خود کرفتہ وزیر سایہ کفالت تربیت خود آوردہ جارحہ تدبیر تکوینی تشریعی خودمے سازد۔[۵۹۳]

اس کو اپنی ولایت کے پہلو میں لے کر اس کی تربیت کی کفالت خود کرتے ہیں اور تکوینی وتشریعی امور میں خود تصرف والا بناتے ہیں۔ (ت)

ان پانچ شرکیات میں صاف صاف تصریحیں ہیں کہ ملائکہ واولیاء کاروبار عالم کے مدبر ہیں، اولیاء عالم کے کام جاری کرتے ہیں، اولیاء کو تمام عالم میں تصرف کا اختیار کلی دیا جاتا ہے، تمام کام ان کے ہاتھ سے انصرام پاتے ہیں، بادشاہوں کے بادشاہ بنے، امیروں کے امیری پانے میں مولا علی کی ہمت کو دخل ہے،

اب تقویۃ الایمان کی سنئے، اس کی ایک عبارت شروع کفریہ ۲۲ میں سن چکے بعض اور لیجئے ص ۷:

"اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔"[۵۹۴]

صفحہ ۴۲:

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"[۵۹۵]

صفحہ ۲۹:

"کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔"[۵۹۶]

---

۵۹۳ صراط مستقیم، باب اول، ہدایت رابعہ، افادہ ۱، ص ۲۹

۵۹۴ تقویۃ الایمان، پہلا باب، مطبع علیمی لاہور، ص ۵

۵۹۵ تقویۃ الایمان، الفصل الرابع، مطبع علیمی لاہور، ص ۲۸

۵۹۶ تقویۃ الایمان، الفصل الثالث، مطبع علیمی لاہور، ص ۲۰

صفحہ ۲۸:

"جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس میں پر شرک ثابت ہوتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔"[۵۹۷]

کفریہ ۶۲ تا ۶۸: صراط مستقیم ص ۱۲۱:

دریں حالت اطلاع بر امکنہ افلاک و سیر بعضے مقامات زمین کہ دور و دراز از حانیے وے بوط بطور کشف حاصل مے آید و آں کشف مطابق واقع می باشد۔[۵۹۸]

اس حالت میں وہ آسمانوں کے مقامات اور اپنے سے دور دراز تک زمین کے بعض مقامات کی سیر بطور کشف کرتے ہیں، اور ان کا کشف واقع کے مطابق ہوتا ہے۔ (ت)

صفحہ ۱۲۴:

برانیے انکشاف حالات سمٰوت و ملاقات ارواح و ملائکہ و سیر جنت و نار و اطلاع بر حقائق آن مقام و دریافت امکنہ آنجا و انکشاف امرے از لوح محفوظ ذکر یاجی قویم ست (الی قولہ) و در سیر مختار ست بالائے عرش نمایدیا زیر آں و در مواضح آسماں نمایدیا قاع زمین نخ"[۵۹۹]

آسمانوں کے حالات پر آگاہی اور فرشتوں اور روحوں کی ملاقات، جنت و دوزخ کی سیر اور ان مقامات کے حقائق پر اطلاع اور وہاں کے مقامات کی دریافت اور لوح محفوظ کے امور پر اگاہی کے لئے یاجی یاقیوم کا ذکر ہے، (آگے یہاں تک) اور

---

۵۹۷ تقویۃ الایمان، الفصل الثالث، مطبع علیمی لاہور، ص ۱۹

۵۹۸ صراط مستقیم، باب سوم، فصل اول، افادہ ۶، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۱۰۔۱۰۹

۵۹۹ صراط مستقیم، باب سوم، فصل دوم، افادہ ۶، المکتبۃ السلفیہ لاہور، ص ۱۱۳

اس سیر میں وہ مختار ہے کہ عرش سے بالا یا زیر عرش یا آسمانوں میں کسی مقامات پر یا زمین کے کسی خطے کو ملا کرے۔ (ت)

صفحہ ۱۲۵:

برائے کشف قبور سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح مقرر ست۔[۶۰۰]
کشف قبر کے لئے سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح مقرر ہے۔ (ت)

صفحہ ۱۲۸:

برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا وسیر امکنہ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دور دکند وباستعانت ہاں شغل بہر مقامیکہ از زمین وآسمان وبہشت ودوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آن مقام واحوال آنجا دریافت کند وبا اہل آں مقام ملاقات سازد[۶۰۱]
ارواح، ملائکہ اور ان کے مقامات اور زمین وآسمان، جنت، دوزخ اور لوح محفوظ پر دورہ کا شغل کرے اور اس شغل کی مدد سے زمین وآسمان، بہشت ودوزخ جس مقام کی طرف چاہے متوجہ ہوتا ہے اور اس مقام کی سیر سے وہاں کے احوال دریافت کرتا ہے اور وہاں کے رہنے والوں سے ملاقات کرتا ہے۔ (ت)

صفحہ ۱۲۹:

برائے کشف وقائع آئندہ اکابراں طریقہ طرق متعددنوشتہ اند[۶۰۲]
مستقبل کے واقعات کے کشف کے لئے اس طریقہ کے اکابر نے متعدد طرق لکھے ہیں۔ (ت)

---

۶۰۰ صراط مستقیم، باب سوم، فصل دوم، ہدایت ثانیہ، افادہ ۲، المکتبۃ السلفیہ، ص ۱۱۳
۶۰۱ صراط مستقیم، باب سوم، فصلسوم، ہدایت ثانیہ، افادہ ۱، المکتبۃ السلفیہ، ص ۱۱۷
۶۰۲ صراط مستقیم، باب سوم، فصل سوم، ہدیت ثانیہ، افادہ ۲، المکتبۃ السلفیہ، ص ۱۱۷

صفحہ ۱۵۸:

آں مزبر باوجود وجاہت عنداللہ کامل النفس قوی التاثیر صاحب کشف صحیح باشد [۶۰۳]
وہ اللہ تعالٰی کے ہاں وجاہت ہوتے ہے کامل النفس، قوی التاثیر اور صحیح کشف والا ہوتا ہے۔ (ت)

صفحہ ۱۷۶، اپنے پیر کو لکھا:

کشف بعلوم حکمت آنجا منہ انست۔ [۶۰۴]
علوم حکمت کے ذریعہ کشف نہ ہوتا ہے۔ (ت)

ان سات شرکیات میں صاف صاف کشف کی صحت کا اقرار ہے وہ بھی ایسا کہ اولیاء کو زمین کے دور ودراز مقامات ظاہر ہوتے ہیں بلکہ زمین کیا آسمانوں کے مکانات اور ملائکہ وارواح اور ان کے مقامات اور جنت ودوزخ اور قبروں کے اندر کا حال اور آنے والے واقعات کھل جاتے ہیں یہاں تک کہ عرش فرش سب میں ان کی رسائی ہوتی ہے حتی کہ لوح محفوظ پر اطلاع پاتے ہیں وہ اپنے اختیار سے زمین وآسمان میں جہاں کا حال چاہیں دریافت کرلیں، اور ان سب باتوں کے حاصل کرنے کا طریقے خود ہی اس شخص نے بتائے کہ یوں کرو تو یہ رتبے مل جائیں گے یہ کشف یہ اختیار ہاتھ آئیں گے، اب تقویۃ الایمان کی پوچھئے ص ۲۷:

"جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔" [۶۰۵]

---

۶۰۳ صراط مستقیم، باب چہارم در بیان طریق سلوک راہ نبوت، المکتبۃ السلفیہ ص ۱۴۷
۶۰۴ صراط مستقیم، خاتمہ در بیان پارہ از ارادات ومعاملات، المکتبۃ السلفیہ، ص ۱۱۳
۶۰۵ تقویۃ الایمان، الفصل الثانی، مطبع علیمی اندرون لوہاری لاہور، ص ۱۸

صفحہ ۲۵:

"ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بیخبر ہیں اور نادان۔" [۶۰۶]

صفحہ ۵۷و۵۸:

"جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی کو نہ ملادے مثلاً کوئی شخص فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول جانے کو نکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا رسول کو کیا خبر۔" [۶۰۷]

سبحان اللہ! وہاں تو پیر جی کے ایک ایک مرید کو زمین و آسمان، جنت و دوزخ حتی کہ قبر کے حالات آئندہ کے واقعات لوح محفوظ و عرش اعظم عرض تین تلوک روشن تھے، عرش و فرش میں ہر جگہ کے حالات کا جان لینا اپنے اختیار میں تھا، خود ان پیر جی کو وہ طریقے معلوم تھے کہ یوں کرو تو یہ سب باتیں روشن ہو جائے گی مگر معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انجانی یہاں تک ہے کہ آسمان کے تارے تو درکنار، کیا دخل کہ ایک پیڑ کے پتے جان لیں، اگر انھیں کوئی کہے کہ وہ کسی درخت کے پتوں کی گنتی جانتے ہیں تو اس نے انھیں اللہ کی شان میں ملادیا، وہاں تو بندگی کو وسعت تھی یہاں آکر خدائی اتنی تنگ ہوئی کہ ایک پیڑ کے پتے جاننے پر رہ گئی، حق فرمایا اللہ عزوجل نے: ماقدروا اللہ حق قدرہ [۶۰۸] اللہ ہی کی قدر نہ کی جیسی چاہئے تھی،

---

۶۰۶ تقویۃ الایمان، الفصل الثانی، مطبع علیمی اندرون لوہاری لاہور، ص ۱۷

۶۰۷ تقویۃ الایمان، الفصل الخامس، مطبع علیمی اندرون لوہاری لاہور، ص ۴۰

۶۰۸ القرآن الکریم، ۶، ۹۱۔۳۹، ۶۷

تقویۃ الایمان صفحہ ۵۲: [609]

"شرک سب عبادت کا نور کھو دیتا ہے کشف کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں"

یعنی جیسے یہ شخص اور اس کے پیر کہ وہ اپنے اور یہ ان کے لئے کشف کا دعویٰ کر کے شرک میں ڈوبے۔

کذالک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔[610]

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔(ت)

کفریہ ۶۹: یہ نمونہ کفریات امام الطائفہ تھا، اتباع واذناب کہ اس کے عقائد کو صحیح وحق جانتے اور اسے امام وپیشوا مانتے ہیں لزوم کفر سے کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں، شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۱ مجمع الفتاویٰ سے:

من تکلم بکلمۃ الکفر وضحک بہ غیرہ کفر اولو *** وقبل القوم ذلک کفروا الخ۔[611]

جو کلمہ کفر کہے اور دوسرا اس پر ہنسے (یعنی راضی ہو اور انکار نہ کرے) دونوں کافر ہو جائیں اور اگر کوئی واعظ کلمہ کفر بولے اور لوگ اسے قبول کریں تو سب کافر ہوں۔

الاعلام میں ہمارے علمائے اعلام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول، ص ۳۱:

من تلفظ بلفظ الکفر یکفر (الی قولہ) وکذا کل من ضحک علیہ او استحسنہ او رضی بہ یکفر۔[612]

---

[609] تقویۃ الایمان، الفصل الخامس، مطبع علیمی لاہور، ص ۳۶

[610] القرآن الکریم، ۶۸، ۳۳

[611] مسح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر، مطلب فی ایراد الفاظ المکفرۃ الخ، مصطفی البابی مصر، ص ۱۶۵

[612] الاعلام بقطوا طع الاسلام مع سبل النجاۃ، مکتبہ دار الشفقۃ استنبول ترکی، ص ۳۶۶

جو کفر کا لفظ بولے کافر ہو اسی طرح جو اس پر ہنسے یا اسے اچھا سمجھے یا اس پر راضی ہو کافر ہو جائے۔

بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۴:

من حسن کلام اھل الاھواء او قال معنوی او کلام لہ معنی صحیح ان کان ذلک کفرا من القائل کفر المحسن۔[۶۱۳]

جو بد مذہبوں کے کلام کو اچھا جانے یا کہے با معنی ہے یا یہ کلام کوئی معنی صحیح رکھتا ہے اگر وہ اس قائل سے کلمہ کفر تھا تو یہ اچھا بتانے والا کافر ہو گیا۔

کفریہ ۷۰: ان صاحبوں کی قدیمی عادت دائمی خصلت کہ جس مسلمان کو کسی امام لا مقلد پائیں بے دھڑک اسے مشرک بتائیں بحکم ظواہر احادیث کثیرہ و صحیحہ و روایات فقیہہ مصححہ رجیحہ ان پر حکم کفر عائد ہونے کو بس ہے، طرفہ یہ کہ اس کو فرقہ ظاہر احادیث پر عمل بڑا دعویٰ ہے، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۰۱، صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۷ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد:

ایما امری قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما ان کان کما قال والا رجعت الیہ۔[۶۱۴]

یعنی کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے اگر جسے کہا وہ سچ کافر تھا جب تو خیر، ورنہ یہ لفظ اسی کہنے والے پر پلٹ آئے گا،

صحیح بخاری ص ۸۹۳، صحیح مسلم ص ۵۷ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی تحدیث حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث:

---

۶۱۳ بحر الرائق، باب احکام المرتدین، ایچ ایم سعید کمپنی، ج ۵، ۱۲۵

۶۱۴ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال من قال لاخیہ المسلم یا کافر، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ۵۷

لیس من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ۔[۶۱۵]
جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن کہے اور وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو اس کا یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبوعہ مصر ۱۲۷۶ھ ج ۲ ص ۱۵۶: کذالک یا مشرک ونحوہ[۶۱۶] اسی طرح کسی کو مشرک یا اس کی مثل کوئی لفظ کہنا کہ وہ مشرک نہ تھا تو کہنے والا خود مشرک ہو گیا۔

میں کہتا ہوں یہ معنی خود انھیں حدیثوں سے ثابت کہ ہر مشرک دشمن خدا ہے، تقویۃ الایمان ص ۴۴:
"مشرک میں اللہ سے پھرے ہوئے رسول کے دشمن[۶۱۷]، تو مشرک کہنا خدا کا دشمن کہنا ہوا اور اس کا پلٹنا خود حدیث میں فرمایا بلکہ اسی حدیث میں فرمایا کہ فاسق کہنا بھی پلٹتا ہے تو مشرک تو کہیں بدتر ہے۔

شرح الدرر الغرر للعلامۃ اسمعیل النابلسی بھر حدیقہ ندیہ ج ۲ ص ۱۴۰ و ۱۵۶:
لو قال المسلم کافر کان الفقیہ ابو بکر الاعمش یقول کفر وقال من مشائخ بلخ لا یکفر واتفقت ھذا المسئلۃ ببخارا فاجاب بعض ائمۃ بخارا انہ یکفر فرجع الجواب الی بلخ انہ یکفر فمن افتی بخلاف قول الفقیہ ابی بکر رجع الی قولہ اھ ملخصا۔[۶۱۸]

---

۶۱۵ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال من قال لاخیہ المسلم یا کافر، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۱، ۵۷

۶۱۶ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، النوع العاشر، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ج ۲، ص ۲۳۶

۶۱۷ تقویۃ الایمان، الفصل الرابع، مطبع علیمی لاہور، ص ۲۹

۶۱۸ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، النوع الرابع، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ج ۲، ص ۲۱۲

جو کسی مسلمان کو کافر کہے امام ابوبکر اعمش فرماتے تھے کافر ہوگیا، اور دیگر مشائخ بلخ فرماتے کافر نہ ہوا، پھر یہ مسئلہ بخارا میں واقع ہوا بعض ائمہ بخارا شریف نے حکم کفر دیا یہ جواب پلٹ کر بلخ میں آیا تو جو پہلے امام ابوبکر کے خلاف فتوے دیتے تھے انھوں نے بھی اسی طرف رجوع فرمائی۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۲۰:

رجع الکل الی فتوی ابی بکر البلخی وقالوا کفر الشاتم[۶۱۹]

سب ائمہ اسی فتوے ابوبکر کی طرف پلٹ آئے اور فرمایا مسلمان کو ایسی گالی دینے والا خود کافر ہے۔

عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۸ ذخیرہ سے، برجندی شرح نقایہ مطبع لکھنؤ ج ۴ ص ۶۸ فصولی عمادی سے، حدیقہ ندیہ ص ۱۴۰ و ۱۵۶ احکام حاشیہ دررسے، خزانۃ المفتین ج الکتاب السیر آخر فصل الفاظ الکفر، جامع الفصولین ج ۲ ص ۳۱۱ قاضی خاں سے، بزازیہ ج ۳ ص ۳۳۱، ردالمحتار مطبع استنبول ج ۳ ص ۲۸۳ نہر الفائق وغیرہ سے:

المختار للفتوی فی جنس ھذہ المسائل ان القائل بمثل ھذہ المقالات ان کان اراد الشتم ولا یعتقدہ کافرا لا یکفر وان کان یعتقدہ کافر افخاطبہ بھذا بناء علی اعتقادہ ان کافر یکفر[۶۲۰]

اسی قسم کے مسائل میں فتوے کیلئے مختار یہ ہے کہ مسلمان کو اس طرح کا کوئی لفظ

الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، النوع العاشر، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ج ۲، ص ۲۱۲

۶۱۹ منح الروض الازہر شرح لفقہ الاکبر، فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ، مصطفی البابی مصر، ص ۱۸۱

۶۲۰ حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ، النوع الرابع، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ج ۲، ص ۲۱۲

فتاوی ہندیہ، الباب التاسع، نورانی کتب خانہ پشاور، ج ۲، ص ۲۷۸

شرح لنقایہ للبرجندی، کتاب الحدود، نولکشور لکھنؤ، ج ۴، ص ۶۸

ردالمحتار، باب التعزیر، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۳، ص ۱۸۳

کہنے والا اگر صرف دشنام ہی کا ارادہ کرے اور دل میں کافر نہ جانے تو کافر نہ ہوگا اور اگر اپنے مذہب کی رو سے اسے کافر سمجھتا ہی اس بناء پر یوں کہا تو کافر ہو جائے گا۔

درمختار ص ۲۹۳ شرح وہبانیہ سے:

یکفر ان اعتقد المسلم کافرا بہ یفتی۔[۶۲۱]

مسلمان کو کافر سمجھے تو خود کافر ہے اسی پر فتویٰ ہے۔

جامع الرموز مطبع کلکتہ ۱۲۷۴ھ ج ۴ ص ۶۵۱:

المختار انہ لو اعتقد المخاطب کافرا کفر۔[۶۲۲]

مختار یہ ہے کہ اسے اپنے مذہب میں کافر جان کر کافر کہا تو کافر ہو گیا۔

مجمع الانہر مطبع استنبول ج ۱ ص ۵۶۶:

لو اعتقد المخاطب کافرا کفر۔[۶۲۳]

اپنے عقیدے میں ایسا سمجھ کر کہے تو کافر ہے۔

اس مذہب مختار و ماخوذ للفتویٰ و مفتی بہ پر بھی اس طائفہ تالفہ پر صراحۃً کفر لازم کہ وہ قطعاً یقیناً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ان کی کتب مذہب[۶۲۴] میں صاف مصرح ہے تو باتفاق مذاہب مذکورہ فقہائے کرام انھیں لزوم کفر سے مفر نہیں۔[۶۲۵]

---

۶۲۱ درمختار، باب التعزیر، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۱، ص ۳۲۷

۶۲۲ جامع الرموز، کتاب الحدود، فصل القذف، مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران، ج ۴، ص ۵۳۵

۶۲۳ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۱، ص ۶۱۰

۶۲۴ مثل تقویۃ الایمان وتنویر العینین، وتصانیف بھوپالی وغیرہا میں جابجا مصرح

۶۲۵ باقی تفصیل وتحقیق ہمارے رسائل النھی الاکید، الکوکبۃ الشہابیہ، حصہ اول مجلد ششم العطایا النبویۃ فی الفتاوی رضویہ میں ہے۔ لاجرم علمائے مکہ معظمہ کے سردار بقیۃ

کذلک العذاب والعذاب لآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔ ۶۲۶

السلف عمدۃ الابرار خاتم المحققین شیخ الاسلام والمسلمین زبدۃ کبراء البلد الامین شیخنا وبرکتنا وقدوتنا علامہ سید شریف حمد زینی دحلان مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنا بہ وقدسنا بسہر الملکی نے کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ میں کہ خاص اسی طائفے کے رد میں تالیف فرمائی اور مطبع بہیہ مصر میں طبع ہوئی ان گمراہوں کی نسبت تصریحاً ارشاد فرمایا

ھؤلاء ملحدۃ المکفرۃ للمسلمین

یہ ملحد کافر بے دین لوگ مسلمانوں کو کافر کہنے والے۔

(الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیۃ، ص ۲۶)

ظاہر ہے کہ ملحد ایک فرقۂ کفار ہے نو جمیع فرقِ کفر کو شامل۔ ردالمحتار، جلد ۳، صفحہ ۴۵۷

رسالہ علامہ ابنِ کمال پاشا سے:

الملحد اوسع فرق الکفر جداً، ملحد تمام فرق کفار سے وسعتِ معنیٰ میں زیادہ ہے۔

نیز علامہ سید شریف ممدوح نے فرمایا صفحہ ۳۰:

امر الشریف مسعود ان یناظر علماء الحرمین العلماء الذین بعثوھم فناظروھم فوجدوھم ضحکۃ وسخرۃ کحمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ ونظر والی عقائدھم فاذا ھی مشتملۃ علی کثیر من الکفریات۔

ترجمہ: مکہ معظمہ کے حاکم حضرت مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے حرمین شریفین کو حکم دیا کہ وہابیوں کے مولویں سے جو ان کے امام شیخ نجدی نے بھیجے ہیں مناظرہ کریں، علمائے کرام نے ان مُلّوں سے مناظرہ فرمایا تو انہیں پایا کہ نرے مسخرے ہنسنے کے قابل ہیں جیسے بھڑکے ہوئے گدھے کہ شیر سے بھاگے ہوں اور ان کے عقائد کو غور فرمایا تو ان میں بہت باتیں وہ پائیں جن کا قائل کافر ہے۔

اسی رسالہ مبارکہ میں ص ۳۳ سے ۳۵ تک حدیثیں نقل فرمائیں جن میں اس فرقہ وہابیہ کے خروج کی خبر آئی ہے ان میں بھی جا بجا ان کے کافر اور دین اسلام سے یکسر خارج ہونے کی تصریح ہے۔ اسی میں ان کے معلم اول شیخ نجدی کی نسبت فرمایا ص ۲۷ فبھت الذی کفر، مدہوش ہو گیا کافر۔

۶۲۶ القرآن الکریم، ۶۸، ۳۳

مارا ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا کہ وہ جانتے۔

تذلیل جلیل: یہ بطور نمونہ طائفہ حائفہ اور اس کے کفری اقوال اور ان پر کتب ائمہ دین سے احکام کفر و اشد الضلال تھے جن کا شمار بظاہر ستر کفریات تک پہنچا ارت حقیقۃ تو بے شمار ہیں کہ ساتھ سے گیارہ تک پانچ کفریات کے کلمات ہیں ہر کلمہ صد ہزار کفریہ کا خمیرہ ہے۔ یونہی کفریہ ۲۳و۲۹ بھی مجمع کفریات کثیرہ، یہ ستر کیا ان میں سے جس ایک کو چاہئے دکھائے تو اب کفریات کو خواہ ستر کہے خواہ ستر ہزار کفریات ٹھہرائے او کیوں نہ ہوں کہ وہاں عمر بھر یہی کمایا☆☆ پڑھا لکھا سب اسی میں گنوایا تھا مشقیں چڑھی تھیں مہارتیں بڑھی تھیں ایک ایک قول میں ہزار ہزار کفر بے بول جانا وہاں کیا بات تھی، یہاں قصد استیعاب آب دریا پیمودن ودانہائے ریگ شمرون کے تمیل سے ہے لہذا اس طرف سے عطف عنان کیجئے اور ان کے اقوال خاصہ پر خاک ذلت ڈال کر بہت مشائخ کرام کے نزدیک اس سارے فرقہ متفرقہ اور اس کے تمام طوائف سابقہ ولاحقہ اکا ایک کفریہ عامہ قدیمہ سن لیجئے کہ انھیں کافر کہنا فقہا واجب ہے،

واضح ہو کہ وہابیہ منسوب بہ عبدالوہاب نجدی ہیں، ابن عبدالوہاب ان کا معلم اول تھا[۶۲۷]، اس نے کتاب التوحید لکھی جس

---

[۶۲۷] **مختصر تاریخ وہابیہ**

ابوالوہابیہ محمد بن عبدالوہاب ۱۱۱۴ ہجری میں بمقام عینیہ سرزمین نجد (عرب) میں پیدا ہوا۔ بچپن میں پڑھنا لکھنا اپنے والد سے سیکھا اور چونکہ اس کی جبلت سے لاابالی پن اور طبیعت میں سرکشی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، چند ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد تعلیم کو

میں اپنے فرقہ خبیثہ کے سوا تمام اہل اسلام کو کھلم کھلا

خیر آباد کہہ دیا اور اس طرح قرآن وحدیث وفقہ وغیرہ علوم ضروریہ سے بے بہرہ رہ گیا۔ مگر اس کے باوجود خود کو تعلیماتِ اسلامی کا نہ صرف عالم وفاضل بلکہ ماہر ومجتہد سمجھنے لگ گیا اور جہل مرکب میں گرفتار ہو کر قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح میں محض اپنی رائے فاسد وفہم نارکو ہی کافی سمجھ بیٹھا حتیٰ کہ اس برخود غلط شخص نے ائمہ دین ومفسرین محدثین کے مسلکِ حق کو غلط قرار دے کر دینی مسائل میں اپنی رائے کو حرفِ آخر قرار دے دیا۔

ظاہر ہے کہ اس غلط روش اور ایسی بے راہ روی کے نتیجہ میں گمراہی لازم ہے چنانچہ یہ شخص عقائدِ باطلہ اور خیالاتِ فاسدہ میں پھنس کر راہِ حق سے بھٹک گیا۔ مسلک اہل سنت سے کٹ گیا۔ سبیل المؤمنین سے پھسل کر ضلالت کے گہرے اندھیرے غار میں جا گرا اور بال آخر اس نے دینِ اسلام میں فتنہ وفساد کا ایسا خطرناک زہریلا بیج بو دیا جو بروقت رنگ لایا اور پھر اس شجر خبیثہ کی شاخیں رفتہ رفتہ عالمِ اسلام میں پھیلتی چلی گئیں۔

ابوالوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی پر مذہبی پیشوا بننے کے ساتھ ساتھ یہ خبط بھی سوار ہوا کہ وہ سیاسی لحاظ سے بھی قوت واقتدار حاصل کرے اور پھر جس طرح بھی بن پڑے ایک ایسی ریاست قائم کر لے، جس میں اپنے خانہ ساز اصول رائج کر سکے اور من مانی کرنے میں مطلقاً آزاد ہو۔

اس مقصد کے تحت اس نے ایک منصوبہ تیار کیا اور اس کی تکمیل کے لیے مسلمانوں کے متفق علیہ مسائل کو غلط اور خلافِ اسلام قرار دے کر ملتِ اسلامیہ میں انتشار پیدا کرنا شروع کر دیا اور توحید کی آڑ میں سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کے ان فضائل وصفاتِ عالیہ کا انکار کرنے لگا جو نصوصِ قرآن وحدیث سے ثابت اور علمائے امت ان پر متفق ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء اللہ کی شان میں دریدہ دہنی اور توہین وتنقیص میں مصروف ہو گیا۔ حضور ﷺ واولیاء اللہ سے توسل کو شرکِ صریح قرار دے کر تمام مسلمانوں کو مشرک وکافر ٹھہرایا اور انہیں واجب القتل قرار دے دیا۔

اس نے برملا اعلان کر دیا کہ اصلی ایمان اور توحید یہی ہے جسے میں پیش کر رہا ہوں اور جو

مشرک بنایا اور حرمین طیبین زادہما اللہ شرفا وتکریما پر چڑھائی کر کے کوئی دقیقہ گستاخی وبے ادبی وشرارت وظلم وقتل غارت کا اٹھا نہ رکھا۔ تقویۃ الایمان اسی کتاب التوحید کا ترجمہ ہے۔ اس کا حال کتاب مستطاب سیف الجبار کے مطالعہ سے کھلتا ہے، یہ فرقہ حادثہ گروہ خوارج کی ایک شاخ ہے جنھوں نے سب میں پہلے حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر خروج کیا اور اسد اللہ القہار کافر شکار سے دارالبوار کا رستہ لیا جن کی نسبت حدیث میں آیا کہ وہ قیامت تک منقطع نہ ہوں گے۔

کوئی میری ان باتوں کو صحیح نہیں مانتا وہ قطعاً کافر ہے۔ اسے قتل کرنا اور اس کے مال و متاع کو لوٹ لینا نہ صرف جائز حوواجب ہے۔ اس طرح اس نے مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

۱: بدعتی مشرک وکافر مسلمان

۲: موحد مسلمان: یعنی صرف وہ مسلمان جو ابن عبدالوہاب کی من گھڑت توحید کو تسلیم کریں۔

اس طرح اس نے صرف اپنے متبعین کو موحد مسلمان قرار دے کر دوسرے جملہ مسلمانون کو زمرۂ کفار میں شامل کر کے فتویٰ صادر کیا کہ مشرک مسلمانوں کا خون اور مال حلال ہے۔ اس کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے۔

رفتہ رفتہ کچھ نہ کچھ سادہ لوح مسلمان اس کے دامِ تزویر میں پھنس کر اور زیادہ تر لوٹ مار کے شوقین اور لالچی اس کی جماعت میں شامل ہونے لگے اور بال آخر اس کے اور اس کی جماعت کے ہاتھوں ہزاروں بے گناہ مسلمان مقتول اور لاکھوں تباہ وبرباد ہو گئے۔ سفاک وہابیوں کے جارحانہ حملوں میں معصوم بچوں اور بوڑھی عورتوں تک کو تہہِ تیغ کر دیا گیا اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو غلام اور لونڈیاں بنا لیا گیا۔ مسلمانوں کے مال ومتاع کو لوٹ کر ان کے گھروں کو جلایا گیا اور ان کی بستیوں کو اجاڑ دیا گیا الغرض ان

جب ان کا ایک گروہ ہلاک ہوگا دوسرا سر اٹھائے گا یہاں تک کہ ان کا پچھلا طائفہ دجال لعین کے ساتھ نکلے گا بموجب اس وعدہ صادقہ کے یہ قوم مغضوب ہمیشہ فتنے اٹھایا کی تیرہ صدی کے شروع میں اس نے دیار نجدسے خروج کیا اور بنام نجدیہ مشہور ہوئی جن کا پیشوا نجدی تھا اسی کا مذہب میاں اسمعیل دہلوی نے قبول کیا[628] اور اس کی کتاب کا ترجمہ بنام توسیۃ الایمان کہ حقیقۃ تقویت الایمان ہے ان دیار میں پھیلایا اور بلحاظ معلم اول وہابیہ وبنظر معلم ثانی اسمعیل لقب پایا اس طائفہ کا ہمیشہ سے یہی مذہب رہا ہے کہ دنیا میں وہی موحد و مسلم ہیں باقی سب معاذاللہ کافر۔[629] ردالمحتار جلد ۳ ص ۴۷۸:

مسلمانوں پر اس قدر مظالم ڈھائے جو تا قیامت فراموش نہ کیے جاسکیں گے مگر

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یہ سب کچھ کر چکنے کے باوجود ابوالوہابیہ کا امیر و بادشاہ بننے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔ اس قدر جور وتشدد کے نتیجہ میں جب ریاستِ وہابیہ قائم ہوئی تو اس کا امیر کوئی دوسرا بنا اور خود قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی سنگین جرائم ومظالم کا بوجھ اپنی گردن پر لاد کر آنجہانی ہوگیا اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ فرمانے کے لیے مولانا رمضان علی قادری کی مکمل تاریخ وہابیہ کا مطالعہ فرمائیے۔

۶۲۸ اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان وصراط مستقیم

۶۲۹ ذیل میں دیے گئے الفاظ پڑھتے ہوئے یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ بات علامہ ابن عابدین شامی لکھ رہے ہیں جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت سے پہلے کے بزرگ ہیں۔ علامہ شامی نے ۱۲۵۳ھ میں وصال فرمایا اور اعلیٰ حضرت کی سن وفات ۱۲۷۲ھ ہے یعنی علامہ شامی کے وصال کے ۱۹ سال بعد اعلیٰ حضرت پیدا ہوئے لہٰذا ثابت ہوا کہ غیر مقلدین وہابیوں نے جو غلط فہمی پھیلائی ہوی ہے کہ اعلیٰ حضرت سے

ویکفرون اصحاب نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علمت ان ھذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل ھو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ والا یکفی فیھم اعتقادھم کفر من خرجوا علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا یتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اھل السنۃ وقتل علمائھم حتی کرہ اللہ تعالٰی شوکتھم وخرب بلادھم وظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف۔[۶۳]

اصحاب رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معاذ اللہ کافر کہنا کچھ خارجیوں کے لئے ضروری نہیں بلکہ خاص یہ ان خارجیوں کا بیان حال ہے جنھوں نے ہمارے آقا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر خروج کیا تھا خارجی ہونے کو اتنا کافی ہے کہ جن پر خروج کریں انھیں اپنے عقیدے میں کافر جانیں جیسا ہمارے زمانے میں عبدلوہاب کے پیرووں سے واقع ہوا جنھوں نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر ظلما قبضہ کیا اپنے آپ کو حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا مذہب یہ کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے خلاف مذہب میں مشرک ہیں اسی بناء پر انھوں نے اہل سنت وعلماء اہل سنت کا شہید کرنا حلال ٹھہرالیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کی شوکت توڑی ان کے شہر و یران کئے مسلمان کے لشکر کو ان پر فتح دی ۱۲۳۳ بارہ سو تینتیس ہجری میں،

یہاں سے تو ان کی اصل نسل مذہب مشرب معلوم ہو لئے، اب علمائے کرام سے ان کا حکم سنئے، بزازیہ جلد ۳ ص ۳۱۸

پہلے ان کا رد کرنے والا کوئی موجود ہی نہیں تھا وہ صرف پروپیگنڈہ ہے علمائے اسلام ابن عبدالوہاب کے وقت سے ان کا رد کرتے ہوئے آتے ہیں۔

۶۳ ردالمحتار، باب البغاۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ج ۳، ص ۳۰۹

یجب اکفار الخوارج فی الکفار ھم جمیع الامۃ سواھم[۶۳۱]

خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے اس بناء پر کہ وہ اپنے سوا تمام امت کو کافر کہتے ہیں۔

ظاہر ہوا کہ یہ خصلت خبیثہ ان میں آج کی نہیں بلکہ ہمیشہ سے ان کے اگلے پچھلے سب اسی مرض میں گرفتار تھے جس پر مشائخ مذہب رحمہم اللہ تعالیٰ نے انھیں کافر جانا، اور ان کی تکفیر کو فرض واجب مانا۔ لطف یہ کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب بھی انھیں مشائخ کرام کی موافق فرماتے بلکہ تکفیر خوارج کو مجمع علیہ بتاتے ہیں۔

تحفہ اثنا عشریہ ص ۷۳۲:

محارب حضرت مرتضیٰ اگر از راہ عداوت و بغض ست نزد اہل سنت کافر ست بالاجماع و ہمیں ست مذہب ایشاں در حق خوارج۔[۶۳۲]

حضرت علی مرتضیٰ سے جنگ کرنیوالا اگر ان سے عداوت و بغض کی وجہ سے کرتا ہے تو اہل سنت کے نزدیک بالاجماع وہ کافر ہے۔ اور خوارج کے متعلق ان کا یہی مذہب ہے بالجملہ[۶۳۳] ماہ نیم ماہ و مہر نیمروزہ کی طرح ظاہر و زاہر کی اس فرقہ

---

۶۳۱ فتاویٰ بزازیۃ علیٰ حامش فتاویٰ ہندیۃ، الباب الرابع فی المرتد، نورانی کتب خانہ پشاور، ج ۶، ص ۳۱۸

۶۳۲ اثناء عشریہ، باب دوازدہم در تولا و تبرا، سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۳۹۴

۶۳۳ اس میں شک نہیں کہ اس گروہ ناحق پژوہ پر ہزاروں وجہ سے کفر لازم اور جماہیر فقہائے کرام کی تصریحیں ان کے صریح کفر پر حاکم، نسائی، اللہ تعالیٰ العفو والعافیۃ فی الدنیا والاٰخرۃ (ہم اللہ سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔)

تنبیہ نبیہ: یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام عظمائے اسلام معظمین کلمہ خیر الانام ﷺ پر کہ یہ کچھ

متفرقہ یعنی وہابیہ اسمعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کفر لازم، اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر واعلام کی تصریحا واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض وواجب اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ مختار ومرضی ومناسب واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔
الحمد اللہ کہ یہ اجمالی اجلالی جواب بالصواب عشرہ جمادی

دیکھتے وہ کچھ سخت وشدید ایذائیں پاتے ہیں۔ اس طائفہ تالفہ کے پیرو پیرو سے ناحق ناروا بات بات پر سچے مسلمانوں خالص سنیوں کی نسبت حکم کفر وشرک سنتے ایسی ناپاک وغلیظ گالیاں کھاتے ہیں، بایں ہمہ شدتِ غضب دامنِ احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی، نہ ان نالائق ولایعنی خباثتوں پر قوتِ انتقام حرکت میں آتی ہے، وہ اب تک یہی تحقیق فرمارہے ہیں۔ کہ لزوم والتزام میں فرق ہے اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات۔ ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے۔ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکمِ کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ فقیر غفرلہ تعالیٰ نے اس مبحث کا قدرے بیان آخر رسالہ ''سبحن السبوح کذب مقبوح'' میں کیا اور وہاں بھی ب آنکہ اس امام وطائفہ پر صرف ایک مسئلہ امکانِ کذب میں اٹھتر ۷۸ وجہ سے لزومِ کفر کا ثبوت دیا کفر سے کفِ لسان ہی کیا۔ بالجملہ اس طائفہ حائفہ خصوصاً ان کے پیشوا کا حال مثل یزید پلید علیہ ما علیہ ہے کہ محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت پسند کیا۔ ہاں یزید مرید اور ان کے امام عنید میں اتنا فرق ہے کہ اس خبیث سے ظلم وفسق وفجور متواتر مگر کفر متواتر نہیں، اور ان حضرت سے یہ سب کلماتِ کفر اعلیٰ درجۂ تواتر پر ہیں، پھر اگرچہ ہم براہِ احتیاط تکفیر سے زبان روکیں، ان کے خسارو بوار کو یہ کیا کم ہے کہ جماہیر ائمہ کرام فقہائے اسلام کے نزدیک ان پر بوجوہِ کثیرہ کفر لازم۔ والعیاذ باللہ القیوم الدائم۔

الآخرہ روز مبارک جمعہ فاخرہ ۱۳۱۲ سنہ ہجریہ طاہرہ کو بدر سمائے ختام اور بلحاظ تاریخ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیۃ نام ہو۔

نسأل اللہ تعالٰی ان یدینا علی الایمان والسنۃ ویختم لنا علی دینہ الحق بعظیم المنۃ ویدخلنا بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم فرادیس الجنۃ وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد سید الانس والجنۃ وعلی الہ وصحبہ واھلہ وحزبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

ہم اللہ تعالٰی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان وسنت پر دوام بخشے اور اپنے دین حق پر ہمارا خاتمہ فرمائے اپنے بڑے احسان سے اور حضور ﷺ اپنے حبیب کریم کے وسیلہ سے ہمیں جنت الفردوس عطا فرمائے، وصلی اللہ تعالٰی علیہ ومولانہ محمد سید الانس والجنۃ وعلی الہ وصحبہ واہلہ وحزبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔ (ت)

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

امام ابن حجر مکی قواطع میں فرماتے ہیں۔

انہ یصیر مرتدا علی قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا وتفریطاً۔

ترجمہ: ایک جماعت کے قول پر وہ کافر ہے اس کے خسارے و ذلت کو یہی کافی ہے۔

(الاعلام بقواطع الاسلام، ص ۳۶۳)

اللہ عزوجل پناہ دے اور دین حق پر دنیا سے اٹھائے، آمین۔

والحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم

تقلید اور غیر مقلدین کے رد میں اعلیٰ حضرت کے نایاب رسائل کا مجموعہ

دامان باغ سبحن السبوح

تصنیفات:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی عطاری

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

رسالہ

دامان باغ سبحٰن السبوح

(سبحٰن السبوح کے باگ کا دامن)

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کی دیوبند کا پڑھا ہوا ایک مولوی کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی جھوٹا ہو سکتا ہے اور اس پر دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو اگر اللہ تعالٰی نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے اور خدا نہیں کر سکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے آدمی کو قدرت نہیں، انسان کو اپنے کذب پر قدرت اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے، اور اس دلیل کو کہتا ہے کہ یہ ایسی قاطع دلیل ہے کہ جس کا جواب نہیں ہو سکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمائیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں۔

بینوا توا جروا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ت)

الجواب

سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ت) اللہ عزوجل مسلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی کہ دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ ان کے امام اسمٰعیل دہلوی کا یہ قول سریح ضلالت و گمراہی و بددینی ہے جس میں بلا مبالغہ ہزار ہا وجہ سے کفر لزومی ہے[۶۳۴]،

دامان باغ سبحٰن السبوح

۶۳۴ اسماعیل دہلوی امام الوہابیہ ہے اور وہابیوں کی تمام شاخیں اسماعیل دہلوی کو

جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہو جاتا ہے اگر ہم باتباع جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے اور رضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی وافی رسالہ مسمّٰی بہ سبحٰن السبوح عن کذب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہو چکا اور گنگوہیوں دیوبندیوں وغیرہم وہابیوں کسی سے اس کا جواب نہ ہو سکا نہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک ہو سکے،

حقت علیہم کلمۃ العذاب بما کذبوا ربہم وبما کانو یفسقون اولٰئک اصمہم اللہ واعمی ابصارہم فہم طغیانہم یعمھون ○

عذاب کا قول ان پر ٹھیک اترا بسبب اس کے کہ انھوں نے اپنے رب کی طرف جھوٹ منسوب کیا اور اس سبب سے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالٰی نے بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا وہ پس وُہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہتے ہیں (ت)

میں نے اس رسالے میں تیس ۳۰ نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے[۶۳۵] کہ اللہ تعالٰی کا کذب محال بالذات

اپنا امام تسلیم کرتی ہیں اور اس کی تقلید کرتی ہیں دیوبندی، جماعت اسلامی، تحریک اسلامی اور غیر مقلدین کے تمام گروہ چاہے وہ جماعت المسلمین ہو یا جماعت الدعوۃ سب اس کی تقلید کرتے ہیں۔

۶۳۵ اعلٰی حضرت عظیم البرکت اپنے رسائل میں دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں۔ اعلٰی حضرت کے تقریباً سو سے زیادہ تحقیقی رسائل ہیں اور ہر رسالے میں بیسیوں نصوص سینکڑوں دلائل اور کثیر علماء کے اقوال ہیں جب کہ آپ کے ہم عصر وہابی دیوبندی علماء ادلیل کے ناجائز حرام کا فتوٰی لگا کر دولائنوں میں بات ختم کر دیتے ہیں۔

ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے۔ مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہو اگر کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے تو اس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں، اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے عار رکھتا ہے' اگر وہ اللہ عزوجل جلالہ کے لئے ممکن ہوا تو وہ عیبی ناقص ملوث گندہی گھناؤنی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے اک رب کی امان، ادنیٰ سمجھ وال یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کرے گا، پاکی ہے اسے جس کے پرادہ عزت وجلال کے گرد کسی عیب و نقص کا گزر قطعاً محال بالذات ہے' جس کی عظمت و قدوسیت کو ہر لوث و آلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے: ۶۳۶

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال

یعنی جھوٹ باجماعِ علماء محال ہے کہ وہ بالاتفاق عقلاً عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔

نیز مقصد سادس فصل ثالث مبحث سابع جمہ اہلسنت کے عقید اجماعیہ میں فرماتے ہیں:

طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث والصانع قدیم متصف بصفات قدیمۃ والا یصح علیہ الجھل ولا الکذب ولا النقص۔ ۶۳۷

---

۶۳۶ شرح المقاصد ، المبحث السادس فی انہ تعالیٰ متکلم، دار المعارف النعمانیہ لاہور، ج ۲، ص ۱۰۴

۶۳۷ شرح المقاصد، فصل ثالث مبحث ثامن، دار المعارف النعمانیہ، ج ۲، ص ۲۷۰

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث نو پیدا ہے اور اس کا بنانے والا قدیم اور صفاتِ قدیمہ سے موصوف ہے، نہ اس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے۔

دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہو تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جھوٹ کہہ دی ہو، جب وہ جھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اس کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم وافسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کر ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرمادیا ہے کہ میری سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرا لو تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے کہ پہلا جھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذاللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت و اسلام و ملت کسی کا اصلاً پتا نہیں لگا رہتا، جزا و سزا و جنت و نار و حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا،

تعالی اللہ عما یقولون الظلمون علوا کبیرا۔

اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے اس سے جو ظالم کہتے ہیں۔ (ت)

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

الکذب فی اخبار اللہ تعالی جیہ مفاسد لا تحصی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی، منہا مقال الفلاسفۃ جی المعاد، ومجال الملاحدۃ جی العناد، و بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی نار فمع صریح اخبار اللہ تعالی بہ، فجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر محمل ولما کان ھذا باطلا قطعا علم ان

لقول بجواز الکذب بجی اخبار اللہ تعالی باطل قطعاً ا (ملتقطاً)[۶۳۸]

اخبار الٰہیہ میں امکان کذب ماننے سے بے شمار خرابیاں اور اسلام میں ایسے طعنے سر اٹھائیں گے جو پوشیدہ نہیں منجملہ ان کے معاد کے بارے میں فلاسفہ کا کلام، عناد پر مبنی بے دینوں کی جسارت اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے جیسے اجماعی نظریات کا بطلان ہے باوجود یکہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی تصریح وارد ہے، چنانچہ اس خبر کے مضمون کے عدم وقوع کا جائز ہونا محتمل ہوا، اور جب یہ قطعاً باطل ہے تو معلوم ہُوا کہ اخبار الٰہیہ میں امکان کذب کا قول قطعاً باطل ہے (ملتقطاً)۔

رہی دیوبندی کی دلیل ذلیل وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں، امام الوہابیہ کی اختراع خبیث ہے، سبحٰن السبوح[۶۳۹] میں اسکے ہذیانوں کی پوری خدمت گزاری کر دی ہے' یہاچند حرف گزارش،

اوّلاً جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کر سکتا ہے، تو جائز ہُوا کہ اُن کا خدا زنا کرے، شراب پیئے، چوری کرے، بتوں کو پُوجے، پیشاب کرے، پاخانہ پھرے، اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈبائے، سرِ بازار بدمعاشوں کے ساتھ دھول دھکڑ لڑے، جوتیاں کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کون سی ناپاکی، کون سی ذلت، کونسی کواری ہے جو ان کے خدا سے اُٹھ رہے گی۔[۶۴۰]

۶۳۸ شرح المقاصد، فصل ثالث مبحث الثانی عشر، دار المعارف النعمانیہ، ج ۲، ص ۲۷۰

۶۳۹ اعلیٰ حضرت نے اس موضوع پر ایک تفصیلی رسالہ "سبحن السبوح عن کذب مقبوح" میں تمام دیوبندیوں وہابیوں غیر مقلدین کی تمام نامعقول اور بیہودہ باتوں کا مدلل رد فرمایا ہے۔

۶۴۰ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ غیر مقلدین، وہابیہ کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ اگر بندہ جھوٹ بول سکے اور اللہ نہ بول سکے تو اللہ عزوجل کی قدرت میں (معاذ اللہ) کمی ماننی پڑے گی ان کی اس بیہودہ بات پر اعلیٰ حضرت نے یہ سارے دلائل پیش کیے کہ پھر صرف جھوٹ ہی پر کیوں بس ہو پھر اسی اصول کو سامنے رکھا جائے تو

ثالیاً بے دین اس گھمنڈ میں ہیں کہ انھوں نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہیکوئی عیب بالفعل تو اسے نہ لگایا' حالانکہ اوّل تو یہی ان کا گدھا پن ہے اُس جلیل جمیل سبوّح قدوس کی شان جلال کے لئے فقط امکان عیب ہی خود بڑا بھاری ہے جی سبحن السبوح واوضحناہ اللغواۃ مع مالہ من الواضوح (جیسا کہ ہم نے اس کو سبحٰن السبوح میں بیان کیا ور گمراہوں کیلئے اس کی خوب وضاحت کی۔ت) خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہیں، میں دُبتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائیں کہ بیشک انھوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا ارکتنا سخت سے سخت عیبی جانا بلکہ اس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی صاف صاف اس کی الوہیت ہی باطل کردی، وجہ سُنئے جب ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے کہ اپنی ماں کی تواضع وخدمت کے لئے اس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے' اپنے باپ کی تعظیم وغلامی کے لئے اس کے جُوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ تعظیم و تواضع وخمت و غلامی پر قادر ہو ورنہ انسان کی

یہ سارے افعال بھی اللہ عزوجل کے لیے معاذ اللہ ماننے پڑیں گے۔

نوٹ: بدمذہب لعنتی غیر مقلدین اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت لگانے والے اعلیٰ حضرت پر بھی جھوٹی تہمتیں لگاتے رہتے ہیں۔ ایسی ہی ایک تہمت پچھلے دنوں نظر سے گزری اعلیٰ حضرت نے یہاں جو وہابیہ کے خدا کا نقشہ پیش کیا ہے اس کا علمی جواب دینے کے بجائے اعلیٰ حضرت کی برائی کے لیے ایک پمفلٹ بنایا گیا جس میں احمد رضا کا اللہ کے عنوان سے یہی عبارت ترمیم کے ساتھ لکھ دی گئیں۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

قدرت جو اس کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کر سکا اور خدا سے نہیں ہو سکتا، اگر کہئے اسے اس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوئی کہ اس کے ماں باپ ہی نہیں تو اس میں اس زخم کا کیا علاج ہُوا، مطلب تو تھا کہا ایک کام تو ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ہو سکتا خواہ نہ ہو سکنے کی کوئی وجہ ہو، لاجرم تمھارے طور پر ضرور ہے کہ خدا کے ماں باپ ہوں تاکہ وُہ بھی ایسی سعادت مندی کر سکے جیسی انسان کر رہا ہے' اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہوگا اور حادث کدا نہیں ہو سکتا، اس کا کوئی خالق ہوگا اور مخلوق خدا نہیں ہو سکتا، اب تو تم سمجھے کہ تم خدا کو بالفعل عیسیٰ مانتے اور سرے سے اس کی الوہیت ہی باطل کر رہے ہو۔

ہاں ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے ماں باپ نہ ہوں اور پھر بھی اسے ان سعادتمندیوں پر قدرت ہو، کہو تو بتادیں، وہ یہ کہ وہابیہ کا خدا کسی دن اپنے آپ کو موت دے اور آواگون کے ہاتھوں کسی پرش کے بھوگ سے کسی استری کے گربھ میں دور سرا جنم لے اپنے ان آئندہ ماں باپ کی غلامی کرے، مگر الوہیت تو یُوں بھی گئی کہ جو مر سکا وُہ خدا کہاں!

ثالثاً احمق بددین نے اگرچہ مسلمانوں کا دل رکھنے کو اپنے رسالہ یکروزی میں جہاں یہ ناپاک دلیل ذلیل لکھی ہے یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب ممکن بالذات ہونے پر بھی ممتنع بالغیر ضرور ہے مگر دلیل وہ پیش کی جس نے امتناع بالغیر کو بھی صارف اڑادیا، ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ ممتنع بالذات نہ ممتنع بالغیر' بلکہ ہر روز و سب ہزاروں بار واقع تو کذب پر اس کی قدرت آزاد ہوئی جس پر کوئی روک نہیں اور برابر کام دے رہی ہے، مگر خدا

کی قدرت بستہ و مسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہیں اور شک نہیں کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے تو یوں کیا انسانی قدرت اس کی قدرت سے فائق نہ رہی باعتبار مقدورات کمّاً نہ سہی تو باعتبار نفاذ کیفاً سہی، ناچار تمھیں ضرور ہے کہ امتناع بالغیر بھی نہ مانو کہ انسانی قدرت سے شر مانا تو نہ پڑے۔

رابعاً اس قول خبیث کی خباثتیں کہاں تک گنیں کہ وُہ تو بلا مبالغہ کروڑوں کفریات کا خمیرہ ہے' ہاں وہ پوچ بے حقیقت گرہ کھولیں جو اس نے اپنا جادو پھونک کر لگائی حماقت سے بہت کرسی گتھی جانی، یہ چار طور پر ہے بعضہا قریب من بعض:

اوّل: ساری بات یہ ہے کہ احمق نے افعال انسانی کو کدا کی قدرت سے علحدہ سمجھا ہے کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے یہ رافضیوں معتزلیوں فلسفوں کا مذہب ہے، اہلسنت کے نزدیک انسانی حیوانی تمام جہان کے افعال اقوال اعمال احوال سب اللہ عزّوجلّ ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، اوروں کی قدرت ایک ظاہر قدرت ہے جسے تاثیر و ایجاد میں کچھ دخل نہیں تمام کائنات و ممکنات پر قدرت موثرہ خاص اللہ عزو جل کے لئے ہے' تو کذب ہو یا صدق، کفر ہو یا ایمان، حسن ہو یا قبح، طاعت ہو یا عصیان، انسانے جو کچھ واقع ہو گا وہ اللہ ہی کا مقدور اللہ ہی کا مخلق ہو گا' اسی کی قدرت اسی کی ایجاد سے پیدا ہو گا، پھر کیونکر ممکن کہ انسان کو فعل قدرتِ الٰہی سے جُدا کر سکے جس کے لئے وزن برابر کرنے کو خدا کو اپنے لئے بھی کر سکنا پڑے، اس ضلالت و بدینی کی کوئی حد ہے مقاصد میں ہے:

فعل العبد واقع بقدرۃ اللہ تعالیٰ انما اللعبد الکسب والمعتزلۃ بقدرۃ العبد صحۃ الھکماء ایجابا۔[۶۴۱]

یعنی بندے کا ہر فعل اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے بندہ کا فقط کسب ہے اور معتزلہ وفلاسفہ کہتے ہیں کہ بندے کا فعل خود بندے کی قدرت سے ہوتا ہے، معتزلہ کے نزدیک امکانی طور پر کہ قدرت بندہ سے وقوعِ فعل ممکن ہے واجب نہیں اور فلاسفہ کے نزدیک وجوبی طور پر کہ تخلف ممکن نہیں۔

۴۹م: اندھے سے پوچھو انسان کو کس کے کذب پر قدرت ہے' اپنے یا خدا کے۔ ظاہر ہے کہ انسان قادر ہے تو صرف کذبِ انسانی پر' نہ کہ معاذاللہ کذبِ ربانی پر۔ اور شک نہیں کہ کذب انسانی ضرور قدرت ربانی میں ہے' پھر اگر کذب ربانی قدرت ربانی میں نہ ہُوا تو قدرت انسانی کیونکہ بڑھ گئی، وہ کذب ربانی پر کب تھی اور جس پر تھی یعنی کذب انسانی' اسے ضرور قدرت ربانی محیط ہے، مگر خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے، دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان اپنے کذب پر قادر ہے، اور یہی لفظ بارگاہِ عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے اور نہ سوجھا کہ وہاں اپنے سے انسان مراد تھا اور اب خدا مراد ہو گیا، اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ اسکی طرح کا کوئی کور باطن خیال کرے کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح کر سکتا ہے تو چاہئے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کر سکے ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی، تو خدا کے لئے اور خدا درکار ہوا،

---

۶۴۱ المقاصد مع شرح المقاصد، الفصل الخامس، دار المعارف النعمانیہ لاہور، ج ۲، ص ۱۲۰

اولم جرا الی غیر نھایۃ و غیر قرار، کذٰلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار۔

اور کھینچتا چل مالا نہایۃ تک، یونہی اللہ تعالیٰ ہر متکبر سرکش کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے

سوم: ہم پُوچھتے ہیں قدرتِ انسانی بڑھ جانے سے کیا مراد ہے، آیا یہ کہ انسان کے مقدورات گنتی میں خدا کے مقدورات سے زائد ہو جائیں گے، یہ تو بداہۃً استحالہ کذب کو لازم نہیں کہ کذب و جملہ نقائص سرکار عزت کے لئے سرکار عزت کی قدرت میں نہ ہونے پر بھی اس کے مقدورات غیر متناہی ہیں اور انسان کتنی ہی ناپاکیوں پر قادر ہو آخر اس کے مقدورات محدود ہی رہیں گے اور متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی، ہاں یہ کہئے کہ ایک چیز بھی ایسی نکلنا جو انسان کی، زیر قدرت ہو اور رحمٰن کے زیر قدرت نہ ہو محال ہے (اور بیشک ایسا ہی ہے) اسی کو زیادت قدرت سے تعبیر کیا ہے تو اب ہم دریافت کرتے ہیں یہ خاص کذب کہ انسان سے واقع ہوا قدرتِ خدا سے ہوا یا قدرتِ خدا سے جدا، بر تقدیر اول وہ کون سی چیز نکلی جو انسان کے زیر قدرت تھی اور رحمن کے زیر قدرت نہ تھی کہ یہ جو قدرت انسان سے ہوا خود مانتے ہو کہ قدرت رحمن سے ہوا پھر زیادت کہاں، بر تقدیر دوم رحمن اگرچہ معاذاللہ اپنے کروڑ کذبوں پر قادر ہو وہ کذب اس کذب کے عین نہ ہوں گے جو انسان سے واقع ہُوا بلکہ کذب ہونے اس کے مثل ہوں گے اور مثل پر قدرت سے پر قدرت نہیں، وُہ خاص کذب انسانی جو قدرت انسانی سے واقع ہوا اسے صراحۃً قدرتِ خدا سے جدا کہہ رہے ہو تو خدا کا کذب ممکن بلکہ اب تازہ ایمان گنگوہی پر معاذاللہ واقع مان کر بھی وُہ کال تو نہ کٹا کر ایک شئ جو زیر قدرت انسانی تھی زیر قدرت رحمانی نہ ہوئی اس کی نوع مقدور خدا ہوئی نہ کہ خود وہ

فرد تو تونے خدا اور انسان کو دربارۂ کذب برابر کے دو عاجز مانا کہ نوع کذب کے افراد سے جس فرد پر انسان قادر نہیں اور جس فرد پر خدا قادر ہے انسان قادر نہیں۔[۶۴۲]

دہلوی کے بندو! اسی پر اس مسئلہ میں ان اللہ علی کل شئی قدیر (بیشک اللہ تعالٰی ہر شئی پر قادر ہے۔ت) پڑھتے اور کذب الٰہی محال جاننے والے مسلمانوں پر عجز ماننے کی تہمت رکھتے ہو، حالانکہ تم خود ہی وُہ ہو کہ خدا کو افراد مقدورۂ عبد پر قادر نہیں مانتے جب تو وزن برابر کرنے کو امثال مقدورات عبد خود اس کے نفس کریم میں گھڑتا چاہتے ہو قاتلکم اللہ (اللہ تعالٰی تمہیں ہلاک کرے۔ت) کسی مذہب خبیث کی بھی تقلید چھوڑوے یا سب میں سے ایک ایک حصّہ لوگے، یہ وائف معتزلہ جبائیہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالٰی نفس مقدورات عبد پر قادر نہیں۔ موقف میں ہے:[۶۴۳]

الجبائیۃ قالو لایقدر علی عین فعل العبد ۲ الخ۔

جبائیہ نے کہا کہ اللہ تعالٰی عین فعل عبد پر قدرت نہیں رکھتا الخ (ت)

ہم اہلسنّت کے نزدیک اللہ تعالٰی عین مقدورات عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ اسی کی قدرت کاملہ سے واقع ہوئے ہیں اور ان کے امثال پر بھی کہ امثال عبد سے امثال فعل صادر کرا سکتا ہے، مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفس کریم سے ویسی ناپاکیاں صادر کر دکھائے اس سے وُہ پاک و متعالی ہے، سبحن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ

---

۶۴۲ القرآن الکریم، ۱۶، ۷۷

۶۴۳ المواقف مع شرح المواقف، المرصد الرابع فی الصفات الوجودیہ، منشورات الشریف الرضی قم ایران، ۶۴، ۸

بناتے ہیں۔ت)

اس کی مثال یُوں سمجھو کہ زید و عمر و دونوں اپنی اپنی زوجہ[۶۴۴] کو طلاق دینے[۶۴۵] قادر ہیں مگر ایک دوسرے کی زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پر قادر نہیں بلکہ اس کی نظیر پر قادر ہے، لیکن حق جل مجدہ' دونوں پر قادر ہے کہ ان میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا وُہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع و موجود و مخلوق ہوگی تو اللہ تعالٰی زید و عمر ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پر بھی کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا، مگر امام الوہابیہ کی ضلالت نے اس خدا کی قدرت نہ جانا بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جورو کو طلاق دے سکتے ہیں خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حد ہے؟ اس بے ایمانی کا ٹھکانہ ہے؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چہارم: یہ قضیہ بیشک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے اس سب اور اس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولٰی عزوجل قادر ہے وہ بقدرت ظاہر یہ عطائیہ اور حق بقدرت حقیقیہ ذاتیہ مگر اس حق کو یہ ناحق کوشش کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا انسان کا کسی فعل کع کرنا کسب

---

۶۴۴ یہ فہم امام الوہابیہ کے قابل واضح تغایر لکھا ہے ورنہ مخلوق میں کسی فعل بعینہ پر دوسرے کو قدرت نہیں ہوسکتی کہ فعل فاعل سے تعین پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا، پانی پینا یا اٹھنا بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جو زید سے صادر ہوا عمرو سے صادر نہیں ہوسکتا اس کی نظیر اس سے صادر ہوگی۔

۶۴۵ یعنی ایسی طلاق جس میں اصیل خودمختار ہو

کہلاتا ہے انسان کی قدرت ظاہر یہ صرف اس قدر ہے، قدرت حقیقیہ خلق و ایجاد میں اس کا حصہ نہیں وہ خاص مولٰی عزوجل کی قدرت ہے تو اس کلمہ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اسکے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہوگا مگر بقدرت خدا اس دل کے اندھے نے یہ بنالیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے، رحمن بھی کو د اپنے لئے اس کے کسب پر قادر ہے سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ت) اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا "صحۃ الشئی منہ" ہے نہ کہ "صحۃ الشئی علیہ"، اور صاف گھڑ لیا کہ "مایصح علی العبد یصح علی اللہ "جو بندے پر جاری ہو سکے خدا پر بھی جاری ہو سکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت و شیطنت بے انتہا ہے،

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔[۶۴۶]

اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے (ت)

دیوبندی اسے قطعی دلیل کہتا ہے، ہم ایک فائدہ عجیبہ بتائیں، میں کہتا ہوں ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے مگر کا ہے پر، وہابیہ امام الوہابیہ کے ایک ایک قول ایک ایک فقرے ایک ایک حرف وہابیت کے ابطالِ صریح پر، اس حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمہ واضحہ کے بیان سے روشن و منیر، وہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے وہ ضرور فی الواقع حق و بجا ہے ورنہ خدا و پر جہل مرکب جائز ہو کر اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے

۶۴۶ القرآن الکریم، ۲۶، ۲۲۷

باطل کو صحیح مان لے، امام وہابیہ نے اگر چہ اس کا کذب ممکن کہا مگر وہ یوں تھا کہ اس کے علم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اس کے خلاف کہے نہ یہ کہ خود اس کا علم ہی باطل و خلافِ حق ہوا اس کے امکان کی اس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگر چہ امکان جہل صراحۃً[۶۴] اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا کہ ایک بات معلوم نہ ہونا نہ کہ جہل مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا' اس کا امکان ان سے بھی مسموع نہیں، رہے ہم اہل اسلام، ہمارے نزدیک تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ مقدمہ اجلی بدیہیات و اعلیٰ ضروریات دین سے ہیم اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہو جائیں کہ ان کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں کہ کسی دلیل کیتعلیل، کسی استقراء کسی تمثیل سے ان پر اعتقاد کر سکے اس کا اعتقاد محض بر بنائے کلام الٰہی تھا اب اس کی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطاء کی

---

۶۴ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل وغیرہ نے جو اس ہذیان امام الوہابیہ پر لزوم امکان جہل وغیرہ شناعات سے نقص کیا تھا، مولوی محمود حسین دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے عقائد گنگوہی کے بیان و حمایت میں اس کا جواب اخبار نظام الملک پر چہ ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھاپا:

"چوری، شراب خوری، جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدائی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے"

دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے شرابیں پیے، جاہل بنے، ظلم میں سے سب کچھ روا ہے، اعوذ باللہ من الخذلان، اس پر چہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کات مستطاب سبحن السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو۔

بات ہے، جانچ کا ہے سے ہوگی عقل سے، عقل وہاں چل سکتی، ہی نہیں تو محض مہمل و بے ثبوت جاننا اور ان سب کا چھوڑ دینا لازم ہُوا کذب نے تو بات ہی میں شبہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ رکھی بلکہ نظر بمذہب وہابیہ اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیات معاد بلکہ خود اصل ایمان اعنی توحید الٰہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وجہ سُنئے وہابیہ کے طور پر خدا کیلئے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں ان کا امام صاف مان رہا ہے کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے تو واجب ہُوا کہ خدا عورت سے نکاح بعدہ 'جماع بعدہ' اس کے رحم میں اپنے نطفے کا ایقاع کر سکے ورنہ قدرت میں انسان سے گھٹ جو رہے گا، اور جب یہاں تک ہو لیا تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچہ بنانے اور پیدا کرانے میں کیا زہر گھل گیا کہ ان سے عاجز رہے گا دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تھک رہے گا، آخر وہابیہ کا ایک پُرانا امام ابن حزم غیر مقلّد ظاہری المذہب مدعی عمل بالحدیث منہ بھر کر بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ہے، ملل و نحل میں کہتا ہے:

انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزا [۶۴۸]

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اولاد کرے کیونکہ اگر اس پر قادر نہ ہوا تو عاجز ہوگا

اس کا رد سبحن السبوح صفحہ ۳۴ و ۳۵ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحق عبادت ہوگا، قال اللہ تعالیٰ:

قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین۔ [۶۴۹]

---

۶۴۸ الملل والنحل لابن حزم

۶۴۹ القرآن الکریم، ۴۳، ۸۱

تم فرمادو کہ اگر رحمن کے کوئی بچہ ہے تو سب سے پہلے اس کا پوجنے والا میں ہوں۔

تو ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزاروں خدا مستحق عبادت ممکن ہیں، عقلی استحالہ تو یوں گیا، رہا شرعی اس کے کھونے کو امکان کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچی ہونی ضرور نہیں، جہل مرکب ممکن مانا گیا، تو پوری رجسٹری ہو جائے گی کہ ممکن کہ ادعائے توحید و مذمت شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بربنائے جہل مرکب وغلط فہمی ہو، اب لا الٰہ الا اللہ بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحنہ وتعالیٰ، بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال زلذات ہونے میں وہابیہ کو بھیا اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں تو یہ مقدمہ کہ "جس بات کا حق جاننا خدا پر رواہے وہ ضرور حق وبجا ہے۔" برہانی ایقانی بھی ہے اور مخالف کا تسلیمی اذعانی بھی، اس کا نام مقدمہ ایمانیہ رکھئے۔

اب خلاف وہابیہ وہابیت جو بات چاہئے فرض کر لیجئے خواہ وہ ہمارے موافق ہو یا ہمارے احکام سے بھی زائد مثلاً:

۱: اسمٰعیل دہلوی نرا کافر تھا۔

۲: گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انبٹھی، تھانوی وغیرہم وہابی سب کھلے مرتد ہیں۔

۳: جو کذبِ الٰہی ممکن کہے ملحد ہے۔

۴: تقویۃ الایمان، تنویر العینین، ایضاح الحق، صراطِ مستقیم تصانیف اسمٰعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نباحات انبوہی سب کفری بول تجس تراز بول ہیں، جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔

۵: جو باوصف اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے۔

۶: ان سفہا اور اُن کے نظر تمام خبثا جنھوں نے شان اقدس وارفع رب العالمین و حضور پُر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی، جو شخص رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورب العزت جل جلالہٗ کے مقابل ان ملحدوں کی حمایت مروت رعایت کرے ان کی باتوں کی تحسین، توجیہ تاویل کرے وہ عدوِ خدا دشمن مصطفیٰ ہے جل جلالہ وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۷: غیر مقلدین سب بے دین پکے شیاطین پورے ملاعین ہیں۔

سات سے اور سات ہزار اور جوبات لو کیا انسان اس کا اعتقاد نہیں کر سکتا وہ شخص بداہتہً جانتا ہے کہ آدمی ضرور ان میں سے ہر بات کے اعتقاد پر قادر ہے[۲۵۰]، یہ مقدمہ بدیہیہ عامۃ الورہ محفوظ رکھئے کہ " اس امر کا اعتقاد انسان کر سکتا ہے"۔ مسلمانو! (اس) میں آپ کو اختار رہا، ردّ وہابیہ یعنی دہلوی خلیل کا وہ عوی ذلیل کہ " جو کچھ انسان کر سکتا ہے خدا کر سکتا ہے" اس کے کبریٰ بنائیے، شکل اوّل بدیہی الانتاج سے نتیجہ نکلا کہ " اس امر کا اعتقاد خدا کر سکتا ہے" اب اس نتیجہ بدیہیہ ہو گا کہ یہ امر قطعاً یقیناً حق ہے، وہابیہ کو یہاں معرضہ بالقلب کی گنجائش نہیں کہ اپنے عقاید باطلہ کو کہیں انسان ان کا بھی اعتقاد کر سکتا ہے تو خدا بھی کر سکتا ہے تو یہ بھی حق ہیں کہ مبنائے دلیل مقدمہ وہابیہ ہے اور وہ ان پر حجت کہ ان کا اور ان کے امام کا ایمان ہے، ہمارے نزدیک وُہ باطل محض ہے تو کبریٰ قیاس اول مردود ہو کر پہلا ہی نتیجہ باطل ہو گا، اب کہئے مفر کدھر،

---

۲۵۰ ظاہر ہے کہ کوئی خبر بھی ہو حق ہو گی یا باطل، اور سب جانتے کہتے مانتے ہیں کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم از کم جائز اور باطل کا اعتقاد حرام وممنوع اور فرض وحرام وجائز و ممنوع وہی شے ہو گی جس پر انسان کو قدرت ہو، یہی یہاں ملحوظ ہے۔

تین ہی احتمال ہیں:

اول مقدمہ ایمانیہ کا انکار کرو اپنے خدا کا جہل مرکب میں گرفتار ہونا بھی جائز جانو، جب تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار جملہ سمعیات اور خود اصل اصول دین لا الٰہ الا اللہ (پر ایمان کو استغفاء دو اور کھلے کافر بنو۔

دوم اقرار کرو کہ وہابیہ یعنی دہلوی خلیل کی دلیل ذلیل کا وہ شیطانی کلیہ مردود و ملعون و مطرود تھا

سہیات اول تو اسے تمہارا دل کب گوارا کرے

انی لکم الی الھدی تحویل قد اشرب فی القلوب السمعیل

(تمہیں ہدایت کی طرف پلٹنا کہاں نصیب ہوگا، تحقیق تمہارے دلوں میں اسمٰعیل (کی محبت) رچ گیا ہے۔ت)

اور خدا کا دھرا سر پر، براہ ناچاری اس کے انکار پر آؤ بھی تو تمہارا خصم کب مانے وہ کہے گا میرا استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا، اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے تو فریق کو اپنے مقدمہ مسلمہ سے پلٹ جانے کی گنجائش نہیں، کما صرح بہ العلماء الکرام[651] (جیسا کہ علماءِ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے

---

[651] فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت للمولی بحر العلوم لو تم ھذا لم یکن الدلیل الجدلی مفید الالزام اصلا، اذ یمکن اعترافہ بالخطأ فی تسلیم احدی المسلمات ولم تکن القضایا المسلمۃ من مقاطع البحث والکل باطل علی ما تقرر فی محلہ والحق ان المسلم کالمفروض فی حکم الضروری لایصح انکارہ فانکارہ اشد من الالزام۔ باختصار۔

ترجمہ: مسلم الثبوت اور اس کی شروح فواتح الرحموت تصنیف مولانا

۔ت) ورنہ کوئی دلیل الزامی قائم ہی نہ ہو سکے، ہمیشہ مغلوب کے لئے یہ بھاگنے کا رستہ کھلا رہے کہ دلیل جس مقدمہ مسلمہ پر مبنی ہو اس سے انحراف کر جائے اور بالفرض وہ بھی درگزر کرے تو کیا یہ اقرار نرے قول کی ضلالت پر اقتصار ہو گا، نہیں نہیں صاف صاف کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ باری سبوح قدوس عزوجل کو ایسی شنیع ناپاک گالی کہ کروڑوں گالیوں پر مشتمل ہے دے کر صریح ضال مضل بے دین ہوا اور تم اور فلاں و فلانی اس کے سارے معتقدین بھی اس کی طرح گمراہ بد دین ہوں۔

سوم اگر ان دونوں سے فرار کو تو اب نہ رہا مگر یہ تیسرا کہ ان سب نتائج کو جو تمھارے امام ہی کے گھر سے پیدا ہوئے حق جانو اور دہلوی بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ اگر یہ تام ہو جائے تو پھر دلیل جدلی بالکل مفید الزام نہ رہے گی۔ کیونکہ ممکن ہوگا کہ خصم قضایائے مسلمہ میں سے کسی کو خطا مان لے اور مسلمات بحث کے خاتمہ کا ذریعہ نہ رہیں گے اور یہ سب باطل ہے جیسا کہ ہم اس کو اپنے محل میں ثابت کر چکے ہیں اور حق یہ کہ مسلم حکم ضرورۃ و بداہۃ میں مفروض سمجھا جاتا ہے جس کا انکار صحیح نہیں، پس اس کا انکار الزام سے شدید تر ہے۔

(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مع بذیل المستصفیٰ)

۶۵۲ تقلید کے بارے میں سوال جواب

سوال: تقلید سے کیا مراد ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

جواب: تقلید کے لغوی معنیٰ ابونصر اسماعیل بن حماد الجوہری فارابی المتوفی ۳۹۳ھ اپنی کتاب میں تقلید کے لغوی لکھتے ہیں:

اَلقلادۃ التی فی العنق ومنہ التقلید فی الدین

اول و دہلوی آخر و گنگوہی و نانوتی و انبیٹھی و تھانوی و دیوبندی اور خود گردن میں ہار وغیرہ ڈالنا اور اسی سے تقلید فی الدین ہے۔

اور دوسری کتاب لسان العرب میں ہے:

والقلادۃ ما جعل فی العنق ومنہ التقلید فی دین
اور ہار جو گلے میں ڈالا جائے اور اس سے دین میں تقلید ہے

(لسان العرب لابن منظور)

تقلید اور قرآن

تقلید دو قسم کی ہوتی ہے ایک اچھوں کی تقلید اور دوسری بروں کی تقلید قرآن پاک میں دونوں قسم کی تقلید کا ہے۔

اچھی تقلید یا اچھوں کی تقلید

۱: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔
ہم کو سیدھا راستہ چلا ان کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا۔

(پ ۱، سورۃ ۱، آیت ۵)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کا راستہ ہی این راستہ ہے اور تمام مفسرین محدثین ائمہ فقہ اور اولیائے کرام رضوان اللہ عزوجل کے نیک بندے ہیں اور اسی راستہ پر چلنے کی دعا کرنی چاہیے۔

۲: فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں۔

(پ ۱۴، النحل ۴)

۳: اتبع سبیل من اناب الیّ
اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا

(پ ۲۱، سورۃ لقمان)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی اتباع (تقلید) ضروری ہے یہ حکم بھی عام ہے کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں۔

اپنے آپ اور جملہ وہابیہ اور سارے غیر مقلدین سب کو

۴: فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید کر کہ وہ بچیں۔

(پارہ ۱، سورۃ ۹، آیت ۱۲۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سب کے سب دین کی سمجھ نہیں حاصل کر سکتے بلکہ چند لوگ سمجھ حاصل کر کے دوسروں کو بتائیں اور دوسرے ان کی تقلید کریں۔

۵: یوم ندعوا کل اناس بامامھم

جس دن ہر جماعت کو ہم اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

(پ ۱۵، سورۃ ۱۷، آیت ۷۱)

اس کی تفسیر روح البیان میں اس طرح ہے:

مقدم فی الدین فیقال یا حنفی یا شافعی

امام دینی پیشوا پس قیامت میں کہا جائے آئے حنفی آئے شافعی

بری تقلید یا بروں کی تقلید

بری تقلید وہ ہے جو شریعت کے خلاف ہے یعنی قرآن وحدیث کے خلاف ہے اس قسم کی بری تقلید قرآن پاک میں بار ہا مذمت بیان ہوئی اور ایسی تقلید کرنے والوں کو برا کہا گیا۔ مثلاً

۱: ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا۔

۲: وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما۔

۳: واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ آباءنا اولو کان آباؤھم لا یعلمون شیئاً ولا یھتدون۔

۴: وذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا۔

کافر مرتد در تقویت الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ ---------- لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (پ ۱۷، الانبیاء)

سبحان اللہ! مذکورہ آیتِ مبارکہ سے تقلید کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ جو چیز معلوم نہ ہو وہ جاننے والے سے پوچھنا لازم ہے۔ لہٰذا غیر مجتہد کو اجتہادی مسائل مجتہدین سے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے انہیں خود اجتہاد کرنا حرام ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ تقلید کرنا رب تعالیٰ کا حکم ہے خاص کر ائمہ مجتہدین کی تقلید یہ تو واجب ہے کہ جس چیز کا پتہ نہ ہو اس کو نہ تو چھوڑ دو اور نہ اپنے اندازے، تخمینے لگاؤ داہل ذکر یعنی اہل علم سے پوچھو لہٰذا شریعت میں تقلید لازمی وضروری ہے۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ ---------- مِنْهُمْ۔ (پ ۵، النساء)

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں بھی تقلید کا اشارہ ملتا ہے مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو مجتہدین پر پیش کرنا اور ان سے سمجھ کر عمل کرنا شریعت کی تعلیم ہے۔ خود اپنی رائے کو صحیح سمجھنا اور اس پر اڑے رہنا گمراہی کا سبب ہے کہ اپنی ناقص وضعیف رائے پر عمل کرنا کفار و منافقین کی پیروی کرنا ہے۔ ہر شخص صاحب اسرار نہیں ہوتا حو یہ نعمت اللہ عزوجل کسی کو دیتا ہے، لہٰذا چاہیے کہ قرآن و حدیث پر براہِ راست ہر شخص عمل نہ کرے ۱۲ انہیں مجتہدین ائمہ پر پیش کرے ان سے سمجھ کر عمل کرے ورنہ گمراہ ہو جائے گا۔ آیت مبارکہ میں خوف و امن کی خبروں کا تذکرہ ہوا کہ ان خبروں کو اہل علم کے سپرد کر دو اور چونکہ قرآن و حدیث ان خوف و امن کی خبروں سے زیادہ اہم اور نازک ہیں تو قرآن و حدیث تو علماء مجتہدین سے سمجھنا بدرجہ لازم ہے اس سے مسئلہ تقلید ہوا کہ امور دینیہ میں ہر کس و ناکس عالم و مفتی بننے کی کوشش نہ کرے اور نہ ہی قرآن و حدیث کو اپنی رائے سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرے ۲ مسلمانوں کا فرض ہے کہ دینی امور میں ائمہ مجتہدین کی طرف متوجہ ہوں جن کا علم و فضل، زہد و تقویٰ اور دینی بصیرت مسلمہ اور سیرت و کردار بے داغ ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ ---------- مَصِيْرًا

معیار الحق وغیر تمام تصانیف وہابیہ کو کفری قول اور

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے اور حدیث مبارکہ میں بھی آیا کہ ماراٰہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن" جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔" لہٰذا ختم فاتحہ، محفل میلاد گیارہویں، عرس بزرگانِ عامۃ المسلمین کے عمل ہیں اور مسلمان انہیں اچھا سمجھ کر کرتے ہیں لہٰذا یہ تمام عمل نیک ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ تقلید ائمہ ضروری ہے کیونکہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے تمام اولیائ، علمائ، محدثین، مفسرین مقلد ہوئے۔ ان کی مخالفت کر کے غیر مقلد بننا مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرنا ہے اور یہ راہ گمراہی کی طرف لے جاتی ہے لہٰذا عقائد و اعمال معاملات و معمولات وہی ہونے چاہیئں جو ہمیشہ کہہ کر چھوڑ دینا مسلمانوں کا راستہ چھوڑ دینا ہے لہٰذا تقلید ائمہ لازم و ضروری ہے کیونکہ اجماعِ امت کی مخالفت سے انسان توفیق الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ ---------- يَحْذَرُونَ (پ ۱۱، التوبۃ)

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے جیسا کہ مذکورہ آیت مبارک سے واضح ہوا کہ غیر مجتہد یا غیر عالم کو مجتہد یا عالم کی تقلید کرنی چاہیے اور دینی امور میں اس ایک عالم یا مجتہد کی خبر معتبر ہے لہٰذا مسلمانوں کو اس ایک عالم یا مجتہد کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنا چاہیے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ---------- مَعَ الصَّادِقِينَ۔ (پ ۱۱، التوبۃ)

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے تقلید کی اہمیت واضح ہوئی کہ سیدھے راستے پر چلنے اور اس پر قائم رہنے کے لیے تقلید نہایت ضروری ہے چنانچہ اماموں، مجتہدین کی تقلید برحق ہے اور ہمارے چاروں امام سچے ہیں کیونکہ ان کے مقلدین میں ہی اولیاء اللہ ہوئے ہیں راستہ وہی ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں، لہٰذا معلوم ہوا کہ جس فرقہ میں اولیاء اللہ ہیں وہی برحق ہے کہ یہ صادقین کا فرقہ ہے۔ تو چاہیئے کہ شریعت میں تقلید کر کے ہمیشہ سچوں کے ساتھ ساتھ رہا جائے اور اس فرقہ میں رہا جائے جس میں سچے لوگ ہوں

پیشاب سے زیادہ نجس و بدمانو، فرمایئے ان میں کون سا آپ
اس کے لیے کسی مجتہد امام کی تقلید ضروری ہے بڑے سے بڑا متقی بھی نہ بری صحبت میں
رہے نہ اکیلا رہے۔ ۲ ہمیشہ اولیاء اللہ کے فرقہ میں رہے اور وہ فرقہ صرف اور صرف
اہل سنت و جماعت ہے۔ ہمارے چاروں امام، غوث پاک، خواجہ غریب نواز، داتا گنج
بخش، اعلیٰ حضرت اور بڑے بڑے اولیاء اللہ اسی جماعت میں ہوئے جب کہ غیر
مقلدین کے ہاں کوئی ولی نہ ہوا نہ ہوگا۔ لہٰذا غیر مقلدین کے فریب سے دور رہنا چاہیے
اور قرآن پر عمل کرتے ہوئے سچوں اور اچھوں کی تقلید کرتے ہوئے ان کے ساتھ رہا
جائے کہ جس راستے پر صالحین مجتہدین علماء امت اولیاء اللہ ہوں وہی حسن ہے۔
یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ ---------- منکم (پ ۵، النساء)
سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے مسئلہ تقلید ثابت ہوا کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ
عزوجل اور اس کے رسول ﷺ اور صاحب امر یعنی علمائے حق، ائمہ مجتہدین کی اطاعت کا
حکم ارشاد فرمایا گیا۔ یہاں اطاعت سے مراد تقلید ہے معلوم ہوا کہ شریعت کا حکم ہے جو
تقلید کا انکار کرے وہ جاہل اور قرآن سے ناواقف ہے۔
واتبع سبیل من اناب الی ------ (پ ۲۱، لقمان)
ترجمہ کنزالایمان:
سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیتِ مبارک سے معلوم ہوا کہ تقلید اللہ کا حکم ہے۔ مذکورہ آیت
مبارک میں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ نیک شخص کی اطاعت کر یہاں
اطاعت سے مراد تقلید ہی ہے اور نیک شخص میں ائمہ مجتہدین علمائے حق داخل ہیں۔ لہٰذا
معلوم ہوا کہ تقلید شخصی اعلیٰ چیز ہے سارے اولیاء اللہ مقلد گزرے کوئی غیر مقلد نہ ہوا اور
راستہ وہی اچھا اور سیدھا جس پر اولیاء اللہ ہوں کہ آج تک سوائے اہل سنت و جماعت
کے وہابی، دیوبندی، مرزائی، چکڑالوی، قادیانی کسی مذہب میں اولیاء اللہ نہیں لہٰذا مذہب
اہل سنت و جماعت ہی اولیاء اللہ کا مذہب ہے اور اولیاء اللہ کی پیروی کا حکم مذکورہ آیت
مبارکہ میں دیا گیا اور اولیاء اللہ تقلید کے قائل لہٰذا تقلید کا وجوب ثابت ہوا۔

کو پسند ہے جسے اختیار کیجئے اپنے اور اپنے امام سب کے کفر و نی یا کم از کم

سوال: ہمارے لیے تو قرآن و حدیث ہی کافی ہے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم کسی کے پیچھے چلیں؟

جواب: بیشک قرآن وحدیث ہماری راہ نمائی کے لیے کافی ہے لیکن ضروری ہے کہ قرآن وحدیث کا وہی مفہوم سمجھیں جو ہمارے اسلام نے سمجھا آج پندرہویں صدی میں اسلاف سے ہٹ کر قرآن وحدیث کی نئی تشریح ہمارے لیے قابل قبول نہیں۔ آج کے دور میں اسلاف کو چھوڑ کر قرآن کے نئے معانی ومطالب نکالنے کی اجازت دینا گمراہی کا دروازہ کھولنا اور فساد کی اجازت دینا ہے۔ لہٰذا ہم تو صرو ہی معانی مانیں گے جو چودہ سو سال کے علماء نے سمجھا اور چودہ سو سال کے علماء نے تقلید ہی کو لی فرمایا۔

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی کی تقلید کی؟ کیا ان میں سے کوئی حنفی شافعی مالکی اور حنبلی ہوا؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی تقلید رائج تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں چاروں خلفائے راشدین اور ان کے بعد عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سب سے زیادہ علم دین جانتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے رجوع کرتے اور کے کہے پر آنکھیں بند کر کے عمل کرتے تھے۔

جہاں تک سوال کے دوسرے حصے کی بات ہے تو یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی سوال کرے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امام بخاری اور امام مسلم میں سے کس کے زیادہ معتقد تھے۔ اللہ کے بندو یہ تو سوچو کہ جب جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے اسباب مقدر فرما دیتا ہے جب ضرورت پڑی کہ احادیث مبارکہ کے اصول بنائے جائیں تو اصول حدیث کے قوانین بنائے گئے۔ جب ضرورت پڑی کہ احادیث مبارکہ پر کتابیں لکھی جائیں تو بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ لکھی گئیں۔ اگر میں یہ سوال کروں کہ صحیح احادیث مبارکہ پر مشتمل کتاب لکھنا اتنا ہی ضروری تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

گمراہی و بددینی کا اقرار کیجئے، کہو کچھ جواب فرماؤ گے یا آج ہی سے

احادیث سے زیادہ محبت تھی تو صحیح احادیث پر کتاب امام بخاری نے کیوں لکھی صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چاہیے تھا کہ وہ کتاب لکھتے بالکل اسی طرح جب ضروری ہوا کہ مسلمانون کو پریشانیوں سے بچایا جائے اور ان کے معاملات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے ائمہ مجتہدین (امام اعظم وغیرہ) کو ہمت دی اور انہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت کے اصول بنائے تا کہ ان کی روشنی میں قیامت تک کے جدید معاملات کو حل کیا جائے۔

سوال: تو امام اعظم ہی کی تقلید کیوں کریں؟

جواب: آپ شوق سے امام شافعی کی تقلید کریں اگر آپ کو کوئی سنی شافعی عالم دستیاب ہو جس سے آپ مسائل دریافت کر سکیں اگر ایسا نہیں تو ہرگز ایسا نہ کریں کیونکہ سنی (شافعی، حنبلی، مالکی) عالم نہ ملنے پر آپ اپنے مسائل کو حل کرنے کے لیے پریشان ہو جائیں گے۔

سوال: تو کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم رفع یدین کرتے وقت امام شافعی کے مقلد ہو جائیں اور وضو کرتے وقت امام اعظم سے فیض حاصل کریں؟

جواب: نہیں بالکل نہیں کیونکہ جو اس طرح کرے گا وہ اپنے دینی اعمال میں تضاد کا شکار ہو جائے گا کیونکہ کسی بھی مسئلہ کے حل کے لیے اگر احادیث کی طرف جائیں تو وہ ہی سارے مسائل جو ہم پیچھے بیان کر آئے اگر ائمہ اربعہ میں سے متعدد کی بیک وقت تقلید میں بھی مسئلہ ہی رہے گا۔ کبھی خون نکلنے پر وضو ٹوٹنے کا کہے گا اور کبھی خون ، پر وضو نہ ٹوٹنے کا۔ سخت سردی میں شافعی بن جائے گا اور سخت گرمی میں حنفی کیونکہ امام اعظم کے نزدیک خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح اگر ایک شخص کا خون بھی نکل آیا اور اس نے اپنی بیوی کو بھی چھوا تو اب اگر وہ شخص نفس کی پیروی کرے گا تو بیوی کو ہاتھ لگانے کے معاملے میں امام اعظم کے فیصلے کو مانے گا اور خون نکلنے کے معاملے میں امام شافعی کے فیصلے کو یعنی بیک وقت حنفی شافعی بن جائے

مالکم لا تناصرون ○ بل هم الیوم مستسلمون ا (تمہیں کیا ہوا آپس میں

یہ کس طرح ممکن ہے۔ تو معلوم ہوا کہ کسی ایک امام کی تقلید نہ کرنا اپنے نفس کی پیروی کرنا ہے۔

سوال: اگر یہ فقیہہ کے اصول بنانا اور ائمہ اربعہ کی تقلید ضروری ہی تھی تو صحابہ اکرام رضون تو دین سے زیادہ محبت رکھتے تھے انہوں نے یہ اصول کیوں نہ بنائے؟

جواب: یقیناً صحابہ اکرام ﷺ ہی دین سے زیادہ محبت کرنے والے تھے پھر بھی انہوں نے صحیح احادیث کی کوئی کتاب نہ لکھی۔ صحیح بخاری بھی دو سو سال بعد لکھی گئی۔ اسی طرح صرف ونحو کے قواعد، درس نظامی کا نصاب اور دیگر کئی چیزیں وقت کے ساتھ حکمت الٰہیہ کے تحت رفتہ رفتہ عمل میں آئیں پھر ہر دور میں جس کی ضرورت زیادہ محسوس کی گئی اس پر فکر کی گئی جیسے حضرت ابو بکر صدیق اور فاروق اعظم ﷺ کے دور میں دعوت اسلام پر زور دیا حضرت عثمان غنی ﷺ کے دور میں قرآن کی نشر واشاعت پر محنت کی گئی۔ حضرت علی ﷺ کے دور میں فتنوں کا قلع قمع اور اس کے بعد کے دور میں احادیث مبارکہ کو جمع کرنے پر زور دیا پھر اس کے بعد کے دور میں علم اصول حدیث بنانے پر توجہ پھر احادیث کی کتابیں لکھنے پر توجہ غرض یہ کہ تمام کام بتدریج انجام پایا صحابہ اکرام ﷺ صحیح احادیث پر کتاب کیوں نہ لکھ دی تو پتہ چلا کہ اللہ عزوجل نے ہر کام کے لیے ایک وقت رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت امام بخاری ہی کے لیے رکھی تھی تو کوئی اور یہ کام کس طرح کر سکتا تھا۔

اسی طرح جب وقت آیا کہ فقیہہ کے اصول بنائے جائیں تو اللہ عزوجل نے امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام حنبل وغیرہم پر دین کو سمجھنا آسان کر دیا اور ان حضرات نے دن رات محنت کر کے اصول بنائے جن کے تحت ہم آج بھی دورِ حاضر کے کسی نئے مسئلے کا حل نکال سکتے ہیں۔

سوال: کسی نئے مسئلے کو دیکھنے کے لیے ہم اپنے امام کے قول ہی کو کیوں دیکھیں قرآن وحدیث کیوں نہ دیکھیں؟

جواب: اگر اب ہم غیر مقلدین سے پوچھیں کہ ان کی عوام تو عوام خواص بھی کیا یہ اہلیت رکھتے ہیں کہ فوراً بتا دیں کہ اس مسئلہ کا حل فلاں آیت یا فلاں حدیث میں ہے یا

ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ وہ آج گردن ڈالے

یہ بالکل نیا مسئلہ ہے جس کا جواب قرآن وحدیث سے نہیں دیا جاسکتا۔ یقیناً بعض مسائل کا فوری حل چاہیے ہوتا ہے اور اگر ان کا کوئی عالم اپنی کم علمی کے طور پر کسی پرانے مسئلے کو ہی نیا سمجھے تو پھر کیا وہ قرآن وحدیث کے خلاف فیصلہ نہ کردے گا۔ چلیں اگر اس کو سارا قرآن ساری حدیثیں حفظ ہیں تو کیا واقعی ان کا عالم اپنے متقدمین علماء کے اقوال دیکھے پہلے فیصلہ کردیتے ہیں نہیں یقیناً نہیں۔ خیر اس بحث کو چھوڑ کر ہم تمام غیر مقلدین اور ان کے حمایتیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ ان مسائل کا جواب قرآن وحدیث سے دیں۔ جس میں واضح طور پر مسئلہ لکھا ہو کیونکہ یہ قیاس اور اجتہاد کو نہیں مانتے لہٰذا مسئلہ قرآن و حدیث میں دکھائیں۔

۱: کیا حق تصنیف کو اپنے لیے رکھنا یا ادارے کے رکھنا قرآن وحدیث کی رو سے جائز ہے؟

۲: فلیٹ بنانے والے فضاء میں آٹھویں منزل کا سودا کرتے ہیں یہ کرنا کیسا ہے؟

۳: ایک عورت حج پر گئی وہاں اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا اب کوئی محرم اس کے ساتھ نہیں اس کی پاکستان واپسی کی کیا صورت ہوگی۔ یاد رہے حدیث میں عورت کی اکیلے سفر کی ممانعت آئی ہے۔

۴: کیا خون لینا اور دینا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کیا کافر کا خون بھی چڑھایا جاسکتا ہے؟ اگر کافر کا خون نہیں چڑھایا جاسکتا تو کیا تمام غیر مقلدین خون لینے سے پہلے تحقیق کرتے ہیں کہ خون مسلمان کا ہے جگا مشرک کا؟

سوال: تقلید کی کیا ضرورت ہے؟ ہم تقلید کیوں کریں؟

جواب: اس بارے میں جواب دینے سے پہلے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تقلید نہ کریں تو کیا کریں؟ کیونکہ دنیا میں تو انسان کوئی بھی کام بغیر دوسرے کی پیروی کے نہیں کرسکتا ہر کام کرتے وقت اس کے ماہرین سے رجوع کرنا اور ان ماہرین کے تجربے کو دیکھتے ہوئے ان کی باتوں پر آنکھیں بند کرکے یقین کرنا ضروری ہے معمولی سے معمولی کام کے لیے

ہیں۔ ت) کارنگ دکھاؤ گے کیوں،

ہم اس کام کے ماہر سے رجوع کرتے ہیں اور ماہر کی بات پر آنکھ بند کر کے یقین کر لیتے ہیں لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ہم یہ چیک کر لیں کہ کہ ماہر کیا واقعی ماہر ہے پھر جب یقین ہو جائے کہ ماہر واقعی ماہر ہے تو پھر اس کی ہر بات کا فوراً یقین کر لیتے ہیں جیسا کہ کوئی ماہر ڈاکٹر جس کے ماہر ہونے کی دنیا گواہی دے تو پھر جب ہم اس کو اپنا چیک اپ کرائیں اور وہ ہمیں جس مرض کا بتائے ہم اس کی بات کا یقین کر لیتے ہیں اور اس کے کہنے پر اپنا آپریشن کروانے کے لیے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح ضروری ہے کہ ہم دینی معاملات میں اس شخص پر بھروسہ کریں جس کے علم وتقویٰ کی دنیا نے گواہی دی۔

تقلید شخصی واجب ہے اور غیر مجتہد کو اس کے لاکوئی چارہ نہیں کیونکہ غیر مجتہد کا علم قلیل ہوتا ہے اور اپنے قلیل علم کے باعث اس کا راہ بھٹک جانا یقینی ہے اس لیے ضروری ہے کہ نماز کی ہر رکعات میں جس بات کی دعا مانگتا ہے اس پر عمل بھی کرے۔ انعام یافتہ لوگوں پر نظر رکھے اور ان کے انداز میں زندگی گزارے تمام ہی اولیاء اللہ مقلد ہوئے تمام ہی محدث مقلد ہوئے لہٰذا ہمیں بھی مقلد بن کر زندگی گزارنی چاہیے۔

اور تقلید اس لیے بھی ضروری ہے کہ جو ائمہ مجتہدین کے دامن کو نہ تھامے وہ کسی جدید مسئلہ پر حلال وحرام ہونا قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کچھ بھی ثابت کرنے کے لیے اسے کچھ دلیل دینی ہوگی۔ کوئی اصول پیش کرنا ہوگا۔ جب وہ کسی بھی اصول کو نہ مانتا ہوگا بے اصول آدمی ہوگا تو اصول کہاں سے پیش کرے گا۔

سوال: (غیر مقلد کی طرف سے) ہم تو تقلید نہیں کرتے پھر ہمارے مسائل کیسے حل ہوئے؟

جواب: جھوٹ۔ آپ بھی تقلید کرتے ہیں ہم آپ کے گھر سے گواہی دلا دیتے ہیں؛

''جیسا کہ مشہور غیر مقلد نواب وحید الزمان نے لکھا ہے:

ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ اور

هل ثوب الفجار ما کانوا یا فکون والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ

مولوی اسماعیل صاحب کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑ کے لے برا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو! ذرا غور کرو اور انصاف کرو کہ جب تم نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑ دی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر (پیچھے پیدا ہوئے) ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔"

(حیات وحید الزمان، ص ۱۰۲، بحوالہ شیشے کے گھر، ص ۲۰)

اور جیسا کہ "غیر مقلدوں کے فریب" میں گزرا کہ آپ بھی کئی مسائل میں قیاس سے جواب دیتے ہیں صرف زبان ہلانا بہت آسان کام ہے۔ کر کے دکھانا مشکل ہے آپ جدید مسائل میں قیامت تک قرآن وحدیث سے دلائل نہ دے سکیں گے۔ اس کے لیے آپ کو اصولوں کا سہارا لینا پڑے گا اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اصول مرتب کرنا ہی فقہ ہے۔

سوال: تقلید کی وجہ سے مسلمان چار ٹکڑوں میں بٹ جاتے ہیں اسلام تو ایک ہے پھر یہ تفرقہ کیا؟

جواب: یہ صرف طریقۂ تعلیم یا اصول تعلیم کا فرق ہے اصل بنیادی عقائد جو اسلام کی جان ہیں وہ سب کے سب ایک ہی ہیں اور جہاں تک بٹ جانے کا سوال ہے تو اس سلسلے میں سوال کرنے والوں کو اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

غیر مقلدین روپڑی، امرتسری، محمدی، غزنوی، نہ جانے کن کن ناموں سے سوے ہوتے ہیں ان کے باوجود اپنے گندے عقائد میں متحد ہونے کے آپس میں انتہائی سخت ہیں وہابیوں غیر مقلدوں کے مختلف گروپس کے نام یہ ہیں۔

۱: غرباء اہلحدیث ۲: حزب اللہ ۳: جماعت المسلمین ۴: جماعت اسلامی ۵: جماعت الدعوۃ

سوال: آخر آپ لوگ حدیث پر عمل کرنے سے روکتے کیوں ہیں جو حدیث سیدھے سادھے الفاظ کے ساتھ ہے سمجھ میں آرہی ہے تو پھر آخر ہم عمل کیوں نہ کریں؟

جواب: آپ کو سمجھایا کہ حدیث پڑھ لینا کافی نہیں حدیث کس موقعہ کی ہے۔

علیٰ سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل

حدیث میں مخاطب کون ہے؟ حدیث شروع اسلام کی ہے یا مدنی زندگی کی؟ اس حدیث کے مقابلے میں اس سے زیادہ اعلیٰ درجہ کی حدیث تو موجود نہیں؟ اس حدیث کی کوئی ناسخ حدیث تو موجود نہیں؟ غرض بہت ساری باتیں دیکھنی پڑتی ہیں جو عام آدمی نہیں دیکھ سکتا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا:

ابو ایوب انصاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم رفع حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف رخ نہ کرو نہ پیٹھ اور تم رفع حاجت کے لیے مشرق کی طرف رخ کرو یا مغرب کی طرف۔

اس حدیث پاک سے جو مفہوم سامنے آیا وہ یہ ہے کہ سرکار ﷺ کے دو حکم ہیں ایک یہ کہ کعبہ شریف کی طرف رخ یا پیٹھ کر کے رفع حاجت نہ کی جائے اور دوسرا حکم یہ ہے کہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کر کے رفع حاجت کی جائے۔ اب غیر مقلدین اس حدیث مبارک پر عمل کر کے دکھائیں۔ اب اگر وہ مشرق طرف رخ یا پیٹھ کر کے رفع حاجت کرتے ہیں تو بھی گناہ، اور اگر شمال و جنوب کی طرف رخ کر کے رفع حاجت کرتے ہیں تو بھی اپنے ہی بنائے ہوئے اصولوں کے تحت گناہ گار کیونکہ سرکار کا حدیث میں حکم ہے کہ رفع حاجت کے لیے مشرق و مغرب کی طرف رخ کرو اب کریں تو کیا کریں؟ جو بھی کریں سوچ کر ہمیں جواب دیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ سرکار ﷺ نے مشرق کی طرف رخ کرنے کا حکم مدینہ شریف والوں کو دیا تھا نہ کہ تمام عالم کو لہٰذا پتہ چلا کہ حدیث میں یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ مخاطب کون ہے۔

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی اجتہاد کیا؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سرکار مدینہ ﷺ کی موجودگی میں اجتہاد کی ضرورت نہ تھی البتہ آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجتہاد فرماتے تھے جیسا کہ ''بنو قریظہ کے محاصرہ کے دن حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ سب لوگ نماز عصر بنو قریظہ کے محلہ میں جا کر پڑھیں۔ جو لوگ بروقت وہاں پہنچ سکے انہوں نے نماز عصر

مجدہ ماتم واحکم۔

وقت پر پڑھ لی۔ بعض لوگ جنگ کے لیے تیاری کرتے رہے، اسلحہ لیا، زرہیں پہنیں اور خود سر پر سجائے، ان امور میں کچھ دیر ہوگئی۔ جنگ کے لیے مکمل تیاری کے بعد تعمیل ارشاد میں بنو قریضہ کی آبادی کی طرف چل پڑے۔ ان میں سے بعض نے دیکھا کہ وقت تنگ ہو رہا ہے، ایسا نہ ہو کہ سورغروب ہو جائے اور نماز قضا ہو جائے۔ اس لیے انہوں نے راستہ میں نماز پڑھ لی اور دوسرے حضرات نے کہا کہ نبی مکرم کا حکم ہے کہ نماز عصر بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچ کر پڑھو۔ ہم تو جب وہاں پہنچیں گے، اس وقت عصر کی نماز ادا کریں گے۔ اس سے پہلے ہمارے لیے جائز ہی نہیں کہ ہم نمازِ عصر ادا کریں۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر مغرب اور عصر کی نماز غروب آفتاب کے بعد پڑھی۔ نبی کریم ﷺ نے کسی کو ملامت نہیں کی۔

(سیرۃ النبی ﷺ، ابن کثیر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہاد کے باعث عصر کی نماز میں تاخیر ہوئی لیکن نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ ناراض نہ ہوئے معلوم ہوا کہ دونوں جماعتیں حق پر ہو کیونکہ دونوں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو راضی کرنا چاہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ ایک وقت میں چاروں ائمہ مختلف ہونے کے باوجود قابل ملامت نہیں۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا نبی ﷺ نے ان کو ارشاد فرمایا کہ تم فیصلہ کیسے کرو گے۔ اگر تمھارے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہوا۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پس اگر تمھیں کتاب اللہ میں نہ ملا تو؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں سنت رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ ملا تو؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے میں مارا اور فرمایا سب تعریف ہے اس ذات کے واسطے جس نے اللہ قاصد کو وہ توفیق عنایت فرمائی جو رسول اللہ ﷺ سی کرتا ہے۔

(مسند ابو داؤد)

کیا کچھ بدلہ فاجروں کو اس کا ملا جو وہ جھوٹ بولے تھے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور اللہ تعالٰی ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰی اور ان کے تمام آل و اصحاب پر درود نازل فرمائے، اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس کا علم اتم و احکم ہے (ت)

ایسے ہی جب علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کو نبی ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تو بھی مجتہد بنا کر بھیجا اور عوام کو ان کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

سوال: آپ کہتے ہیں تقلید شخصی واجب ہے اس کا ثبوت کیا ہے؟

جواب: آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ بعض دفعہ واجب ضروری کے معنٰی میں کہا جاتا ہے تقلید شخصی واجب فرض کے معنوں میں ہے یعنی تقلید شخصی فرض ہے اللہ تبارک وتعالٰی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

فاسئلوا اھل الذِّکرِ ان کنتم لا تعلمون ۷

اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ہے

(القرآن الکریم، ۱۶، ۴۳)

اور حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

اگر وہ نہیں جانتے تو پوچھتے کیوں نہیں کیونکہ جہالت کی شفاء سوال کرنا ہے

(سنن ابوی داؤد کتاب الطہارۃ)

غیر مقلدین کا فریب (امجدی)

تصنیفات:

مفتی جلال الدین امجدی

مرتب

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی عطاری

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

غیر مقلدوں کے فریب

از قلم مفتی جلال الدین امجدی

نگاہِ اولیں

غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی[۳۳۹] کہتے ہیں۔ وہ اپنا نیا مذہب پھیلانے کے لیے عرب ملکوں سے پیسے لاکر آئے دن نئے نئے فتنے کھڑے کرتے رہتے ہیں۔ انہیں فتنوں میں سے ان کی کتاب "حقیقۃ الفقہ" بھی ہے جو غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری کی تصنیف ہے اور دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح واضافے کے بعد بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔ اور شروع سے آخر تک مکر وفریب سے بھری ہوئی ہے۔

چند سال قبل اس کتاب کے فریب کو ظاہر کرنے کے لیے مجھ سے کہا گیا لیکن میں اپنی مصروفیات کے سبب اس کی طرف توجہ نہ کر سکا، مگر ابھی جلد

---

۳۳۹ غیر مقلدین اپنے آپ کو سلف صالحین کا پیرو گردانتے ہوئے سلفی کہتے ہیں اگر یہ اپنے قول میں صادق ہیں تو ہر صدی ہجری کے ان علماء کے نام پیش کریں جن کو یہ مانتے ہیں یہ ہرگز ایسی کوئی فہرست پیش نہیں کر سکتے کیونکہ تمام محدثین ہی مقلد ہوئے ہیں جس کا حوالہ ہم پیچھے پیش کر چکے ہیں۔

ی جب غیر مقلدوں نے تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کا
یا فتنہ اٹھایا تو ہم نے ان کے کفری اور گمراہ کن عقیدے
اس کتاب میں لکھ دیے، ان کی مکاریون کے پردے چاک
کردیے، ان کے پوشیدہ راز ظاہر کیے اور آخر میں کتاب مذکور
"حقیقۃ الفقہ" کے چالیس فریب بھی لکھ دیے تاکہ مسلمان اس
گمراہ فرقہ دور رہیں، ان کے فتنے میں نہ پڑیں اور نہ
اس نے مذہب کی سہولتیں دیکھ کر اس کی طرف مائل ہوں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل اس کتاب کو مسلمانوں کے لیے
مفید فرمائے، انہیں غیر مقلدوں کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور
میرے لیے اس کو توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

جلال الدین امجدی

۵۲ محرم الحرام ۱۴۱۵ ہجری، ۶ جولائی ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لک الحمد یا اللہ والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

یہ امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی جن میں صرف ایک جنتی ہوگا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِیْنَ مِلَّۃٍ کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ

ترجمہ: بنی اسرائیل بہتر مذہبوں میں بٹ گئے۔ اور میری امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ (یعنی ان کی پہچان کیا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

(ترمذی، ص ۸۹، مشکوٰۃ، ص ۳۰)

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کی یہ امت تہتر مذہبوں میں بٹے گی لیکن ان

میں صرف صرف ایک مذہب والے جنتی ہون گے باقی سب جہنمی ہوں گے۔ اور جنتی مذہب والوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ او ران کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلیں گے اور ان کے عقیدے پر قائم رہیں گے۔

تصرف واختیار[۳۴۰] کے متعلق حضور وصحابہ کرام کا عقیدہ:

۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

اَھْلُ مَکَّۃَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرِیَھُمْ آیَۃً فَاَرَاھُمُ اللّٰہُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْ حِرَاءً بَیْنَھُمَا۔

ترجمہ: مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انہیں دکھایا دیا۔ یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

(بخاری، ج ۱، ص ۵۴۶)

۲: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی طرف دوڑے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے پانی نہیں ہے مگر یہی جو آپ کے سامنے ہے۔

وَضَعَ یَدَہٗ فِی الرَّکْوَۃِ فَجَعَلَ الْمَآءُ یَثُوْرُ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّاْنَا۔ قُلْتُ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ لَوْ کُنَّا مِائَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشْرَ مِائَۃٍ

ترجمہ: تو حضور ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ اس پیالے میں رکھ دیا تو

---

[۳۴۰] اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا سے کچھ نہ کچھ اختیار تو ہر بندہ ہی رکھتا ہے لیکن وہابیہ وہ جاہل قوم ہے جو انبیاء اولیاء کے تصرف واختیار کا انکار کرتے ہیں۔

اپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔ حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت سالم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر ﷺ سے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا۔ اس وقت تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

(بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۰۵)

۳: حضرت سہل بن سعد ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل میں یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ جب صبح ہوئی تو ہر ایک یہ تمنا لیے ہوئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ جھنڈا اسے مرحمت ہو۔ آپ نے فرمایا۔

اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا یَشْتَکِیْ عَیْنَیْهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْهِ فَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِیْ عَیْنَیْهِ وَدَعَالَهٗ فَبَرَاَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِهٖ وَجْعٌ۔

ترجمہ: علی بن ابو طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں فرمایا انہیں بلا کر لاؤ پس انہیں آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لیے دعا فرمائی تو وہ اس طرح تندرست ہو گئے جیسے انہیں کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی۔

(بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۲۵)

۴: اور حضرت براء بن عازب ﷺ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن عتیک ﷺ ابو رافع یہودی کو (جو حضور ﷺ کا بڑا دشمن تھا) قتل کرنے کے بعد اس کے اونچے مکان سے اترنے لگے تو زینے سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ انہوں نے اسی وقت گرم گرم اپنی پگڑی سے باندھ لی اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے

مجھے حکم دیا۔

اُبْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَهَا کَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَکِهَا قَطُّ۔[۳۴۱]

ترجمہ: اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دیا تو حضور نے جب اس پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیا تو ایسا ہوگیا جیسے اس میں سرے سے کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی۔

(بخاری شریف، جلد ۲، ص ۷۷۵)

۵: اور حضرت ابورافع ﷺ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک بکری ہدیۃً بھیجی گئی۔ میں نے اسے ہانڈی میں ڈلا پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا ابورافع یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ بکری ہے جو ہمیں ہدیۃً ملی ہے۔ پھر ہم نے اسے ہانڈی میں پکایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابورافع اور دست لاؤ۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں۔

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اَنَّکَ لَوْ سَکَتَّ لَنَا وَلَتَنِیْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَّا سَکَتَّ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اگر تم چپ رہتے تو ہم کو دست پر دست دیتے رہے جب تک کہ چپ رہتے۔

(احمد، دارمی، مشکوٰۃ، ص ۱۴)

۶: اور حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔

یَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتَ لَسَارَتْ مَعِیْ جِبَالُ الذَّهَبِ

ترجمہ: اے عائشہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔

(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۲۱)

---

[۳۴۱] بخاری بخاری کی ضد لگانے والے موقع آنے پر بخاری کی احادیث کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔ مندرجہ بالا چاروں احادیث بخاری شریف کی ہیں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے ہماری کتاب **آئیے بخاری پڑھیں** کا مطالعہ کریں۔

۷: اور حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو خدائے تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ حضرت اقرع بن حابس ﷺ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟

قَالَ لَوْ قُلْتُهَا نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْوَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيْعُوْا۔[۳۴۲]

ترجمہ: فرمایا اگر میں ہاں کہدوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے اور اگر ہر سال فرض ہو جائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

(احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ ص ۲۲۲)

کسی چیز کو حق جان کر دل میں جمائے ہوئے یقین کو ایمان و عقیدہ کہتے ہیں۔ تو حضور سید عالم ﷺ جس طرح خدائے تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت پر ایمان و عقیدہ رکھتے ہیں اسی طرح اس بات پر بھی وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے عالم میں تصرف کی قوت بخشی ہے۔ اسی لیے آپ نے کفار مکہ کے مطالبہ پر اشارہ فرما کر چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اگر حضور کا ایسا عقیدہ نہ ہوتا تو اشارہ کرنا تو بہت بڑی بات ہے آپ ایک لمحہ کے لیے اسے سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ اور ضرورت پر انگلیوں کی گھائیوں سے دریا بہا کر حضور ﷺ نے عملی طور پر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی طاقت و قوت بخشی ہے۔

اور حضرت علی ﷺ کی آنکھ میں لعاب دہن (تھوک) لگا کر حضرت عبداللہ بن عتیک ﷺ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر دست مبارک پھیر کر واضح طور پر اپنا عقیدہ ثابت کر دیا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تصرف کی وہ قوت مرحمت فرمائی ہے کہ

---

[۳۴۲] معلوم ہوا کہ سرکار ﷺ تشریعی امور میں بھی بااختیار تھے کہ اگر آپ ہاں کہہ دیں تو ہر سال حج فرض ہو جاتے۔

میں اپنے تھوک سے بیماریاں دور کر دیا کرتا ہوں۔ اور ٹوٹی ہوئی ہڈی پر صرف اپنا ہاتھ پھیر کر بغیر پلاسٹر کے فوراً صحیح کر دیتا ہوں۔ اور حضرت ابو رافع ﷺ سے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ اگر چہ ایک بکری میں دو ہی دست ہوتے ہیں لیکن میں طلب کرتا رہوں اور پیش کرنے والا دینے کا ارادہ کرتا رہے تو ایک ہی بکری کے گوشت سے ہزاروں دست نمودار ہوتے رہیں گے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ کو واضح الفاظ میں اپنے اس عقیدہ سے آگاہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے وہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں اور حضور ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ پر اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ اگر چہ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے لیکن اس سوال پر کہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ اگر میں ہاں کہدوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے۔ اور حضرت انس، حضرت جابر، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ جن صحابہ کرام ﷺ نے مذکورہ بالا حدیثوں کو روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پیارے مصطفیٰ ﷺ کو عالم میں تصرف کرنے کا اختیار بخشا ہے۔ اگر صحابہ کرام کا ایسا عقیدہ نہ ہوتا تو وہ ان حدیثوں کو بیان ہی نہیں کرتے۔

تصرف واختیار کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ

تصرف واختیار کے بارے میں غیر مقلدوں کا عقیدہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کے عقیدے کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ان کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ قیومی

کانپور کے ص ۵ پر لکھا کہ

"اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی"

پھر ص ۶، پر لکھا

"چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر۔"

پھر صفحہ ۱۷ پر لکھا کہ

"انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔۔۔۔۔اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو۔"

اور پھر اسی ص ۱۷ پر لکھا کہ

سب بندے بڑے اور چھوٹے عاجز ہیں اور بے اختیار اور

ص ۱۹ پر لکھ دیا کہ

جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے۔۔۔۔اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے۔

اور پھر ص ۲۸ پر یوں لکھا کہ

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

پھر ص ۴۰ پر لکھا کہ

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

اور پھر ص ۴۲ پر لکھا کہ

اولیاء انبیاء۔۔۔جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز۔

تقویۃ الایمان کے مذکورہ بالا عبارتوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ تصرف و اختیار کے متعلق جو حضور اور صحابہ کا عقیدہ ہے غیر مقلدوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ اور یہی ان کے

جہنمی فرقہ ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔

رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق حضور وصحابہ کرام کے عقیدے

خدائے تعالیٰ نے پارہ ۲۸ میں ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّتُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔

(سورۂ منافقون، آیت ۸)

اور پارہ ۳۰ میں ارشاد فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

(سورۂ الم نشرح، آیت ۴)

اور پارہ ۲۲ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ اللہ کے یہاں عزت والے ہیں۔

(سورۂ احزاب، آیت ۶۹)

اور پارہ ۳، میں حضرت عیسیٰ علیہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

ترجمہ: عیسیٰ علیہ دنیا و آخرت میں عزت والے ہیں۔

(سورۂ آل عمران، آیت ۴۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِيْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَاَ سَاءَ الصَّلٰوةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَافُلَانُ اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ اَلَا تَرٰى كَيْفَ تُصَلِّي اَنَّكُمْ تُرَوْنَ اَنَّهٗ يَخْفٰى عَلَيَّ شَيْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى مِنْ خَلْفِيْ كَمَا

اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور صفوں کے آخر میں ایک شخص تھا جس نے نماز بری طرح پڑھی جب حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو اسے آواز دی کہ اے فلاں! کیا اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر تمہارا کوئی عمل چھپا رہتا ہے۔ خدا کی قسم میں پیچھے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف، ص ۷۷)

غور کریں حدیث شریف میں فی مؤخرِ الصَّفِّ نہیں ہے کہ پہلی صف کے آخر میں شخص مذکور تھا تو حضور نے آنکھ کے کونے سے اس کو دیکھ لیا بلکہ فی مؤخَّرِ الصُّفُوفِ ہے یعنی وہ شخص آخری صف میں تھا لیکن حضور ﷺ نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے اس کو دیکھ لیا۔

اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ

ترجمہ: خدا کی قسم تمہارا رکوع اور خشوع مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

(بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۰۲، ۵۹)

اور حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَۃِ اَوْ مَکَّۃَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِیْ قُبُوْرِھِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُھُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَکَانَ الْاٰخَرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں

تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا ہاں (خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔

(بخاری شریف، ج ۱، ص ۳۵)

اور حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ۔

ترجمہ: اللہ نے میرے لیے دنیا کے پردے اٹھا دیے ہیں تو میں دنیا کو اور جو کچھ بھی اس میں قیامت ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنی اس ہتھیلی کو

(زرقانی علی المواہب، ج ۷، ص ۴۳۲)

اور حضرت ابو درداء ﷺ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُّرْزَقُ

ترجمہ: بے شک خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ ۱۲۱)

اور حضرت اوس بن اوس ﷺ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ

ترجمہ: خدائے تعالیٰ نے انبیائے کرام ﷺ کے جسموں کو زمین پر کھانا حرام فرما دیا ہے۔

(ابو داؤد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ص ۲۰)

اللہ تعالیٰ کے فرمان پر حضور ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کا عقیدہ

دوسرے مسلمانوں سے کہیں بڑھ کر ہے تو قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا یہ عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک میری عزت ہے بلکہ میری وجہ سے مسلمانوں کی بھی عزت ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا وہ مرتبہ ہے کہ اس نے میری رضا کے لیے میرے ذکر کو بلند فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ وغیرہ سارے انبیاء کرام خدائے تعالیٰ کے نزدیک دنیا وآخرت میں عزت و عظمت والے ہیں۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

اور مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ نے صحابۂ کرام سے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ واضح فرمایا کہ جیسے میں اپنے آگے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ میرے دیکھنے کے لیے درمیان کی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے وہ بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں بلکہ زمین کے اندر آدمیوں پر ہونے والے عذاب کو بھی دیکھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان پر عذاب کیوں ہو رہا ہے۔

اور چوتھی حدیث میں حضور ﷺ نے اپنے اس عقیدہ کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا کہ قیامت تک ہونے والے سارے واقعات کو میں ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو یعنی میں غیب جانتا ہوں اور مذکورہ بالا حدیثوں کو روایت کرنے والے صحابۂ کرام کا بھی یقیناً یہی عقیدہ ہے۔

اور اگر کبھی کوئی غیب حضور ﷺ نے نہیں بتایا تو اس لیے کہ یا تو اس کا ظاہر کرنا مصلحت کے خلاف تھا اور یا تو حضور کی اس پر

توجہ نہیں تھی۔ جیسے کہ اسٹیشن پر ٹرین کی آمد و رفت کا چارٹ نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے مگر جس ٹرین کا وقت آدمی جاننا چاہتا ہے جب تک کہ اس پر توجہ نہیں ہوتی نہیں دیکھ پاتا ہے۔

اور آخر کی دونوں حدیثوں سے حضور ﷺ اور صحابہ کا یہ عقیدہ واضح طور پر معلوم ہوا کہ انبیائے کرام ﷺ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اس لیے کہ اللہ نے زمین پر ان کے جسموں کا کھانا حرام فرمادیا ہے۔

انبیاء کو بھی موت آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
بس اسی آن کے بعد ان کی حیات ہے
مثل سابق وہی جسمانی ہے

رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق غیر مقلدوں کے عقیدے

رسول کی عزت کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ ان کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع قیومی کانپور کے ص ۱۰ پر لکھا۔

"یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔"

ہم کہتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ خدائے تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں۔ جو حضور ﷺ کو سب سے بڑا مخلوق نہ مانے وہ مسلمان نہیں اور دوسرے انبیاء اور اولیاء کی شان گھٹانے کے لیے لکھی گئی ہے اس کی مذکورہ بالا

عبارت کا یہ مطلب ہوا کہ انبیاء اور اولیاء میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ یعنی چمار کی بھی کچھ نہ کچھ تھوڑی بہت عزت اللہ کی شان کے آگے ہے لیکن حضور سید عالم ﷺ اور دوسرے انبیاء و اولیاء کی اللہ شان کے آگے اتنی بھی عزت و وقعت نہیں جتنی ایک چمار کی عزت و وقعت ہے۔ اور اسی کتاب کے ص ۳۸ پر تو صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ:

سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (العیاذ باللہ)

اور علم غیب کے بارے میں اسی کتاب کے ص ۱۷ پر لکھا کہ:

"سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے (یعنی نبی ہوں یا ولی وغیرہ) سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔"

اور ص ۴۲ پر ایک حدیث لکھنے کے بعد فتنہ و فساد کی فہ تحریر کی اور حضور ﷺ کے بارے میں غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذاللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ اور ان کے یہ سب عقیدے حضور و صحابہ کرام کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور یہی ان کے جہنمی فرقہ ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔

صحابۂ کرام اور تقلید

کل تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام ہوئے جن میں سے صرف چند صحابہ یعنی چاروں خلیفہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم مجتہد تھے۔ باقی سب ان کے مقلد۔ عنہم

اس لیے کہ پانچویں پارہ میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ[۳۴۳]

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولو الامر ہیں۔

(سورۃ نساء، آیت ۹۵)

اس آیت کریمہ میں اولی الامر سے مراد علماء ہیں اصح اقوال میں۔ اس لیے کہ بادشاہوں پر عالموں کی فرمانبرداری واجب ہے اور عالموں پر بادشاہوں کی فرمانبرداری واجب نہیں۔

(تفسیر کبیر، ج ۱، ص ۲۷۴)

اور اس آیت کریمہ کے سب سے بڑے مصداق چاروں خلیفہ ہیں جو حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ میں حاکم نہیں تھے۔

اور پھر پانچویں پارہ میں اللہ تعالیٰ کا یوں ارشاد ہے:

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ۔

ترجمہ: جو معاملہ پیش آتا اگر اسکے لیے رسول اور اپنے عالموں کی طرف رجوع کرتے تو ضرور خدا کا حکم جان لیتے وہ جو اپنی فکر سے باریک حکم نکالتے ہیں۔

(سورۃ النساء، آیت ۸۳)

اس آیت کریم سے صاف ظاہر ہے کہ استنباط یعنی قرآن و حدیث سے قیاس کر کے مسائل نکالنے پر عالم ہی قدرت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کی طرف رجوع کا حکم ہے۔

اور چودہویں پارہ میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ: اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے ہو تو علم والوں سے پوچھو۔

---

[۳۴۳] یعنی عام صحابہ خاص صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کیا کرتے تھے۔

(سورۂ نحل، آیت ۴۳)

اس آیت کریمہ میں نہ جاننے والوں پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ جاننے والوں سے پوچھیں۔ لہٰذا وہ صحابہ کرام جو مدینہ طیبہ سے دور رہتے تھے وہ حضور سید عالم ﷺ کی ظاہری زندگی میں بھی اپنے یہاں کے سب سے بڑے عالم صحابی سے مسئلہ پوچھ کر ان کی تقلید کرتے تھے۔

تقلید کسے کہتے ہیں؟

عرف، لغت اور اصطلاح شرع میں بغیر چون وچرا کسی کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔ چنانچہ جب کہا جاتا ہے کہ زید فلاں کی تقلید کرتا ہے۔ تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے فلاں کی بات مانتا ہے اور المنجد میں

یُقَالُ قَلَّدَہ فِی کذا ای تبعہ من غیر تامل ولا نظر

ترجمہ: یعنی غور وفکر کے بغیر اس نے اس کی پیروی کی۔

اور عیاث اللغات میں تقلید مجازاً بمعنیٰ پیروی کے بے دریافت حقیقت آں یعنی حقیقت دریافت کے بغیر کسی کی پیروی کرنے کو مجازاً تقلید کہتے ہیں۔ اور مصباح اللغات میں ہے قلدہ فی کذا اس نے اس کی فلاں بات میں بغیر غور وفکر کے پیروی کی۔

اور حضرت علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

التقلید عبارۃ عن قبول قول الغیر بلا حجۃ ولا دلیل

ترجمہ: یعنی حجت ودلیل کے بغیر کسی کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔

(التعریفات، ۷۱)

لہٰذا وہ صحابہ کرام جو کسی دور کے قبیلہ میں رہتے تھے۔ ان کی

تعلیم کے لیے سرکار اقدس ﷺ کسی عالم صحابی کو ان کے یہاں بھیجتے تھے تو وہ لوگ بلا حجت و دلیل اور حکم شرع کی حقیقت دریافت کیے بغیر اس عالم صحابی کی بات مانتے تھے اور اسی کو تقلید کہتے ہیں۔ اور جو صحابہ کے مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ مگر وہ اونٹوں کے پرانے باغوں اور کھیتوں میں کام کرنے یا تجارت وغیرہ میں مشغول ہونے کے سبب حضور ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ حاضری نہیں دے سکتے تھے وہ جانکار صحابہ سے پوچھ کر ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اور جو حضور کی خدمت میں بآسانی حاضر ہوسکتے تھے وہ ہر مسئلے میں آپ ہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ لیکن جب حضور ﷺ کا وصال ہوگیا تو سارے صحابہ نے خدائے تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مجتہد صحابہ کی طرف رجوع کیا اور ان کی تقلید کی۔ اس طرح ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ مقلد ہوئے۔

لہٰذا حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب صحابہ کرام ہی کے راستہ پر چلتے ہوئے بڑے بڑے مجتہد عالموں کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن وحدیث سے نکالے ہوئے مسائل میں ان کی تقلید کرتے ہیں کہ اصل مذہب صحابہ ہی کا ہے، ان کی اصل حدیث ہے اور حدیث کی اصل قرآن ہے اس طرح اماموں کی تقلید صحابہ کرام ہی کی پیروی ہے۔ جو حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ سے جاری ہے۔

لیکن غیر مقلدین چاروں اماموں کی تقلید سے انکار کرتے ہیں، اسے گمراہی قرار دیتے ہیں اور کچھ ان میں سے تقلید کو شرک ٹھہراتے ہیں حالانکہ جاہل عوام اور پڑھے لکھے سب کے سب غیر مقلد اپنے مولویوں کی تقلید ضرور کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں کی تقلید

اگر چہ غیر مقلدین چاروں اماموں کی تقلید سے انکار کرتے ہیں مگر ان میں کے چھوٹے بڑے ہر ایک کسی نہ کسی کی تقلید ضرور کرتے ہیں۔ اس لیے کہ ظاہر ہے تجارت کرنے والے، کھیتوں میں ہل چلانے والے اور گھسیارے وچرواہے وغیرہ سارے غیر مقلدین قرآن وحدیث سے مسئلہ نکالنے کی قدرت نہیں رکھتے تو وہ اپنے مولویوں کی طرف رجوع کرتے ہیں پھر وہ جو اپنے قیاس[۳۴۴] سے مسئلہ بتاتے ہیں اس پر وہ عمل کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک غیر مقلد تانبہ کو پیتل سے بیچنا چاہتا ہے تو ایک کو دوسرے کے برابر یا کم وبیش کر کے نقد اور ادھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اسے معلوم کرنے کے لیے اس کو اپنے مولوی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اس لیے کہ اس مسئلہ کی وضاحت قرآن وحدیث میں موجود نہیں تو غیر مقلد مولوی خود قیاس کر کے مسئلہ بتائے گا اور اس پر عمل[۳۴۵] کرائے گا اور مقلد عالم قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے امام کے بنائے[۳۴۶]

---

۳۴۴ ان کی اکثریت تو قرآن وحدیث کا اردو میں ترجمہ کرنے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتی لیکن یہ گھسیارے بھی تکبر میں بھرے ہوئے مناظرے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

۳۴۵ جدید مسائل صراحت کے ساتھ قرآن وحدیث میں نہ ملنے پر قرآن وحدیث پر کوئی الزام نہیں کیونکہ قرآن تو ہمیں قیامت تک کے جدید مسائل کے احکامات کے بارے بنیادی اصول وضوابط دے چکا ہے لہٰذا جدید مسائل پر قرآن وحدیث کی صریح دلیل مانگنا کم فہمی اور جہالت ہے۔

۳۴۶ جی ہاں جس طرح یہ تقلید کی مخالفت کر کے بھی تقلید کرتے ہوئے نہیں شرماتے

ہوئے اصول پر عمل کرتے ہوئے اس کی جائز اور ناجائز صورتوں کو واضح کرے گا۔ اس طرح غیر مقلد اپنے علاقہ کے موجودہ مولوی کی تقلید کرتا ہے۔ اور مقلد ساری دنیا کے مانے ہوئے مجتہد عالم دین کی تقلید کرتا ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے[۳۴۷] کہ عوام غیر مقلدین اپنے مولویوں کی تقلید نہیں کرتے بلکہ ان کی بات مانتے ہیں تو یہ غلط ہے اس لیے کہ وہ حجت و دلیل کے اہل نہیں۔ لہٰذا وہ حجت و دلیل کے بغیر اپنے مولویوں کی بات مانتے ہیں اور اس طرح کسی کی بات ماننے ہی کو تقلید کہتے ہیں۔ جیسا کہ کتابوں کے حوالوں سے پہلے گزر چکا۔

اور رہے ان کے مولوی تو وہ بلا حجت و دلیل اپنے بڑوں کی باتی مانتے ہیں اس طرح وہ ابن تیمیہ، ابن قیم اور قاضی شوکانی کی تقلید کرتے ہیں۔ جیسا کہ مشہور غیر مقلد نواب وحید الزمان اس پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ اور مولوی اسماعیل صاحب کو دین ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا۔ بس اس کے پیچھے پڑ کسا برا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو! ذرا غور تو کرو اور انصاف کرو کہ جب تم نے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑ دی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر (پیچھے پیدائے ہوئے) ہیں۔ ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔

(حیات وحید الزمان، ص ۱۰۲، بحوالہ شبنے کے گھر، ص ۲۰)

اس طرح یہ قیاس کی مخالفت کرتے کے باوجود قیاس کرنے سے بھی نہیں شرماتے۔

۳۴۷ یعنی غیر مقلد دراصل اپنے مولوی کی تقلید کرتے ہوئے اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے جب کہ مقلد اپنے امام کے ذریعہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرتا ہے۔

غیر مقلد عوام اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔ ہمارے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے مولوی انوار اللہ معرفت صوفی عشرت علی صدیقی مسجد امام باڑہ نرکٹہا بانسی ضلع سدارتھ نگر، اور ملک محمد اظہر شاداب دواخانہ بیدولہ چوراہا ڈمر گنج ضلع سدارتھ نگر کی طرف سے غیر مقلد مولویوں سے مندرجہ ذیل سوالات کیے گئے۔

۱: تانبہ کو پیتل سے برابر، برابر نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

۲: تانبہ کو پیتل سے برابر، برابر ادھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

۳: تانبہ کو پیتل سے کم زیادہ کر کے نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

۴: تانبہ کو پیتل سے کم زیادہ کر کے ادھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

یہ سوالات درج ذیل غیر مقلد اداروں اور مولویوں کو بھیجے گئے۔[۳۴۸]

۱: صدر آل انڈیا اہل حدیث جامع مسجد دہلی۔ (انڈیا)

۲: جامعہ سلفیہ بنارس یوپی۔ (انڈیا)

۳: عبید اللہ رحمانی، پورہ رانی مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی، انڈیا)

۴: مدیر معتہد التعلیم الاسلامی ذاکر نگر، نئی دہلی (انڈیا)

۵: مدرسہ اہل حدیث سراج العلوم کرشا نگر (نیپال)

۶: مدرسہ اہل حدیث خیر العلوم ڈومر کھج، ضلع سدارتھ نگر (یوپی، انڈیا)

۷: مدرسہ اہل حدیث سراج العلوم بونڈ بہار، ضلع گونڈہ (یوپی، انڈیا)

۸: مدرسہ اہل حدیث ریواں پوسٹ ملہوار، بلور (یوپی، انڈیا)

۹: مدرسہ اہل حدیث نرکٹہا، بانسی ضلع سدارتھ نگر (یوپی، انڈیا)

۱۰: مدرسہ اہل حدیث بانسی خاص ضلع سدارتھ نگر (یوپی، انڈیا)

۱۱: الجامعۃ المحمدیہ منصور، مالیگاؤں ضلع ناسک (مہاراشٹر، انڈیا)

۱۲: مدرسہ اہل حدیث اٹوا بازار ضلع سدارتھ نگر (یوپی، انڈیا)

---

۳۴۸ ملک محمد اظہر کا تو ہند سے ہونے کی وجہ سے یہ سوالات ہند کے مدرسوں کو بھیجے گئے اب یہی سوال پاکستان اور دنیا بھر کے غیر مقلدین سے ہیں۔

ان میں آخر الذکر دو کے علاوہ کسی نے سوالوں کے جوابات نہیں دیے۔ جن لوگوں کے پاس کسی کے بدست سول بھیجے گئے ان میں کے بعض نے تو یہ کہہ کر جواب لکھنے سے انکار کر دیا کہ ہمارے بڑے حضرت نے فرمایا ہے کہ کسی کٹر پنتھی سنی کے سوال کا جواب مت لکھنا۔ اور کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر سوال واپس کر دیا کہ جامعہ سلفیہ بنارس سے فتویٰ منگالیں۔ اور بعض مولویوں نے یہ کہا کہ اس سوال کا جواب لکھوا کر ہم کو پھانسنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم نہیں لکھیں گے۔ اور جن لوگوں کے پاس بذریعہ ڈاک سوال روانہ کیا گیا انھوں نے خاموشی اختیار کرنے اور ردی کی ٹوکری میں جوابی لفافہ کو ڈال دینے ہی میں اپنی بھلائی سمجھی۔

الجامعۃ المحمدیہ منصور مالیگاؤں کے مفتی نے سوال کا جواب دیتے ہوئے پہلے اس مسئلے میں عالموں کے اختلاف کا ذکر کیا پھر آخر میں لکھا۔

"میرے نزدیک اگر تانبہ اور پیتل سکہ کی شکل میں ہوں تو چونکہ دونوں کی جنس ایک ہے مگر علت ثمنیت ایک ہے اس واسطے انہیں کمی بیشی کے ساتھ تو فروخت کر سکتے ہیں مگر اُدھار فروخت نہیں کر سکتے۔ جیسے سونے کو چاندی سے فروخت کرنے کی صورت میں نے ہے۔ لیکن سکہ کی شکل میں نہ ہوں تو چونکہ علت ثمنیت نہیں رہ جاتی ہے اور جنس بھی الگ الگ ہے اس واسطے کمی بیشی کے ساتھ اور نقد و اُدھار دونوں طرح فروخت کر سکتے ہیں۔ ۳۴۹

کتبہ فضل الرحمٰن المدنی الجامعۃ المحمدیہ

منصور مالیگاؤں، ۱۲، ۲۰، ۹۳ء

۳۴۹ اور جو کچھ لکھا وہ غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ اس میں نہ قرآن کا حوالہ نہ حدیث کا کی حدیث سے قیاس کرتے ہوئے مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے۔ قیاس کی مخالفت

اور مدرسہ اہل حدیث اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر کے مفتی نے جواب میں پہلے اس مسئلے کے متعلق عالموں کے اختلاف کا تذکرہ کیا پھر اس کے بعد لکھا:

سوال جو بطور استفتاء کیا گیا ہے اس میں دو مختلف چیزوں کے آپس میں تبادلہ برابر، برابر یا کم بیش کے ساتھ بات کی گئی ہے۔ لیکن جو بہ دو جنس ہیں تو ان کا آپس میں نقد ہو یا اُدھار۔ برابر، برابر ہو یا کم و بیش ہر صورت میں بیچنا جائز ہے کہ عبادہ بن صامت کی حدیث میں گیہوں اور جو کو دو صنف شمار کیا گیا ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهِ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

کتبہ شہاب اللہ جنگ بہادر

۱۰ دسمبر ۱۹۹۳ء

غیر مقلدوں کے ان دونوں مولویوں نے فتویٰ میں[۳۵۰] قرآن کی آیت اور اسی کوئی حدیث نہیں پیش کی جس میں تانبہ کو پیتل سے بیچنے کی جائز اور ناجائز صورتوں کو صاف لفظوں میں بیان کیا گیا ہو بلکہ دونوں مولویوں نے اپنے قیاس سے جواب دیا ہے کہ منصور مالیگاؤں کے مفتی نے جنس اور ثمنیت کی بنیاد پر جائز اور ناجائز ہونے کا حکم لگایا ہے اور اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر کے مفتی نے حضرت عبادہ بن صامت ﷺ کی حدیث پر قیاس کیا ہے۔

کرنے والوں کو قیاس کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔

[۳۵۰] اسلام میں عربی تاریخ و سنہ حضرت عمر ﷺ نے جاری فرمایا اور غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے ''انتقاء الرجیح کے ص ۶۲ پر آپ کو گمراہ بتایا ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے رسالہ مبارکہ ''اظہار الحق الجلی کے ص ۱۱ پر ہے۔ شاید اسی لیے غیر مقلدوں کے دونوں مولوی مفتی ہونے کے باوجود عربی تاریخ و سنہ لکھنے سے گریز کئے ہیں۔

لہٰذا کھلم کھلا ثابت ہو گیا کہ وہی غیر مقلد جو قیاس کی مخالفت کرتے ہیں اور اسی سبب سے چاروں اماموں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان کی تقلید کو حرام و گمراہی قرار دیتے ہیں وہی غیر مقلد مولوی خود قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس پر لوگوں کو عمل کراتے ہیں اور ان کے عوام چاروں اماموں کو چھوڑ کر ان کی تقلید کرتے ہیں۔[۳۵۱]

یہیں سے یہ بات واضح ہو گئی جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ائمہ کا دامن جو نہ تھامے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا۔[۳۵۲] جسے دعویٰ ہو سامنے آئے۔ اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت کہ کتا کھانا حلال ہے یا حرام؟ کونسی حدیث میں آیا ہے کہ کتا کھانا حرام ہے؟ آیت نے تو کھانے حرام چیزوں کو صرف چار میں حصر فرمایا ہے، مردار، رگوں کا خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔ تو کتا در کنار۔ سؤر کی چربی اور گردے اور اوجھڑی کہاں سے حرام ہو گی؟ کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، ص ۷۲)

---

۳۵۱ حالانکہ جب یہ جان لیا کہ تقلید کے کے گزارہ نہیں تو کیا ان کے لیے ان کے جاہل اماموں کے مقابلے میں ایک تابعی (امام اعظم عنہ) کی تقلید نہیں؟

۳۵۲ اختلافی مسائل سے مراد جدید مسائل ہیں یعنی کوئی غیر مقلد جدید مسائل پر قرآن و حدیث سے دلیل کہاں سے لائے گا اسی لیے ضروری ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں کچھ ایسے قواعد بنائے جائیں جن پر پیش آنے والے معاملات کو پرکھا جائے۔

غیر مقلدوں کے گمراہی کا ایک اور واضح ثبوت

خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس طرح دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

"ہمیں سیدھا راستہ چلا۔ ان لوگوں کا راستہ کہ جن پر تو نے احسان فرمایا"

اور جن پر خدائے تعالیٰ نے احسان فرمایا ان کا ذکر پانچویں پارہ میں یوں ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ۔

"جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا۔ یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ۔"

(سورۃ نساء، آیت ۶۹)

ان دونوں آیتوں کے مضمون ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ صالحین یعنی اولیاء اللہ کا طریقہ سیدھا راستہ ہے تو حضرت ذوالنون مصری، حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی، حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی، حضرت ابو یزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سہل بن عبداللہ تستری، حضرت ابو الحسن خرقانی، حضرت ابو بکر شبلی، حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت محی الدین بن عربی، حضرت امام محمد غزالی، حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت سید احمد کبیر رفاعی، حضرت مولانا رومی، حضرت شیخ فرید الدین عطار، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت صوفی حمید الدین ناگوری، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، حضرت

قاضی حمید الدین ناگوری، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، حضرت فرید الدین گنج شکر، حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی، حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء، حضرت شرف الدین یحییٰ منیری، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت مخدوم مہائمی بمبئی رحمہم اللہ [۳۵۳]

دنیائے اسلام کے یہ مشہور ترین اولیاء اللہ شروع سے لے کر اب تک چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کر کے ضرور مقلد ہوئے [۳۵۴] اور اولیاء اللہ کے طریقہ کو خدائے تعالیٰ نے سیدھا راستہ قرار دیا تو واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ جو لوگ ان بزرگوں کے نقش قدم پر نہیں چلتے اور چاروں اماموں میں سے کسی تقلید نہیں کرتے وہ غیر مقلد سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں اور گمراہ بدمذہب ہیں۔

اور خیال رہے کہ قیامت تک کبھی کوئی ولی غیر مقلد نہیں ہو سکتا اور کوئی غیر مقلد کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ انبیاء کی شان میں گستاخی کرنا غیر مقلدوں کا شیوہ ہے اور ان کی شان [۳۵۵] میں گستاخی کرنے والا مومن بھی نہیں ہو سکتا ولی ہونا تو بہت بڑی بات ہے۔

---

۳۵۳ غیر مقلدین کے مطالبے پر ہم انعام یافتہ لوگوں کی لسٹ کو ہزاروں تک پہنچا سکتے ہیں ہمارا مطالبہ ہے کہ یہ غیر مقلدین پانچسو انعام یافتہ افراد کی ہی لسٹ پیش کر دیں مگر شرط یہ ہے کہ ان انعام یافتہ لوگوں کو امت مسلمہ جانتی ہو نتی ہو۔

۳۵۴ صرف صوفیاء اکرام میں نہیں نہیں تقریباً تمام محدث بھی مقلد ہی ہوتے جیسا کہ پیچھے ذکر گزر چکا۔

۳۵۵ اور شیطان کا بھی

نوٹ: غیر مقلدین کو چاہیے کہ توبہ کر کے یا تو مقلد ہو جائیں اور یا تو تقلید کے سبب مذکورہ بالا بزرگوں کے گمراہ ہونے کا اعلان عام کر دیں۔

غیر مقلدین کی مختصر تاریخ

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن حضور سید عالم ﷺ نے شام اور یمن کے لیے اس طرح دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّہٗ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ

اے اللہ! ہمارے لیے شام اور یمن میں برکت نازل فرما (دعا کے وقت نجد کے کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے) انہوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ ﷺ اس پر حضور نے پھر وہی پہلی دعا کی۔ اے اللہ! ہمارے لیے شام اور یمن میں برکت نازل فرما تو پھر دوبارہ نجد کے لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ ﷺ راوی کا بیان ہے کہ تیسری مرتبہ میں حضور نے فرمایا وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

(بخاری شریف، ج ۲، ص ۱۰۵۱)

اور حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ ذوالخویصرہ جو قبیلہ بنی تمیم کا رہنے والا تھا جب اس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور حضرت عمر ﷺ نے اس کی گردن مارنے کی اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ یہ اکیلا نہیں ہے اس کے بہت سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور جن کے روزوں کو

دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کی حلق کے نیچے نہیں اترے گا(ان سب ظاہری خوبیوں کے باوجود)وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔
(بخاری شریف، ج ۲، ص ۱۰۲۴، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۵)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ذوالخویصرہ کی گستاخی پر حضور ﷺ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہونے کی خبر دی تھی کہ جو مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ تو حضور کے ارشاد کے مطابق اسی کے خاندان سے محمد بن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا جس کی ذات سے نجدی فتنہ ظاہر ہوا اور حضور کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ہوئی کہ اس نے مسلمانوں کا قتل عام کیا مگر بت پرستوں کو چھوڑ دیا۔[۳۵۶]

اس کی صورت یہ ہوئی کہ محمد بن عبدالوہاب نے مسلمانوں کی دو قسمیں ٹھہرائیں۔ ایک مؤحد مسلمان، دوسرے مشرک[۳۵۷] مسلمان، جو اس کی من گھڑت توحید کو مانتا اسے وہ مؤحد مسلمان قرار دیتا اور باقی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا کر ان کی جان ومال کے حلال ہونے کا فتویٰ دیتا، انہیں قتل کرتا اور ان کے گھروں کو لوٹتا۔ اس لیے شروع میں زیادہ تر لوٹ مار کے شوقین اور لالچی اس کی جماعت میں شامل ہوئے۔ پھر آہستہ آہستہ دوسرے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے جن کے ہاتھوں ہزاروں بے گناہ مسلمان قتل ہوئے اور لاکھوں گھر تباہ

---

۳۵۶ اور یہ ہی حال اس کی ذریت کا آج بھی ہے۔

۳۵۷ یعنی جو بھی شیطانی توحید کو مانتا اللہ عزوجل کی بڑائی بولتا اور نبی کی تعظیم کا انکار کرتا۔

وبرباد ہو گئے۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی[۳۵۸] رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

اَتْبَاعُ عَبْدِالْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذَالِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ۔

عبدالوہاب کے ماننے والے نجدے سے نکلے اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر زبردستی قبضہ کرلیا۔ وہ لوگ اپنا مذہب حنبلی بتاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کی مخالفت کریں وہ کافر و مشرک ہیں۔ اسی لیے ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت اور ان کے عالموں کے قتل کو جائز ٹھہرادیا۔

(ردالمحتار ج ۳، ص ۳۰۹)

اور دیوبندی مسلک کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد ٹانڈوی عرف مدنی سابق صدر مدرسین دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ

محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو

---

۳۵۸ یاد رہے کہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۲۵۲ھ میں ہوا جب کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا سن پیدائش ۱۲۷۲ھ ہے بعض لوگوں (جھوٹے مکار وہابیوں غیر مقلدین) نے یہ بات مشہور کی ہوئی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے انگریزوں سے پیسا کھا کر وہابیوں کے خلاف مہم چلائی (معاذ اللہ) جھوت بولتے وقت وہ یہ بھول گئے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے یعنی جھوٹے کو بھاگنے کا موقع نہیں ملتا جھوٹا آدمی رسوا ہی ہوتا ہے دیکھیں اعلیٰ حضرت کی پیدائش سے بھی بیس سال پہلے وصال فرمانے والے بزرگ کی ارشاد فرمارہے ہیں۔

غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا رہا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین[359] کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے۔[360]

(شہاب ثاقب، ۲۴)

اور لکھتے ہیں کہ

محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دیارِ مشرک و کافر ہیں۔ اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔[361]

(شہاب ثاقب، ۴۳)

اور دیوبندی مسلک کے ایک دوسرے مشہور مولانا خلیل احمد

---

۳۵۹ یعنی مکہ شریف اور مدینہ شریف کے لوگوں کو یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مکہ شریف اور مدینہ شریف میں ان سے پہلے ترکوں کی خدمت تھی جو زبردست عاشق رسول تھے۔

۳۶۰ جی ہاں ان وہابیوں کے ہاتھوں ہمیشہ سے مسلمانوں کا ہی خون ہوتا رہا ہے اور اس وقت بھی یہ عالمی سیاست کا حصہ بن کر مسلمانوں کو مروانے، کٹوانے اور ڈبونے کا کام بہت ہی محنت سے کر رہے ہیں۔

۳۶۱ اور آج اس کے چیلے بات بات پر شرک کے فتوے لگا رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ کہنا شرک یا غوث کہنا شرک، تعویذ پہننا شرک، تعویذ لٹکانا شرک، مزار بنانا شرک، مزار پر جانا شرک، کسی ولی اللہ کی تعظیم کرنا شرک، کسی اللہ کے نیک بندے کے ہاتھ چومنا شرک، غلام حیدر نام رکھنا شرک، غلام نبی نام رکھنا بھی شرک، غرض یہ کہ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک بنانا ان وہابیوں کی عادت ہے یاد رہے کہ مشرک کے معنیٰ ہیں شرک کرنے والے یعنی یہ ہم اہلسنت کو ہندو کی طرح سمجھتے ہیں۔

انبیٹھوی لکھتے ہیں۔

كَفَّرَ الْوَهَابِيَّةُ اَتْبَاعُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْاُمَّةَ

محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔

(المہند، ص ۳۷)

اور مولانا محمد علی جوہر لکھتے ہیں کہ

نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں۔

(مقالات محمد علی، ح ۱، ج ۳۷)

ہندوستان میں فتنۂ وہابیت

ہندوستان میں عام مسلمان اور بادشاہ سب کے سب ہمیشہ سنی حنفی مقلد رہے اسی لیے انگریزوں نے اس ملک کے سنی حنفی مذہب مان کر اسی مذہب کی کتابیں ہدایہ، فتاویٰ قاضی خاں، فتاویٰ عالمگیری اور در مختار کا انگریزی میں ترجمہ کرایا اور انہیں کتابوں کے مطابق مقدمات کا فیصلہ ہوتا رہا۔ پھر چونکہ اس ملک میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے خاندان کا اثر کافی تھا اور مسلمان اس سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ اس لیے مولوی اسماعیل دہلوی جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے انہوں نے سوچا کہ ابن عبدالوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے ہم بھی اپنے ماننے والوں کا ایک لشکر تیار کر سکتے ہیں جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔

اس خیال کے پیش نظر مولوی اسماعیل دہلوی نے شیخ نجدی کی کتاب التوحید عربی کا اردو میں چربہ اتارا اور اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اس کے علاوہ اور بھی کچھ کتابیں لکھیں جن میں من گھڑت توحید تحریر کی۔ اور دوسرے

انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی کی[۳۶۲] رسول کے لیے قوم کے چودھری کا درجہ بتایا[۳۶۳] اور نماز میں حضور ﷺ کے خیال کو زنا کے خیال اور گدھے و بیل کے خیال میں ڈوب جانے بدتر قرار دیا[۳۶۴] نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانے والے کو مشرک ٹھہرایا۔ جو حضور کو قیامت کے دن اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے اسے ابوجہل[۳۶۵] کے برابر مشرک بتایا[۳۶۶]۔ علی بخش، حسین بخش، پیر بخش اور غلام محی الدین و غلام معین الدین نام رکھنے کو شرک[۳۶۷] ٹھہرایا۔ کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کے لیے سفر کرنا، ان کے مزار پر شامیانہ کھڑا کرنا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، جھاڑو دینا، لوگوں کو پانی پلانا اور ان کے لیے وضو اور غسل کا انتظام کرنا ان ساری چیزوں کو شرک قرار دیا[۳۶۸]۔ غرض کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانے میں شیخ نجدی کی پوری پیروی کی، البتہ وہ حنبلی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا مگر دہلوی نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ لہٰذا تقلید کی ضرورت نہیں کہ وہ بدعت و گمراہی ہے۔ اس طرح بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ۱۳۳۳ھ

---

۳۶۲ تقویۃ الایمان ص، ۳۸۔۳۹۔

۳۶۳ تقویۃ الایمان، ص ۴۴۔

۳۶۴ صراط مستقیم فارسی، ص ۸۶

۳۶۵ صراط مستقیم، ص ۸۶

۳۶۶ تقویۃ الایمان، ص ۶

۳۶۷ تقویۃ الایمان، ص ۳

۳۶۸ تقویۃ الایمان، ص ۷۔۸

میں وہابی غیر مقلدین ہندوستان میں پیدائے۔[۳۶۹]

غیر مقلدین کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی پیروی ہی کے سبب وہابی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس نام کو ناپسند کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریز گورنمنٹ سے بڑی کوششوں کے بعد وہابی نام کی جگہ اہل حدیث منظور کرایا۔[۳۷۰] مگر اب نجدی ریالوں کی چمک

[۳۶۹] اظہار الحق الجلی، ص ۹

[۳۷۰] وہابی مولوی عبدالحمید خادم سوہدروی "سیرت ثنائی ص ۳۷۲ پر لکھتا ہے:
"(محمد حسین بٹالوی) نے اشاعۃ السنۃ کے ذریعے اہل حدیث کی بہت خدمت کی لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔۔۔آپ نے حکومت (برطانیہ) کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر پائی۔انہوں نے ارکانِ جماعتِ اہل حدیث کی ایک دستخطی لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے سے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کی اس درخواست پر سرفہرست شمس العلماء میں نذیر حسین کے دستخط تھے۔گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیج دی۔ وہاں سے حسبِ ضابطہ منظوری آگئی کہ آئندہ "وہابی" کے بجائے "اہلِ حدیث" کا لفظ استعمال کیا جائے۔لفٹیننٹ گورنر پنجاب نے اس کی باقاعدہ اطلاع مولوی حسین کو دی۔اسی طرح گورنمنٹ مدراس کی طرف سے ۱۵ اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۲۷ گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۴ مارچ ۱۸۹۰ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۰۵۶ء اور گورنمنٹ یوپی کی طرف سے ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۳۸۶ گورنمنٹ سی پی کی طرف سے ۱۴، جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۴۰۷ اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ۱۴، اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۷۳۲ اس امر کی اطلاع مولوی محمد حسین بٹالوی کو ملی۔مولوی محمد حسین بٹالوی نے خوشامد اور کاسہ لیسی کی حد کر دی۔وہ لکھتے ہیں "اس گروہ اہل حدیث کے خیر خواہ و وفادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے ماتحت رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں اور اس امر کو اپنے قومی وکیل ماہنامہ اشاعۃ السنہ کے ذریعے سے جس کے نمبر ۱۰ جلد ۶ میں اس امر کا بیان ہوا ہے

دمکے نے غیر مقلدوں کو پورے طور پر اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بڑے

(اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ آف انڈیا تک پہنچ چکا ہے) گورنمنٹ نے ظاہر نہیں اور نہ آئندہ کسی سے اس کے ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔" اسی طرح ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر جو ایڈریس محمد حسین بٹالوی نے گروہ "مسلمانانِ اہل حدیث" کی طرف سے پیش کیا تھا اس میں لکھا تھا "یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر اس سلطنت میں حاصل ہے بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے اس خصوصیت سے یقین ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارکباد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

اسی طرح لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کی سبک دوشی پر جماعت اہلِ حدیث نے ایک خوشامدانہ ایڈریس دیا۔ جس پر سب سے پہلے شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط ہیں۔ اس کے بعد ابوسعید محمد حسین وکیل اہل حدیث مولوی احمد اللہ واعظ میونسپل کمشنر امرتسر مولوی قطب الدین پیشوائے اہل حدیث روپڑی۔ مولوی حافظ عبداللہ غازی پوری، مولوی محمد سعید بنارسی، مولوی محمد ابراہیم آرہ اور مولوی نظام الدین پیشوائے اہلحدیث مدراس کے دستخط ہیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم لکھتے ہیں:

اہلحدیث کے نام سے اس وقت بھی جو تحریک ہے حقیقت کی رو سے وہ قدم نہیں صرف نقشِ قدم ہے، مولانا اسماعیل شہید جس تحریک کو لے کر اٹھے وہ فقہ کے چند مسائل نہ تھے۔ بلکہ امامت کبریٰ توحید خالص اور اتباع نبی کریم ﷺ کی بنیادی تعلیمات تھیں مگر افسوس ہے کہ سیلاب نکل گیا اور باقی جو رہ گیا ہے وہ گزرے ہوئے پانی کی فقط لکیر ہے۔"

مولوی محمد حسین بٹالوی کی پوری پالیسی میں شمس العلماء شیخ الکل میاں نذیر حسین ممد و معاون بلکہ سرپرست و سرخیل رہے۔ اور صادق پور کے بجائے مرکز قیادت دہلی اور لاہور منتقل ہو گیا۔ پھر بیسویں صدی کے آغاز پر دسمبر ۱۹۰۶ء میں بمقام آرہ (بہار) آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس وجود میں آئی۔ جس کے سب سے فعال کارکن مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ اہلحدیث کانفرنس کی پالیسی بھی کم و بیش مولوی محمد حسین بٹالوی کے انداز پر رہی۔

(اقتباس مقدمہ از محمد ایوب قادری ایم اے، حیات سبدا حمد از محمد جعفر تھانیسری)

نخرے اپنا تعلق وہابیت اور محمد بن عبدالوہاب نجدی سے جوڑ کر خوب خوب فائدے اٹھا رہے ہیں۔

غیر مقلدین علمائے دیوبند کی نظر میں[۳۷۱]

دیوبندیوں کے عقیدے وہی ہیں جو غیر مقلدوں کے عقیدے ہیں مگر اس کے باوجود دیوبندی علماء کی نظر میں غیر مقلدین کیا ہیں؟ اسے جاننے کے لیے مندرجہ ذیل عبارتیں پڑھیں۔

دیوبندیو کے مشہور مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی محمد حسین بٹالوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

مولانا موصوف غیر مقلد تھے مگر منصف مزاج، حضرت (تھانوی صاحب) نے فرمایا کہ میں نے خود ان کے رسالہ اشاعۃ السنہ میں ان کا یہ مضمون دیکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پچیس سال کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدی بے دینی کا دروازہ ہے۔ حضرت گنگوہی نے اس قول کو "سبیل السداد" میں نقل کیا ہے۔"

(مجالس حکیم الامت، ص ۲۴۲)

اور لکھتے ہیں کہ:

"حضرت تھانوی نے ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدی بے عقلی کی دلیل ہے، بے دینی کی نہیں۔[۳۷۲] ہاں جو ائمہ مجتہدین پر تبرا کرے تو بے دینی ہے۔[۳۷۳]"

(مجالس حکیم الامت، ص ۲۳۴)

اور مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ ایسے ہی اکثر غیر

---

۳۷۱ اس باب میں آخری دو حوالوں کے علاوہ سارے حوالے علامہ عبدالحکیم شرف قادری کی تصنیف "شیشے کے گھر سے" لیے گئے ہیں۔

۳۷۲ یہ اشرفعلی تھانوی کا قول ہے ہم اس سے متفق نہیں کیونکہ بے عقل آدمی دین جیسی قیمتی چیز کی حفاظت کس طرح کر پائے گا۔

۳۷۳ پتہ چلا کہ غیر مقلدین آئمہ اکرام کو گالیاں بھی دیتے ہیں۔

مقلدین ہیں حدیث کا تو نام ہی نام ہے۔ محض قیاسات ہی قیاسات ہیں[۳۷۴] اپنے ہی مقلد ہیں۔ حدیث کی تو ہوا بھی نہیں لگی اور ایک چیز کا تو ان میں نام ونشان نہیں، وہ ادب ہے۔ نہایت ہی گستاخ اور بے ادب ہوتے ہیں جو جس کو چاہتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ بڑے جری ہیں اس باب میں اور بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنے والا بڑے ہی خطرے میں ہوتا ہے سوء خاتمہ کا۔

(افاضات یومیہ، ج ۱، ص ۲۴)

تھانوی صاحب نے اور کہا کہ

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اکثر غیر مقلدوں کے مذہب کا حاصل مجموعۂ رُخص (رخصتوں پر عمل کرنا) ہے جس کا نتیجہ اکثر بددینی ہے۔[۳۷۵]

(افاضات یومیہ، ج ۴، ص ۲۶۹)

تھانوی صاحب نے اور کہا کہ

غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے۔ البتہ مقلد ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ غیر مقلدی میں تو

---

۳۷۴ یعنی قیاس کا مذاق اڑانے والے قیاس ہی قیاس کرتے رہیں پھر بھی ائمہ مجتہدین کے قیاس کا مذاق اڑائیں حالانکہ یہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ علم کے پہاڑ جب علم کے سارے خزانوں کو چھان ڈالیں اور اپنی وسیع النظری کے باوجود قرآن و حدیث میں کہیں اس کا حکم نہ پائیں پھر اجماع امت میں تلاش کریں اور جب کہیں راستہ نہ پائیں تو پھر قیاس کی طرف جائیں اور یہ غیر مقلدین سب کے سب مجتہد بن جائیں قیاس پر قیاس کریں پھر بھی اہل حدیث کہلائیں۔

۳۷۵ ظاہر ہے انسان بنیادی طور پر آسانی کو کم کرتا ہے تو جب کوئی عام آدمی کسی معاملے میں حدیث ڈھونڈے گا تو پہلے تو اس کو اپنے معاملہ کے متعلق حدیث تلاش کرنا مشکل اگر معاملہ سے متعلق حدیث مل بھی جائے حدیث تو عام آدمی کا نفس تو اس پر زور دے گا جس میں رخصت زیادہ ہوگی۔

یہ ہے کہ جو جی میں آیا کرلیا۔ جسے چاہا بدعت کہہ دیا۔ جسے چاہا سنت کہہ دیا کوئی معیار ہی نہیں۔ مگر مقلد ایسا نہیں کرسکتا۔ اس کو قدم قدم پر دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے۔ بعضے آزاد غیر مقلدوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سانڈ ہوتے ہیں اس کھیت میں منہ مارا اس کھیت میں منہ مارا۔ نہ کوئی کھونٹا ہے نہ تھان ہے۔[۳۷۶]

(افاضات یومیہ، ج ۱، ص ۲۹۴)

تھانوی صاحب اور کہتے ہیں کہ:

اکثر پکے محب دنیا ہیں۔ بزرگوں سے بدگمانی اس قدر بڑھی ہوئی ہے جس کا کوئی حدو حساب نہیں اور اس سے آگے بڑھ کر یہ ہے کہ بدزبانی تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ادب اور تہذیب ان کو چھو بھی نہیں گے۔ ہاں بعضے محتاط بھی ہیں وَقَلِیْلٌ مَّا ھُمْ (اور وہ بہت تھوڑے ہیں)

(افاضات یومیہ، ج ۱، ص ۲۲۲)

تھانوی صاحب اور کہتے ہیں کہ:

بعضے غیر مقلدوں میں تشدد بہت ہوتا ہے۔ طبیعت میں شر ہوتا ہے اور مجھے تو الا ماشاء اللہ ان کی نیت پر بھی شبہہ ہے سنت سمجھ کر شاید ہی کوئی عمل کرتے ہوں۔ مشکل ہی سا معلوم ہوتا ہے۔

(افاضات یومیہ، ج ۱، ص ۳۰۹)

پھر تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ:

''آج کل کے اکثر غیر مقلدوں میں تو سوءظن (بدگمانی) کا خاص مرض ہے۔ کسی کے ساتھ بھی حسن ظن نہیں رکھتے۔ بڑے ہی جری ہوتے ہیں جو جی میں آتا ہے جس کو چاہتے ہیں جو چاہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ ایک سنت کی حمایت میں دوسری سنت کا ابطال کرنے لگتے ہیں۔''

(افاضات یومیہ، ج ۱، ص ۳۲۲)

---

۳۷۶ جس بات کا چاہے انکار کردیں جس بات کا چاہے اقرار کرلیں۔

اور ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے سابق مدیر محمد سعید الرحمٰن علوی لکھتے ہیں:

''دعویٰ اہل حدیث ہونے کا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ نیچریت، انکارِ حدیث، قادیانت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدائے ہوئے۔

(تدبر اہل حدیث اور انگریز، ص ۳)

اور مولوی بشیر احمد قادری دیوبندی مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی (پاکستان) لکھتے ہیں کہ:

''ہندوستان میں اس (غیر مقلد) فرقے کا ظہور و وجود انگریز کی نظر کرم اور چشم التفات کا رہین منت ہے۔ ہندوستان میں جب انگریز نے اپنے منحوس قدم جمائے تو اس نے مسلمانوں میں انتشار و خلفشار اختلاف و افتراق اور تشتت و لامرکزیت پیدا کرنے کے لیے ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کے شاطرانہ اصول کے تحت یہاں کے باشندگان کو مذہبی آزادی دی۔۔۔۔ کیونکہ وہ ابلیسِ سیاست تھا بنا بریں وہ بخوبی جانتا تھا کہ مذہبی آزاد خیالی ہی تمام فتنوں کا منبع، مصدر اور سرچشمہ ہے۔ اس مذہبی آزادی کے نتیجہ میں فرقۂ غیر مقلدین ظہور پذیر ہوا۔

(اہل حدیث اور انگریز، ص ۶)

پھر آخر میں بطورِ خلاصہ لکھتے ہیں:

کیا وہ جماعت (جس کے بانی اور مؤسس ایسے گھناؤنے کردار اور گھٹیا ذہن کے مالک ہوں کہ جن کی ساری زندگی انگریز پرستی اور اسلام دشمنی میں گزری ہو، جن کی زندگی کا مشن اور نصب العین ہی انگریز کی وفاداری اور جاں نثاری ہو، جو انگریز سرکار کے مقاصد کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہوں) محبت وطن اور ملک وملت کی غم خوار اور بہی خواہ ہوسکتی ہے؟ کیا ایسی جماعت صحیح اسلام کی علم بردار ہوسکتی ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں۔۔۔۔[۳۷۷] جب ان کے اکابر (بڑوں) کے کردار کا یہ حال ہے

---

[۳۷۷] غیر مقلدین کن انگریز دوستی کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

لوان کے اصاغر (چھوٹوں) کے کردار کا اندازہ ناظرین کرام بخوبی لگا سکتے ہیں۔

ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

(اہل حدیث اور انگریز، ص ۱۰۵۔۱۰۴)

اور دیوبندیوں کے مشہور مولانا قاضی محمد عبدالقوی ملتانی منکرین حدیث کے تعاقب میں لکھتے ہیں کہ اس فتنے کے بانیوں اور قائلین میں مندرجہ ذیل کم فہم مقلدینِ مغرب کے نام نظر آتے ہیں۔

۱: عبداللہ چکڑالوی،[۳۷۸] یہ لاہور کی کسی مسجد میں امام تھا اور مسلک غیر مقلدین کا پابند، حضرات ائمہ اربعہ اور حضرات محدثین کے بارے میں ناشائستہ کلمات اور سب وشتم روا رکھتا تھا۔ بعد میں اپنی بدفہمی اور غیر مقلدیت کے پیش نظر کتب احادیث کا انکار کرتے ہوئے حجیت حدیث کا منکر ہو گیا۔[۳۷۹]

۲: سرسید احمد خاں اور غیر مقلد عالم مولوی چراغ علی بھی اس فتنے میں عبداللہ چکڑالوی کے ہم خیال بن گئے اور ان بدطینت انسانوں نے اسلام میں تحریف کا سلسلہ شروع کیا اور اہل تجدد اور اہل قرآن کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ آج کل

الف: علامہ ابوالحسان محمد رمضان قادری کی مکمل تاریخ وہابیہ

ب: علامہ ضیاء اللہ قادری کی ''نجد سے قادیاں براستہ دیوبند

ج: علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہجاں پوری کی ''انگریز دوستی کی کہانی انگریز دوستوں کی زبانی'' کا مطالعہ فرمائیں۔

۳۷۸ یہ اہل قرآن فرقے کا بانی تھا جس کے نزدیک ایک بھی حدیث عمل کے قابل نہ تھی۔ صرف قرآن ہی کو مانتا تھا اور اپنے زعم میں قرآن پر ہی عمل کرتا تھا احادیث کے انکار کی وجہ سے اس نے نماز، روزہ، حج زکوٰۃ ساری چیزوں کی شکل بدل دی۔

۳۷۹ یعنی یہ اپنی کم فہمی کے باعث پہلے غیر مقلد تھا بعد میں اپنی بدفہمی سے مرضی مزید بگڑنے کے بعد اہل قرآن بن گیا۔

مولوی اسلم جیراج پوری ہندوستان میں اور غلام احمد پرویز (یہ بھی اپنے پیشواؤں کی طرح غیر مقلد ہے[۳۸۰]) پاکستان میں انہیں کے معنوی وروحانی اولاد ہیں بحر العلوم علامہ محمد زاہد الکوثری الترکی فرماتے ہیں۔

العجیب ان الاکثر من منکری الحدیث کانوا غیر مقلدین و بعض من غیر مقلدین صاروا امرافضین و بعض منها صاروا قادیانیین کنور الدین النائب الاول المرزا القادیانی الملعون وغیرہ لان اعدم التقلید ھو للامذھبیة ولا مذھبیة قنطرة الالحاد۔

''تعجب ہے کہ بہت سے (چکڑالوی یعنی) حدیث کے نہ ماننے والے پہلے غیر مقلد تھے اور کچھ غیر مقلدین میں سے رافضی ہوگئے۔ اور کچھ غیر مقلدین ہی میں سے قادیانی ہوگئے جیسے نورالدین جو کہ مرزا (غلام احمد) قادیانی ملعون کا پہلا جانشین ہے اور اس کے علاوہ دوسرے بھی۔ اس لیے کہ تقلید نہ کرنا لامذہبیت ہے اور لامذہبیت کفر و بے دینی کا پل ہے۔ (لہٰذا تقلید نہ کرنا کفر و بے دینی کا پل ہے)''

اس مؤقف کی تائید امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ نواب صدیق حسن خانصاحب کے گیارہ عالم غیر مقلد رفقاء اور ساتھی غیر مقلدیت کے جوش وولولہ میں نواب صاحب کو چھوڑ کر مسلیمۂ پنجاب مرزا قادیانی کے مرید جانے۔ جس پر نواب صاحب نے غیر مقلدیت کے مضرات پر قلم اٹھایا اور مضامین لکھے۔

(کشف الضلات فی حل سوالات الجامع الترمذی، ص ۳۳، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند)

اور دار العلوم دیوبند کے مشہور مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری لکھتے ہیں:

''کچھ تجربہ اس امر کا یقین دلاتا ہے کہ انسان غیر مقلد ہو کر بدتہذیب، بدزبان، بے باک بہت ہوجاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عادات واخلاق سے کوسوں دور ہوجاتا ہے۔ نہ صحابی کو فاسق کہنے ننگ معلوم ہوتا ہے۔ نہ حدیث کے خلاف سے

---

۳۸۰ یعنی ہر گمراہی کی جڑ غیر مقلدیت ہے۔

شرم معلوم ہوتی ہے۔ نہ قرآن کی مخالفت کرنے۔"

(قطع الوتین، ج ۱، ص ۲۱)

غیر مقلدوں کے چند اہم اصول

غیر مقلدین کچھ ایسے اہم اصول بنائے ہوئے ہیں جن پر وہ سختی کے ساتھ عمل کر کے اپنا نیا مذہب پھیلانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

پہلا اصول: ان کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ اگلے زمانہ کے بزرگوں کی کوئی بات ہرگز نہ سنی جائے۔ چاہے وہ ساری دنیا کے مانے ہوئے بزرگ کیوں نہ ہوں۔ مثال کے طور پر غوث صمدانی، قطب ربانی، محبوب سبحانی، حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جن کے حالات و کرامات اور فضائل و مناقب پر حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہر مذہب کے محدثین کرام اور علمائے عظام نے بے شمار کتابیں لکھیں اور جن کی عظمت و بزرگی کا ڈنکا سارے عالم میں بج رہا ہے۔[۳۸۱] انہوں نے خود تحریر فرمایا:

وَهِيَ حَالَةُ الْفَنَاءِ الَّتِيْ هِيَ غَايَةُ اَحْوَالِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاَبْدَالِ ثُمَّ قَدْ يُرَدُّ اِلَيْهِ التَّكْوِيْنِ فَيَكُوْنُ جَمِيْعُ مَا يُحْتَاجُ اِلَيْهِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهٗ جَلَّ وَعَلَا فِيْ بَعْضِ كُتُبِهٖ يَا ابْنَ آدَمَ اَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ اَطِعْنِيْ اَجْعَلْكَ تَقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ۔

"اور یہی فنا کی حالت ہے جو اولیاء و ابدال کے حالتوں کی انتہا ہے۔ پھر ان کو تکوین (یعنی کن کہنا) عطا کیا جاتا ہے تو پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب

---

۳۸۱ غیر مقلدین اپنی کم فہمی فہمی عقل بند ہو جانے کی وجہ سے کچھ سننے سمجھنے سے محروم ہوتے ہیں ان کے دماغ میں صرف دو ہی آوازیں گونج رہی ہوتی ہیں بخاری، مسلم بخاری مسلم اس سے آگے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ان میں نہیں ہوتی۔

کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے۔[۳۸۲] چنانچہ خدائے تعالیٰ کا ارشاد اس کی بعض کتابوں میں ہے کہ اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔

(فتوح الغیب مع بہجۃ الاسرار، ص ۱۰۹)

لہٰذا جو مسلمان حضورِ غوث اعظم ﷺ کی یہ بات مانے گا وہ کبھی غیر مقلد نہیں ہو سکتا کہ ان کے مذہب میں حضور ﷺ بھی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے تو دوسروں کے مرتبۂ تکوین پر پہنچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لیے ان کے سارے اصولوں میں سب سے اہم اصول یہی ہے کہ پہلے بزرگوں میں سے کسی کی کوئی بات ہرگز نہ سنی جائے۔

دوسرا اصول: غیر مقلدوں کا دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھنے والے بڑے بڑے مفسرین اور قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے والے بڑے بڑے مجتہدین میں سے کسی کی کوئی تفسیر اور کسی مجتہد کی کوئی بات ہرگز نہ مانی جائے اس لیے قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے اس کے لیے بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ مثلاً دنیائے اسلام کے مشہور مفسر قرآن حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ پ ۱۵ ر کوع ۱۳ کی آیت کریمہ "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ الخ" کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَلْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰهُ كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا۔ فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَهٗ فَسَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ

---

[۳۸۲] بخاری شریف کی مشہور حدیث قدسی اِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ الخ کی جانب سے اشارہ ہے۔

وَاِذَا صَارَ ذَالِکَ النُّوْرُ بَصَرًا لَّهٗ رَأَی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِکَ النُّوْرُ یَدًا لَّهٗ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی السَّهْلِ والصَّعْبِ وَالْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ

"جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے "کُنت لہٗ سمعًا وبصرًا" فرمایا ہے۔ تو جب اللہ کے جلا کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے۔ اور جب یہی نور اسکی بصر ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب یہی جلال کا نور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بندہ آسان و مشکل اور دور و نزدیک کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۴۸۰)

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ بِکَ
آدَمُ مِنْ زَلَّةٍ فَازَ وَهُوَ اَبَاکَ

"یعنی آپ ہی وہ ہیں کہ جب حضرت آدم نے آپ کو وسیلہ بنایا تو وہ دعا کی مقبولیت سے کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں۔

(قصیدۂ نعمانیہ)

اور حضرت علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اٰلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِیْ وَهُمْ اِلَیْهِ وَسِیْلَتِیْ
اَرْجُوْ بِهِمْ اُعْطٰی غَدًا بِیَدِ الْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِیْ

یعنی آل نبی میرے لیے ذریعۂ نجات ہیں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں میرے لیے وسیلہ ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ ان کے طفیل کل (قیامت کے دن) اللہ میرا نامۂ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دے گا۔

(صواعق المحرقہ، ص ۱۸۰)

امام رازی کی تفسیر میں تو یہ ہے کہ نیکیوں پر ہمیشگی کرنے سے

اللہ کے جلال کا نور بندے کا کان، آنکھ اور ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بغیر کسی مشین کے دور کی آواز کو سنتا ہے، دور کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور عالم میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور حضرت اما اعظم و حضرت امام شافعی کے اشعار سے وسیلہ کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ باتیں غیر مقلدین کے یہاں شرک ہیں۔ اس لیے انہوں نے یہ دوسرا اصول بنایا کہ ہم کسی مفسر اور کسی مجتہد کی بھی کوئی بات ہرگز نہیں سنیں گے۔

نواب وحید الزمان جو خود بھی غیر مقلد ہیں وہ اس طرح کی آزادی پر اپنے بھائیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پروا نہیں کرتے نہ سلف وصالحین اور صحابہ و تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے۔''

(حیاتِ وحید الزماں، ص ۱۰۲، بحوالہ شبنے کے گھر، ص ۱۹)

سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی پروا نہ کرنے اور جو تفسیر کہ حدیث میں آچکی ہے اس کے بھی نہ سننے ہی کا نتیجہ ہے کہ غیر مقلدوں کے مشہور مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جو قرآن مجید کی من مانی تفسیر لکھی ہے غیر مقلدوں نے بھی اس کی سخت مخالفت کی ہے۔ چنانچہ اس مذہب کے مانے ہوئے عالم مولوی عبد اللہ غزنوی کے شاگرد مولوی عبد الحق غزنوی اس تفسیر کے بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں:

''الفاظ غلط، معنی غلط، استدلالات غلط، بلکہ تحریف میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ لی۔''

(الاربعین، ص ۳، بحوالہ شبنے کے گھر)

تیسرا اصول

غیر مقلدین کا تیسرا اہم اصول یہ ہے کہ ہر مسئلے میں آسان صورت اختیار کی جائے۔ اور اگر اس کے خلاف کوئی حدیث پیش کرے تو اسے ضعیف کہہ کر رد دیا جائے۔ اس لیے کہ انسان کی خاصیت ہے کہ وہ آسانی دیکھ کر اپنا پرانا مذہب چھوڑ دیں گے اور غیر مقلد ہو کر ہمارا نیا مذہب قبول کرلیں گے۔

تراویح

غیر مقلدوں کی آٹھ رکعت تراویح کا مسئلہ بھی اسی اصول کے تحت ہے کہ مسلمان دن بھر روزہ رکھنے کے ساتھ کاروبار کی مشغولیات کے سبب تھک جاتے ہیں اور کھانے کے بعد چاہتے ہیں کہ جلد آرام کریں۔ تو انہوں نے بیس رکعت تراویح کی بجائے آٹھ رکعت کردی تاکہ مسلمان بارہ رکعت کی چھوٹ پاکر غیر مقلد ہوجائیں اور ہمارا نیا مذہب قبول کرلیں۔ حالانکہ صحابی رسول حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے انہوں نے فرمایا:

كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ۔

"ہم صحابہ کرام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔"

(بیہقی)

اس حدیث شریف کے بارے میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم ص ۷۵ میں ہے:

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

امام نووی شافعی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔

اور حضرت یزید بن رومان ﷺ سے حدیث شریف روایت ہے انہوں نے فرمایا۔

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

''حضرت عمر ﷺ کے زمانہ میں لوگ تیئس رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر)''

(مؤطا امام مالک)

اور حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِىَ عَنْ عَلِيٍّ وَّ عُمَرَ وَ غَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَ هُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ هٰكَذَا اَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا مَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

''اکثر عالموں کا اسی پر عمل ہے جو حضرت مولا علی، حضرت عمر فاروق اعظم اور دوسرے صحابہ ﷺ سے بیس رکعت تراویح منقول ہے اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں (کہ تراویح بیس رکعت ہے) اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ معظمہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا ہے۔''

(ترمذی شریف، ص ۹۹)

اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۳۵۵ میں ہے:

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَ بِهٖ قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَ هُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِّنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ

''علامہ ابن عبدالبر نے فرمایا (بیس رکعت تراویح) جمہور علماء کا قول ہے۔ علمائے کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہا یہی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے حضرت ابی بن کعب

سے منقول ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔"

اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۷۵ پر لکھتے ہیں:

ثَبَتَ اِهْتِمَامُ الصَّحَابَةِ عَلٰى عِشْرِيْنَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ فَمَنْ بَعْدَ هُمْ اَخْرَجَهُ مَالِكٌ وَّ ابْنُ سَعْدٍ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَ غَيْرُهُمْ۔

"حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اور ان کے بعد بھی صحابۂ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اہتمام ثابت ہے۔ اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے۔"

لیکن! غیر مقلدین کے نزدیک بیس رکعت تراویح کی حدیثیں غلط اس مضمون کی حدیثیں تخریج کرنے والے امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی غلط، صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پڑھنا غلط، بڑے بڑے امام حضرت سفیان ثوری، حضرت ابن مبارک اور حضرت امام شافعی کا تراویح کو بیس رکعت قرار دینا غلط، جمہور علماء کا قول غلط اور مکہ شریف والوں کا بیس رکعت پڑھنا یہ بھی غلط، یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن کے ماننے کا یہ دم بھرتے ہیں انہوں نے جو اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص ۱۸ پر لکھا کہ:

عَدَدُهٗ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً

تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے

وہ بھی غلط۔ اس لیے کہ مسئلہ میں اگر وہ شاہ ولی اللہ کی تحقیق مان لیں تو بیس رکعت پڑھنے میں نفس کو تکلیف ہو گی اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مقلدین کو غیر مقلد وہابی بنانے کا بہت بڑا ذریعہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اور اسی بنیاد پر کہ لوگ غیر مقلد ہو جائیں ان کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ تجارت کے مال اور چاندی

سونا کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں [۳۸۳]

قربانی

غیر مقلدوں کے نزدیک چار دن قربانی جائز ہونے کی بنیاد بھی اسی تیسرے اصول پر ہے تاکہ سہولت و آسانی اور چوتھے دن بھی گوشت کی فراوانی دیکھ کر لوگ ہمارا نیا مذہب قبول کرلیں۔ حالانکہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے حدیث شریف مروی ہے انہوں نے فرمایا:

اَیَّامُ النَّحرِ ثَلَاثَۃٌ اَفضَلُھَا اَوَّلُھَا

قربانی کے دن تین ہیں۔ ان میں کا افضل پہلا دن ہے۔

(ھدایہ، ج ۴، ص ۱۳۴)

اور حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی

''عید اضحیٰ کے بعد قربانی دو دن ہے۔

(مؤطا امام مالک، ص ۱۹۸، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

مسلمانوں نے ان حدیثوں کو قبول کیا اور ان پر عمل کیا اس طرح ہمیشہ سے وہ تین ہی دن قربانی کرتے چلے آئے۔ یہاں تک کہ مکہ شریف میں بھی تین ہی دن قربانی ہوتی ہے۔ لیکن غیر مقلدوں کے نزدیک یہ حدیثیں غلط ساری دنیا کے مسلمانوں کا تین ہی دن قربانی جائز سمجھنا غلط بلکہ مکہ شریف والوں کا تین ہی دن قربانی کرنا وہ بھی غلط۔

---

[۳۸۳] دیکھئے غیر مقلدوں کے پیشوا صدیق حسن بھوپالی کی تصنیف بدور الاہلہ، ص ۱۰۲، ۱۰۱

ہم کہتے ہیں اگر قربانی چار دن جائز ہوتی تو ایام تشریق بھی چار دن ہوتے حالانکہ وہ صرف تین دن ہیں اس لیے کہ تشریق کے معنیٰ ہیں گوشت کو ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا۔ چونکہ عرب والے ۱۰ ذی الحجہ کا گوشت ۱۱ کو، ۱۱ کا گوشت ۱۲ کو اور ۱۲ ذی الحجہ کا گوشت ۱۳ کو دھوپ میں خشک کرتے تھے اس لیے ۱۱ سے ۱۳ ذی الحجہ کل تین دن ایام تشریق ہوئے۔ مصباح اللغات میں شرق اللحم گوشت کے ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا۔ المنجد میں ہے

اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ ھِیَ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ لِاَنَّ لُحُوْمَ الْاَضَاحِیِّ تُشَرَّقُ فِیْھَا۔

''ایام تشریق (عید اضحیٰ کے بعد) تین دن ہیں اس لیے کہ قربانی کا گوشت ان دنوں میں خشک کیا جاتا ہے۔''

اور صراح میں ہے ایام تشریق سہ روز بعد از نماز نحر۔ اور مصباح اللغات میں ہے ایام تشریق عید الاضحیٰ کے بعد تین دن اس لیے کہ ان دنوں میں قربانی کا گوشت خشک کیا جاتا ہے۔

لغت کی کتابوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ایام تشریق تین ہی دن ہیں اور جب ایام تشریق تین ہی دن ہیں تو قربانی کے دن بھی تین ہی ہیں۔ اگر قربانی چار دن ہوتی تو یقیناً ایام تشریق بھی چار دن ہوتے۔ اس لیے کہ جب ۱۰ ذی الحجہ پہلے دن کا گوشت عرب والے ۱۱ کو سکھاتے تھے تو کئی دن مسلسل گوشت کھانے کے بعد ۱۳ ذی الحجہ کا گوشت ۱۴ کو بدرجۂ اولیٰ سکھائے۔ اس طرح تین دن کی بجائے چار دن ایام تشریق ضرور ہو جاتے لیکن ہیں وہ تین ہی دن جس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن بھی تین ہی ہیں۔ غیر مقلدوں نے صرف سہولت و آسانی اور چار دن تک گوشت کی فراوانی عوام کو دکھا کر اپنی طرف کھینچنے کے لیے چار دن قربانی کو جائز کر

رکھا ہے۔ اور اسی بنیاد پر کہ لوگ سہولت و آسانی دیکھ کر غیر مقلد ہو جائیں ان کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ ایک بکرے کی قربانی پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے اگرچہ سو آدمی ہوں۔[۳۸۴]
ایک نیا مذہب اور ابھر رہا ہے جو غیر مقلدوں سے سیکھ کر عوام کو پھانسنے کے لیے قربانی کے مسئلہ میں اور سہولت و آسانی پیش کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے مرغی، مرغا کی قربانی جائز ہے اور جس طرح بیل اور بھینس وغیرہ کی قربانی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے اسی طرح بکری، بکرا اور مرغی، مرغا کی قربانی بھی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے۔ اور یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔[۳۸۵]
العیاذ باللہ تعالیٰ
سچ فرمایا مخبر صادق حضور سید عالم ﷺ نے کہ

يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا آبَائُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَايُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْنَكُمْ۔

"آخری زمانہ میں (ایک گروہ) دجالوں اور کذابوں یعنی فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ پیدرے سامنے ایسی باتیں لائیں گے۔ جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔
(مسلم، مشکوٰۃ، ص ۲۸)

---

۳۸۴ دیکھیے غیر مقلدوں کے پیشوا صدیق حسن بھوپالی کی تصنیف بدور الاہلہ، ص ۱۰۲، ۱۰۱

۳۸۵ دیکھیے استفتاء فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم، ص ۴۵۱

طلاق

غیر مقلدوں کے نزدیک تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کے مسئلہ کی بنیاد بھی اسی تیسرے اصول پر ہے کہ عام طور سے لوگ تین طلاق دے بیٹھتے ہیں پھر چاہتے ہیں کہ عورت ہاتھ سے جانے نہ پائے تو حنفی اور شافعی وغیرہ سب لوگ کہتے ہیں کہ حلالہ کرانا پڑے گا جس میں دوسرے شوہر کا کم سے کم ایک بار ہمبستری کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ تو اس سے لوگوں کو بڑی غیرت معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم لوگ یہ صورت اختیار کریں کہ ایک دم تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق پڑنے کا حکم کریں تاکہ تین طلاق دینے والے حلالہ سے بچنے کے لیے ہماری طرف آجائیں اور ہمارا نیا مذہب قبول کر کے غیر مقلد وہابی ہو جائیں۔

واضح رہے کہ اگر ابھی صرف نکاح ہوا اور ہمبستری نہیں ہوئی کہ شوہر نے ایک دم تین طلاقیں اپنی بیوی کو اس طرح دیں کہ تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ تو اس صورت میں سب کے نزدیک صرف ایک ہی طلاق پڑے گی۔ اس لیے کہ جب شوہر نے پہلی بار کہا تجھے طلاق ہے تو عورت اسی وقت فوراً اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اور چونکہ ایسی عورت کے لیے عدت نہیں اس لیے دوسری اور تیسری بار کہنے سے اس پر طلاق نہیں پڑے گی کہ طلاق کے لیے عورت کا نکاح یا عدت میں ہونا ضروری ہے۔ البتہ اگر ایسی عورت کے متعلق یوں کہا کہ اسے تین طلاق تو اس صورت میں اس پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اور اگر نکاح کے بعد بیوی سے ہمبستری کر چکا ہے تو پھر چاہے اس سے یوں کہا کہ تجھے تین طلاق یا اس طرح کہا کہ تجھے

طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ دونوں صورتوں میں اس پر تینوں طلاقیں پڑجائیں گی۔ اس لیے کہ جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے۔ جس پر سب کا اتفاق ہے اور وہ تین طلاق دے رہا ہے تو تینوں پڑجائیں گی۔ چاہے ایک مجلس میں تین طلاق دے چاہے کئی مجلسوں میں۔ جیسے کہ کسی شخص کو تین دکانوں کے بیچنے کا حق حاصل ہوا اور وہ تینوں کو بیچ دے تو تینوں بک جائیں گی۔ چاہے وہ تینوں دوکانیں ایک ہی مجلس میں بیچے چاہے کئی مجلسوں میں۔ لیکن بیچ ڈالے وہ تینوں دوکانیں اور بکے صرف ایک۔ اسے کوئی عقلمند نہیں تسلیم کرسکتا۔ اسی طرح سے جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے اور وہ تینوں طلاقیں دے ڈالے مگر پڑے صرف ایک اسے بھی کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کے پڑجانے پر جمہور صحابہ کرام تابعین عظام اور چاروں ائمہ اسلام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم سب کا اتفاق ہے۔

عارف باللہ حضرت علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ الخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

اَلْمَعْنٰی فَاِنْ ثَبَتَ طَلَاقُهَا ثَلَاثًا فِیْ مَرَّةٍ اَوْ مَرَّاتٍ فَلَا تَحِلُّ الخ کَمَا اِذَا قَالَ لَهَا اَنْتِ طَالِق ثَلَاثًا اَوِالْبَتَّةَ وَ هٰذَا هُوَالْمُجْمَعُ عَلَیْهِ وَاَمَّا الْقَوْلُ بِاَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ فِیْ مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ لَا یَقَعُ اِلَّا طَلْقَةٌ فَلَمْ یُعْرَفْ اِلَّا لِابْنِ تَیْمِیَةَ مِنَ الْحَنَابِلَةِ وَقَدْرَدَّ عَلَیْهِ اَئِمَّةُ مَذْهَبِهٖ حَتّٰی قَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّهُ الضَّالُّ الْمُضِلُّ۔

''مطلب یہ کہ اگر عورت کو ایک دم تین طلاق دے یا الگ الگ ہر صورت میں

عورت حرام ہو جائے گی (جب تک کہ وہ حلالہ نہ کرے) جیسے کہ بیوی سے جب کہا تجھے تین طلاق ہے۔ یا طلاق۔۔اسی پر عالموں کا اتفاق ہے۔اور یہ کہنا کہ ایک دم کی تین طلاق میں ایک ہی طلاق پڑتی ہے تو یہ صرف ابن تیمیہ کا قول ہے جو اپنے کو حنبلی کہتا تھا۔ اس کے مذہب کے اماموں نے اس کا رد کیا یہاں تک کہ عالموں نے فرمایا کہ ابن تیمیہ گمراہ اور گمراہ گر ہے۔

(تفسیر صاوی، جلد اول، ص ۹۶)

اور حضرت سوید بن غفلہ ؓ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حضرت امام حسن بن علی ؓ نے اپنی بیوی عائشہ خثعمیہ کو تین طلاقیں دے دیں۔ بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ عائشہ کو آپ کی جدائی کا بڑا غم ہے۔ تو آپ رو پڑے اور فرمایا:

لَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ جَدِّیْ اَوْ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّهٗ سَمِعَ جَدِّیْ یَقُوْلُ اَیُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا عِنْدَ الْاِقْرَاءِ اَوْ ثَلَاثًا مُبْهِمَةً لَمْ تَحِلَّ لَهٗ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ لَرَجَعْتُهَا۔

''اگر میں نے اپنے جد کریم ﷺ سے نہ سنا ہوتا۔ یا یوں فرمایا کہ کہ اگر میں نے اپنے والد سے جد امجد ؓ کی یہ حدیث شریف نہ سنی ہوتی کہ جو اپنی بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے یا مبہم (اکٹھی تین طلاقیں) دے تو وہ بنے حلالہ پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔ تو عائشہ سے میں رجعت کر لیتا۔

(سنن کبریٰ بیہقی، ج ۷، ص ۳۳۶)

اس حدیث مبارکہ سے حضرت امام حسن ؓ کا مذہب واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ چاہے تین طلاقیں ایک دم اکٹھی دے چاہے تین تین طہروں میں۔ بہر صورت تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اور حضرت مجاہد ؓ سے حدیث شریف روایت ہے انہوں نے فرمایا:

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّهُ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ رَادُّهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَنْطَلِقُ اَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحُمُوْقَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَاِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَلَا اَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ اِمْرَأَتُكَ۔

''میں حضرت ابن عباس ﷺ کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی۔ راوی نے کہا تو حضرت ابن عباس چپ رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ عورت کو اس کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا تم بیوقوفی کر کے چلتے ہو پھر کہتے ہو اے ابن عباس اے ابن عباس اور بے شک خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ اور تو اللہ سے نہیں ڈرا تو میں تیرے لیے کوئی راستہ نہیں پاتا ہوں۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تیرے نکاح سے نکل گئی۔

(ابو داؤد شریف، ص ۲۹۹)

حضرت امام ابو داؤد ﷺ نے فرمایا کہ اس حدیث کو حمید اعرج وغیرہ نے حضرت مجاہد سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا اور شعبہ نے بھی اس حدیث کو عمرو بن مرۃ سے روایت کیا اور انہوں نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت کیا۔ اور ایوب و ابن جریج دونوں نے اس حدیث کو عکرمہ بن خالد سے روایت کیا۔ اور انہوں نے بواسطۂ سعید بن جبیر حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا۔ اور ابن جریج نے اس حدیث کو عبدالحمید بن رافع سے بھی روایت کیا اور انہوں نے عطاء کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت کیا۔ اور

اعمش نے اس حدیث کو مالک بن حارث سے روایت کیا اور انہوں نے حضرت ابن عباس ﷺ سے اور اس حدیث کو ابن جریج نے عمرو بن دینار سے بھی روایت کیا اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا اور ان سب نے تین طلاقوں کے بارے میں فرمایا کہ حضرت ابن عباس نے ان کو تین برقرار رکھا انہیں ایک طلاق نہیں ٹھہرایا۔

(ابو داؤد شریف، ص ۲۹۹)

اور حضرت نافع بن عجیر ﷺ سے حدیث شریف روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ:

اِنَّ رُکَانَةَ بْنَ عَبْدِ یَزِیْدَ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ سَهْمَةَ اَلْبَتَّةَ فَاَخْبَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذَالِكَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رُکَانَةَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً فَرَدَّهَا اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

''میرے دادا رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہمہ کو بتہ طلاق دی۔ تو نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں عرض کیا اور کہا قسم خدا کی میں نے صرف ایک طلاق کی نیت کی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخدا تم نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہے؟ رکانہ نے عرض کیا اللہ کی قسم میں نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے نو حلالہ اس عورت کو حضرت رکانہ کی طرف لوٹا دیا۔

(ابو داؤد شریف، ص ۳۰۰)

اس حدیث شریف سے کھلم کھلا ظاہر ہوا کہ اگر حضرت رکانہ ﷺ یہ کہتے کہ میں نے تین طلاق کی نیت کی ہے تو حضور سید عالم ﷺ تینوں طلاق کا حکم فرماتے۔

ورنہ ایک طلاق کی نیت پر قسم لینے کا کوئی معنیٰ نہیں ہوگا۔

اور حضرت عامر شعبی ؒ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ حَدِّثِنِيْ عَنْ طَلَاقِكِ قَالَتْ طَلَّقَنِيْ زَوْجِيْ ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ اِلَى الْيَمَنِ فَاَجَازَ ذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے کہا کہ اپنی طلاق کا واقعہ مجھ سے بیان کریں تو انہوں نے کہا کہ میرے شوہر نے یمن جاتے ہوئے مجھے تین طلاقیں دی نہ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے تینوں کو برقرار رکھا۔

(ابن ماجہ، ص ۱۴۷)

اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ ایک دم تین طلاقیں دینے سے سب پڑجاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور ﷺ حضرت فاطمہ بنت قیس کے لیے تینوں طلاقیں ثابت نہ فرماتے۔

اور حضرت سعید بن جبیر ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا

اِنَّ رَجُلًا اِلَى بْنِ عَبَّاسٍ وَ قَالَ طَلَّقْتُ اِمْرَأَتِيْ اَلْفًا فَقَالَ تَاْخُذُ ثَلَاثًا وَتَدَعُ تِسْعَ مِائَةٍ وَّ سَبْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ۔

''ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا تین لے لو اور نو سو ستانوے چھوڑ دو۔

(سنن کبریٰ بیہقی، جلد ۷، ص ۳۳۷)

اس حدیث شریف سے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا یہ فتویٰ واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ اگر کوئی ایک دم تین طلاقوں سے زیادہ دے دے تو تین طلاقیں اکٹھی پڑجائیں گی اور باقی لغو ہوجائیں گی۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

قَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ النَّاسَ قَدِاسْتَعْجِلُوْا فِیْ اَمْرٍ کَانَتْ لَهُمْ فِیْهِ اَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَیْنَاهُ عَلَیْهِمْ فَاَمْضَاهُ عَلَیْهِمْ

''حضرت عمر ﷺ نے فرمایا کہ جس بات میں مہلت تھی اب اس میں لوگ جلدی کررہے ہیں تو کوہے۔ کہ ہم اس کو ان پر نافذ کردیں۔ تو آپ نے ان پر اس کو نافذ کردیا۔

(مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۷۸)

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں یہ قانون بنادیا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہونگی۔

شارح مسلم حضرت علامہ امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں:

مَنْ قَالَ لِاِمْرَأَتِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا فَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَ مَالِكٌ وَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَاَحْمَدُ وَجَمَاهِیْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ یَقَعُ الثَّلَاثُ۔

جس نے اپنی بیوی سے کہا تجھے تین طلاق تو حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت اما احمد بن حنبل اور سلف و خلف کے جمہور عالموں نے فرمایا کہ تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔

(مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۷۸)

لیکن! غیر مقلدوں کے نزدیک قرآن مجید کی تفسیر غلط، بیہقی، ابن ماجہ اور ابوداؤد شریف کی اوپر والی ساری حدیثیں غلط، حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کا فیصلہ کہ ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں سب پڑ جائیں گی۔ جس پر بہت سے بڑے بڑے محدثین گواہ ہیں وہ بھی غلط، اس کے بارے میں

نواسۂ رسول حضرت امام حسن ﷺ کی روایت کردہ حدیث غلط۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق اعظم ﷺ کا یہ قانون بنانا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہوں گی وہ بھی غلط اور صحابہ کرام کا اس قانون کو مان لینا اور اس پر عمل درآمد ہونا سب غلط۔ البتہ ابن تیمیہ جو کئی صدی بعد پیدا ہوا صرف وہ صحیح ہے۔ یعنی غیر مقلدوں کے نزدیک حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام وغیرہ نے نبوت اور شریعت کے مزاج کو نہیں سمجھا صرف ابن تیمیہ نے سمجھا۔ نعوذ باللہ من ذالک[۳۸۶]

ابن تیمیہ کون؟

ابن تیمیہ جو ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا، اور ۷۲۸ھ میں فوت ہوا۔ وہ شخص ہے جس کو غیر مقلدین اپنا امام تسلیم کرتے ہیں مگر وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ اس نے بہت سے مسائل میں علمائے حق کی مخالفت کی ہے یہاں تک کہ اس نے حضور ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ کے سفر کو گناہ قرار دیا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔

جیسا کہ عارف باللہ حضرت علامہ شیخ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

ابن تیمیہ من الحنابلۃ وقد رد علیہ ائمۃ مذھبہ حتی قال العلماء انہ الضال المضل۔

ابن تیمیہ حنبلی کہلاتا تھا، حالانکہ اس مذہب کے اماموں نے بھی اس کا رد کیا ہے۔

---

۳۸۶ غیر مقلدین تین طلاق سے ایک ہی پڑنے کی جو دلیلیں پیش کرتے ہیں ان کا جواب جاننے کے لیے جاء الحق کا مطالعہ فرمائیں

یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ وہ گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

(تفسیر صاوی، ج ۱، ص ۹۶)

اور خاتم الفقہاء والمحدثین حضرت علامہ شہاب الدین بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

انہ خالف الناس فی مسائل تبہ علیہا التاج السبکی وغیرہ فمما خرق فیہ الاجماع قولہ ان طلاق الحائض لا یقع وکذا الطلاق فی طہر جامع فیہ وان الصلوٰۃ اذا ترکت عمداً لا یجوز قضاء ہا وان الحائض یباح لہا لطواف بالبیت ولا کفارۃ علیہا۔ وان الطلاق الثلاث یرد الی واحدۃ وان المائعات لا تنجس بموت حیوان فیہا کالفارۃ وان الجنب یصلی تطوعہ باللیل ولا یؤخرہ الی ان یغتسل قبل الفجر وان کان بالبلد ون مخالف لاجماع لا یکفر ولا یفسق وان ربنا محل الحوادث۔ وقولہ بالجسمیۃ والجہۃ والانتقال وانہ بقدر العرش لا اصغر ولا اکبر۔ وقال ان لنار تفنی وان لانبیاء غیر معصومین وان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا جاہ لہ ولا یتوسل بہ وان انشاء السفر الیہ بسبب الزیادۃ معصیۃ لا تقصر الصلاۃ فیہ وسیحرم ذالک یوم الحاجۃ ماسۃ الی شفاعتہ۔ تلخیصاً

''ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں علمائے حق کی مخالفت کی ہے جس کی نشاندہی حضرت تاج الدین سبکی وغیرہ نے کی ہے۔ تو جن مسائل میں اس نے خرق اجماع کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔ حالت حیض میں اور جس طہر میں ہمبستری کی ہے طلاق نہیں واقع ہوتی اور نماز اگر قصداً چھوڑ دی جائے تو اس کی قضا واجب نہیں۔ اور حالت حیض میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنا جائز ہے۔ اور کوئی کفارہ نہیں اور تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔ اور تیل وغیرہ پتلی چیزیں چوہا وغیرہ کے مرنے سے نجس نہیں ہوتیں۔ اور بعد ہمبستری غسل کرنے سے پہلے رات میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے[۳۸۷]، اگرچہ شہر میں ہو۔ اور جو شخص اجماع امت کی مخالفت کرے

---

۳۸۷ صرف نماز پڑھنا ہی نہیں نہیں قرآن پڑھنا قرآن کو ہاتھ لگانا بھی بے غسلے کو

اسے کافر و فاسق نہیں قرار دیا جائے گا۔ اور خدائے تعالیٰ کے جسم ہونے اور اس کے لیے جہت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا قائل ہے اور کہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بالکل عرش کے برابر ہے نہ اس سے چھوٹا ہے نہ بڑا۔

اور یہ بھی کہتا ہے کہ جہنم فنا ہو جائے گی اور یہ بھی کہتا کہ انبیائے کرام ﷺ معصوم نہیں ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ ان کو وسیلہ نہ بنایا جائے اور حضور ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا گناہ ہے[۳۸۸]۔ ایسے سفر میں نماز کی قصر جائز نہیں۔ جو شخص ایسا کرے گا وہ حضور کی شفاعت سے محروم رہے گا۔

(فتاویٰ حدیثیہ، ص ۱۱۶)

اور تحریر فرماتے ہیں:

ابن تیمیة خذله واضله واعماه واصمه واذله۔ و بذالك صرح الائمة الذين بينوا فساداً حواله كذب اقواله ومن اراد ذالك فعليه بمطالعة كلام الامام المجتهد المتفق على امامته وجلالته وبلوغ مرتبة الاجتها ابى الحسن السبكى وولد التاج والشيخ الامام العز بن جماعة واهل عصر هم وغيرهم من الشافعية والمالكية والحنفية۔ ولم يقصر اعتراضه على متاخرى الصوفية بل اعتراض على مثل عمر بن الخطاب وعلى بن ابى طالب رضى الله تعالىٰ عنهما۔ والحاصل ان لا يقام لكلامه وزن بل يرمى فى كل وعر وحزن ويعتقد فيه انه مبتدع ضال ومضل جاهل غال۔ عامله الله بعدله واجارنا من مثل طريقته وعقيدته وفعله۔ آمین

''ابن تیمیہ ایسا شخص ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسے نامراد کر دیا اور گمراہ فرما دیا اور

جائز ہے نہ صرف یہ بلکہ حیض و نفاس والی عورت بھی قرآن پاک کو چھو سکتی ہے۔ (معاذ اللہ)

۳۸۸ غیر مقلدین کے نزدیک آج بھی مدینہ شریف کا سفر نبی کریم ﷺ کی زیارت کی نیت سے کرنا گناہِ عظیم ہے ان میں سے اکثر تو مدینہ جاتے ہی نہیں جو جاتے ہیں وہ نیت مسجد نبوی ﷺ کی کرتے ہیں۔

اس کی بصارت وسماعت کو سلب فرمالیا اور اس کو ذلت کے گڑھے میں گرادیا۔ اور ان باتوں کی تصریح ان اماموں نے فرمائی ہے جنہوں نے اس کے احوال کے فساد اور اس کے اقوال کے جھوٹ کا پول کھولا ہے۔

جو شخص ان باتوں کا تفصیلی حاصل کرنا چاہے اسے لازم ہے کہ وہ اس امام کے کلام کا مطالعہ کرے جن کی امامت وجلالت پر سب علمائے کرام کا اتفاق ہے اور جو مرتبۂ اجتہاد پر فائز ہیں۔ یعنی حضرت ابوالحسن سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت تاج الدین سبکی کے فرزند اور حضرت شیخ امام عزالدین جماعہ اور ان کے ہم عصر شافعی، مالکی اور حنفی علماء کی کتابوں کو پڑھے اور ابن تیمیہ کے اعتراضات فقط متاخرین صوفیہ ہی پر نہیں نہیں وہ تو اس قدر حد سے بڑھ گیا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب اور امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جیسی مقدس ذاتوں کو بھی اپنے اعتراضات کا نشانہ بناڈالا۔ ۳۸۹

خلاصہ یہ کہ ابن تیمیہ کو بکواسوں کا کوئی وزن نہیں نہیں وہ اس قابل ہیں کر گڑھوں اور کنوؤں میں پھینک دی جائیں۔ اور ابن تیمیہ کے بارے میں یہی عقیدہ رکھا جائے کہ وہ بدمذہب، گمرا، دوسروں کو گمراہ کرنے والا جاہل اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس سے انتقام لے اور ہم سب لوگوں کو اس کی راہ اور اس کے عقیدوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین

(فتاویٰ حدیثیہ، ص ۱۱۴)

---

۳۸۹ یاد رہے کہ ابن حجر مکی نویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں اور اعلیٰ حضرت تیرہویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں غیر مقلدین کے امام کے خلاف یہ بیان اعلیٰ حضرت کی پیدائش سے چار سو سال پہلے کا ہے جس میں ان کی گستاخیاں و بے ادبیاں بیان کی جارہی ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے بدمذہبوں کا رد کر کے کوئی نیا کام نہیں کیا شیخ یہ کام اسلاف کا رہا ہے۔

اور آٹھویں صدی ہجری کے عظیم اندلسی مؤرخ ابو عبداللہ بن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں ابن تیمیہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

حکایۃ الفقیہ ذاللوثۃ

ایک جنونی عالم کا بیان

پھر لکھتے ہیں:

یتکلم فی الفنون الا ان فی عقلہ شیئاً

گو ابن تیمیہ کو بہت سے فنون میں قدرت تکلم تھی لیکن دماغ میں کسی قدر فتور آ گیا تھا۔

(رحلۃ ابن بطوطہ، ص ۹۵، مطبع دار بیروت، ترجمہ انیس احمد جعفری ندوی، ص ۱۲۶، مطبوعہ ادارہ ادریس اسلامیہ دیوبند)

دماغ میں خرابی اور فتور ہی کی وجہ سے جب ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں اجماع امت کی مخالفت کی یہاں تک حضرت عمر فاروق اعظم ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا ڈالا تو اہل سنت وجماعت حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہر مذہب کے علماء نے اس کا رد کیا اور اسے گمراہ و گمراہ گر قرار دیا۔ لیکن غیر مقلدین کہ جن کے دلوں میں کھوٹ اور کجی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے دماغی خلل رکھنے والے ابن تیمیہ کی پیروی کر لی اور اسے اپنا امام و پیشوا بنا لیا۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل ابن تیمیہ اور اس کی پیروی کرنے والے غیر مقلدین کے فتنے سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات واکمل التسلیم [۳۹۰]

---

[۳۹۰] اس باب کے سارے مضامین وحوالے دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری کی تصنیف قطع الوتین" سے بعینہ نقل کئے گئے ہیں۔ (جلال الدین امجدی)

غیر مقلدوں کے کچھ پوشیدہ راز[۳۹۱]

۱: غیر مقلدین کے نزدیک رام چند اور لچھمن اور کرشن نبی ہیں جو ہندوؤں میں مشہور ہیں۔ اسی طرح فارسیوں میں زرتشت اور چین و جاپان والوں میں

---

[۳۹۱] اب ہم علامہ مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فقہ الفقیہ" کا کا باب پیش کرتے ہیں۔ (ابوتراب ناصر الدین ناصر)

تیسرا باب: فقہ وہابیہ

الف: فتاویٰ ثنائیہ

ب: فقہ وہابیہ کے چند مسائل

فتاویٰ ثنائیہ
مشتے از خروارے

پیرائیہ آغاز

اخبار اہل حدیث امرتسر سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے چند فتاویٰ پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ مدعیانِ عمل بالحدیث کے مذہب کا صحیح نقشہ اور ترکِ تقلید کی خرابی روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس موقع پر غیر مقلدین کے پاس ایک ہی جواب ہوگا کہ

"ثناء اللہ ہمارا پیغمبر نہیں"

اور یہ کہ

"ہم اس کے مقلد نہیں"

بے شک ہم مانتے ہیں کہ وہ ان کا پیغمبر تو نہیں لیکن اس کی تقلید سے وہ انکار نہیں کر سکتے کیوں کہ اس کے اخبار میں لاکھ فتاویٰ بے دلیل ہوا کرتے تھے جنہیں غیر مقلدین بغیر دریافت اور معرفت دلیل کے مانتے تھے۔ اور یہی تقلید ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان مسائل کو غیر مقلد تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

اگر تسلیم کرتے ہیں تو ان کا وہی مذہب ہوا جو ثناء اللہ کا مذہب تھا۔ تو غور طلب بات یہ ہے کہ وہ ان مسائل کو دلائل کے ساتھ مانتے ہیں یا بغیر دلیل کے اگر دلیل کے ساتھ

نفسیوس۔ اور بدھ وسقراط اور فیثاغوث یونانیوں میں۔ مولوی وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں کہ ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے۔ یہ انبیاء صلحاء تھے۔

(ہدیۃ المہدی، ص ۸۵)

تسلیم کرتے ہیں تو وہ دلائل کیا ہیں؟

اگر غیر مقلدین محض مولوی ثناء اللہ کے علم وفضل پر اعتبار کر کے مانتے ہیں تو اسی کا نام تقلید ہے۔

اگر غیر مقلدین ان مسائل میں سے بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں تو ان کے لیے ضروری تھا کہ انہوں نے کوئی کتاب ایسی لکھی ہوتی جس میں مولوی ثناء اللہ کے اغلاط وخطاء کی ایک فہرست ہوتی۔

کیا امام ابوحنیفہ نے ہی ان لوگوں کا کچھ نقصان کیا ہے کہ وہ ان کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں؟ کیا غیر مقلدین کے علماء کسی مسئلہ میں خطا نہیں کر سکتے؟ ائمہ مجتہدین تو خطا کریں، امام اعظم تو خطاء کریں لیکن مولوی ثناء اللہ سے کوئی خطاء سرزد نہیں ہو سکتی۔ کیا وحید الزمان یا نواب بھوپالوی خطاء سے مبرا ہیں؟ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے کہ امام اعظم کی خطاؤں کی تلاش کی جائے لیکن اپنے اکابر کی خطاؤں سے صرف نظر کیا جائے؟

فقیر ابو یوسف محمد شریف

فتویٰ ۱

منی پاک ہے۔

اہل حدیث ۲۹ فروری ۱۹۲۴ء، ۱۰ نومبر ۱۹۲۲ئ، ۲۱ جولائی ۱۹۲۲ء،

فتویٰ ۲

رطوبت فرج اور مذی کی ناپاکی کا کوئی ثبوت نہیں

اہل حدیث ۱۶ جولائی ۱۹۰۹ئ، ۱۲ ستمبر ۱۹۱۹ئ، ۱۰ نومبر ۱۹۲۲

فتویٰ ۳

کنویں میں چوہا گر کر مر جائے تو دیکھ لے اگر رنگ بو مزہ نہیں بدلا تو کنواں پاک ہے۔

اہل حدیث ۲۷ فروری ۱۹۲۵ء،

۲: غیر مقلدین کے نزدیک کافر کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔ اس کا کھانا جائز ہے۔
(دلیل الطالب، ص ۴۱۳، مؤلفہ نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد و عرف الجادی، ص ۲۴۷، مؤلفہ نور الحسن خاں غیر مقلد)

فتویٰ ۴
دودھ کی کڑاہی میں اگر بچے کے پیشاب کے قطرے گر جائیں تو دودھ پاک ہے۔
اہل حدیث ۱۳ جون ۱۹۱۹ء

فتویٰ ۵
خنزیر کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔
اہل حدیث ۱۷ نومبر ۱۹۲۲ء

فتویٰ ۶
خنزیر کے پیشاب کے سوا باقی سب حیوانوں کا پیشاب پاک ہے۔
اہل حدیث ۱۰ نومبر ۱۹۲۲ء، صفحہ ۴

فتویٰ ۷
شراب پاک ہے۔
اہل حدیث، ۸ ستمبر ۱۹۲۹ء، صفحہ ۲

فتویٰ ۸
کنویں سے مردہ کتا برآمد ہوا۔ اور پانی کا رنگ بو مزہ نہ بدلے تو کنواں پاک ہے۔
اہل حدیث ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء، صفحہ ۱۲

فتویٰ ۹
جھٹکا کیے ہوئے جانور کی کچی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔
اہل حدیث ۶ جنوری ۱۹۲۲ء

فتویٰ ۱۰
مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔
اہل حدیث ۸ ستمبر ۱۹۲۲ء

فتویٰ ۱۱
حیض و نفاس کے خون کے سوا باقی سب خون پاک ہیں۔
اہل حدیث ۴ ستمبر ۱۹۳۱ء، صفحہ ۴

۳: غیر مقلد کا مذہب ہے کہ مرد ایک وقت میں جتنی عورتوں سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔ اس کی حد نہیں کہ چار ہی ہو۔

(ظفر الارضی، ص ۱۴۱۔۱۴۲، نواب صاحب غیر مقلد کی وعرف الجادی، ص ۱۱۵)

فتویٰ ۱۲
مردہ جانور پاک ہے۔

اہل حدیث ۴ ستمبر ۱۹۳۱ء، صفحہ ۱۲۔۱۳

فتویٰ ۱۳
پانی کتنا ہی قلیل ہو نجاست پڑ جانے سے اگر رنگ بو مزہ نہ بدلے تو پاک ہے۔

اہل حدیث ۱۸ ستمبر ۱۹۳۱ء

فتویٰ ۱۴
ساہنا (کرلا) کی حرمت کی دلیل میرے علم میں نہیں

اہل حدیث ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۱۵
کچھوا، کوکرا، گھونگھا حلال ہیں۔

اہل حدیث ۲۲ نومبر ۱۹۱۸

فتویٰ ۱۶
مچھلی جو دریا تالاب میں خود بخود مری ہو حلال ہے۔

اہل حدیث ۶ ستمبر، ۱۹۱۸ء

فتویٰ ۱۷
طافی مچھلی کے سوا دریا کے سب جانور حلال ہیں۔

اہل حدیث ۴ ستمبر ۱۹۳۱ئ، ۱۱ دسمبر ۱۹۳۱ء

فتویٰ ۱۸
کافر کا ذبیحہ حلال ہے۔

اہلِ حدیث ۹ مئی ۱۹۱۹ئ، ۲۸ جولائی ۱۹۲۲ء

۴: غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں۔

(بدور الاہلہ، ص ۳۴۸، مؤلفہ نواب صاحب مذکور)

فتویٰ ۱۹
قرآنِ کریم کا پیٹھ پیچھے ہونا کوئی گناہ نہیں۔

اہلِ حدیث ۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۲۰
بھنگی چمار عیسائی وغیرہ غیر مسلموں کے گھر کا پکا ہوا کھانا جائز ہے۔

اہل حدیث ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء

فتویٰ ۲۱
ڈاک خانہ میں جو روپیہ بغرض حفاظت رکھا جاتا ہے، اس کے سود کا جواز بغیر تردید کے نقل کیا۔

اہل حدیث ۱۶ اگست ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۲۲
زمیندارہ بنک کے سود کا جواز

اہل حدیث ۲۸، دسمبر ۱۹۲۸ئ، ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۲۳
جنگی ضرورت کے لیے سینما دیکھنا جائز ہے۔

اہل حدیث ۸ مارچ ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۲۴
ہارمونیم گراموفون کا گانا، باجہ بجوانا، سننا، سنانا اگر مضمون بُرا ہے تو برا ہے مضمون اچھا ہے تو اچھا ہے۔

اہل حدیث ۸ مارچ ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۲۵
تھیٹر کا گانا سننا اگر گانا برا نہ ہو اور گانے والوں کی صورت زنانہ، نہ ہو تو جائز ہے۔

اہل حدیث ۸ مارچ ۱۹۲۹ء

۵: غیر مقلدین کے نزدیک جو جانور مر گیا اور میتہ ہے وہ ناپاک نہیں۔
(دلیل الطالب، ص ۲۲۴)

فتویٰ ۲۶
بیوہ عورتوں کو بال کٹوانے کا اختیار ہے۔

اہل حدیث ۱۰ مئی ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۲۷
ران واجب الستر نہیں، بے شک نماز میں کھلی رکھے۔

اہل حدیث ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۲۸
شادی میں گانا بجانا جائز۔ گانا خود رسول کریم ﷺ نے سکھایا۔ انگریزی باجہ کے سوال کے جواب میں لکھا۔ الفاظ حدیث سامنے ہیں اللہو اور عرس۔ یعنی شادی میں لہو ولعب جائز ہے۔ غیر شادی میں نہیں۔

اہل حدیث ۳۱ مئی ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۲۹
مردہ عورت یا چارپائے کا ساتھ قبل دُبر کے علاوہ کسی اور عضو میں ذکر داخل کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ فاسد نہ ہوگا مگر فعل مذکور گناہ ہے۔

اہلِ حدیث ۳۰ اگست ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۳۰
اگر خاوند عورت کو تنگ کرے اور نان نفقہ نہ دے تو عورت بذریعہ حاکم اپنا نکاح فسخ کرالے۔ اگر حاکم تک نہ جاسکے تو برادری کی پنچائیت میں نکاح فسخ کرالے اگر پنچ پس وپیش کریں تو خود فسخ کا اعلان کردے۔

اہل حدیث ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۳۱
نماز کی قضاء منصوص نہیں۔ کوئی روزوں پر قیاس کرتے تو اختیار ہے۔

اہل حدیث ۲۳ مارچ ۱۹۲۸ء

۶: نواب صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں کہ سؤر کے ناپاک ہونے پر آیت سے استدلال کرنا صحیح اور قابل اعتبار نہیں۔ اس کے پاک ہونے پر دال ہے۔
(بدور الاہلہ، ص ۱۵۔۱۶)

فتویٰ ۳۲
شراب وقمار وسود کا پیسہ بعد توبہ نزد بعض حلال ہو جاتا ہے۔ (اس کو تردید کے بغیر درج کیا بلکہ تائید میں آیت پیش کی)

اہل حدیث ۲۱ ستمبر ۱۹۲۸ء

فتویٰ ۳۳
عورت استرے سے ناپاکی کے بال صاف کر سکتی ہے۔

اہل حدیث ۲۰ جولائی ۱۹۲۸ء

فتویٰ ۳۴
کسی عورت کا خاوند بیس برس قید ہو گیا تو اس کی عورت بستی کے لوگوں کے سامنے اعلان کر دے کہ میں نکاح فسخ کرتی ہوں پھر ایک حیض مدت گزار کر نکاح ثانی کر سکتی ہے۔

اہل حدیث ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء

فتویٰ ۳۵
مال زکوٰۃ سے کسی غریب کو اخبار اہل حدیث کر دینا جائز ہے۔

اہل حدیث ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۳۶
زمین مرہونہ کا نفع بعض علماء کے نزدیک جائز ہے۔

اہلِ حدیث ۳ مئی ۱۹۲۹ء

فتویٰ ۳۷
ناٹک کا دیکھنا بطورِ عبرت جائز ہے۔

اہلِ حدیث ۱۶ اپریل ۱۹۲۸ء

فتویٰ ۳۸
روزہ کے افطار اور نماز قصر کی کوئی حد نہیں بعض محدثین ۳ میل بعض ۹ میل کے قائل ہیں۔

اہلِ حدیث ۹ مئی ۱۹۱۹ء

۷: غیر مقلدین کے نزدیک سوائے حیض ونفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون پاک ہے۔

(دلیل الطالب، ص ۲۳۰، وبدور الاھلہ، ص ۱۸، عرف الجادی، ص ۱۰)

فتویٰ ۳۹

حائضہ کو قرآن پڑھنے کی اجازت ہے۔

اہلِ حدیث ۱۳ جون ۱۹۱۹ء

فقہ وہابیہ کے چند مسائل

فقہاء کا امت پر احسان

حضرات فقہائے عظام نے دین میں جو کوشش فرمائی ہے اہلِ علم پر مخفی نہیں۔ ہماری آسانی کے لیے انہوں نے فقہ کی بنیاد ڈالی اور ہر باب کی جزئیات کے احکام کو۔ جن کو قرآن وحدیث سے تصریح نہ مل سکی۔ اچھی طرح چھان بین کر کے، مفصل لکھ دیا۔ انہوں نے مذاہب اربعہ کے مقلدین کے لیے فقہ کی ایسی کتابیں مدون فرمائیں جن میں ہر قسم کے ضروری مسائل جزئیات کی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے تاکہ ان میں ہر مسئلہ کو جواب مل سکے۔ فقہاء کا مقصد یہ تھا کہ مقلدین اپنے مذہب کے صحیح اور مفتی بہ مسئلہ پر عمل کر کے قرآن وحدیث پر صحیح طور پر عمل کر سکیں۔

فقہ وہابیہ

لیکن غیر مقلدین کے لیے فقہ کی کوئی ایسی کتاب نہ تھی جو کتب فقہ اہل سنت کی طرح مسائل میں فیصلہ کن ہو۔ صحیح بخاری بھی کتب فقہ کی طرح فیصلہ کن نہیں ہے بلکہ بعض مسائل میں تو صاف حکم ہی نہیں ملتا، بعض مسائل میں خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو تردد رہا اور بعض مسائل کو دوسرے محدثین نے تسلیم نہ کیا۔

پس اس کمی کو دور کرنے کے لیے غیر مقلدین کے پیشوا علامہ وحید الزمان نے اپنی جماعت کے لیے فقہ کی ایک مبسوط کتاب تیار کی جس کا نام

نزل الابرار من فقہ النبی المختار

رکھا یہ کتاب مولوی ابو القاسم بنارسی کے اہتمام سے مطبع سعید المطابع بنارس سے تین

۸: غیر مقلدین کے نزدیک مالِ تجارت میں زکوٰۃ نہیں۔
(بدور الاھلہ، ص ۱۰۲، دلیل الطالب و مسک الختام شرح بلوغ المرام و شرح رسالہ شوکانی)

جلدوں میں شائع کی گئی۔

مؤلف کا دیباچہ
مولوی وحید الزمان دیباچہ کتاب میں لکھتے ہیں:
"میں نے اس فقہ کی جو قرآن و حدیث سے مستنبط ہے، ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "ہدیۃ المہدی من فقہ محمدی رکھا ہے اس میں مسائل کے ساتھ دلائل بیان کیے ہیں۔ لیکن بعض اخوان کی درخواست پر میں نے اس کتاب "نزل الابرار میں صرف مسائل ہی ذکر کیے ہیں دلائل ذکر نہیں کیے تاکہ یہ کتاب فقہ کا متن بن جائے اور شافعیہ و حنفیہ کی فقہی کتابوں کی نظیر ہو اور قاصر النظر لوگ اس کتاب کو حفظ کر کے ماہرِ فقہ ہو جائیں۔"
مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ مؤلف نزل الابرار نے کتب فقہ کی نظیر بنانے کی کوشش کی۔ اسے یہ ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ اس کے اپنے گمان میں اہل سنت و جماعت کی فقہ قرآن و حدیث سے مستنبط نہ تھی اور اس لیے بھی کہ وہابیہ کے پاس فقہ کی کوئی ایسی کتاب نہ تھی جو قرآن و حدیث سے مستنبط ہو اور جس پر وہ بے کھٹکے عمل کر کے رسول کریم ﷺ کے متبع بن سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مؤلفِ نزل الابرار نے اپنی جماعت پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے لیے فقہ کی ایک کتاب تیار کر دی اور ہر باب میں جزئیاتِ غیر منصوصہ کے احکام بیان کر دیے۔

نزل الابرار کے چند مسائل
اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اس کتاب میں رسولِ کریم ﷺ کی فقہ بیان کی گئی ہے۔ ہم قارئین کو اس کتاب کے مضامین سے محروم نہیں رکھنا چاہتے بلکہ ہماری خواہش ہے کہ غیر مقلدین اپنی ہوائی فقہ کی سیر کریں۔ تاکہ وہ اہل سنت و جماعت کے ائمہ اربعہ پر تنقید کرنے سے پہلے اپنی فقہ پیش نظر رکھیں ملاحظہ فرمائیے۔

مسئلہ ۱: کتے کا بول اور گوہ پاک ہے۔
وکذا للہ فی بول الکلب وخرئہ والحق انہ لا دلیل فی النجاسۃ۔
(نزل الابرار ج ۱، ص ۵۰)

۹: غیر مقلدین کے نزدیک چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سود لینا جائز ہے۔
(دلیل الطالب، عرف الجادی، البنیان المرصوص، بدور الاہلہ وغیرہا)

مسئلہ ۲: کتے اور خنزیر کا لعاب اور ان کا جوٹھا پاک ہے۔
اختلفوا فی لعاب الکلب والخنزیر وسؤرھما والاظہر طہارتھا۔
(نزل الابرار ج ۱، ص ۴۹۰، ص ۳۱)

مسئلہ ۳: منی پاک ہے۔
والمنی طاہر سواء کان رطبا او یابسا مغلظا او غیر مغلظ۔
(نزل الابرار ج ۱، ص ۴۹۰)

مسئلہ ۴: فرج کی رطوبت، شراب اور حلال وحرام حیوانات کا بول پاک ہے۔
وکذا للظہر رطوبۃ الفرج وکذا للخمر وبول مایوکل لحمہ ومالا یوکل لحمہ من الحیوانات
(نزل الابرار ج ۱، ص ۴۹۰، ج ۳، ص ۸)

مسئلہ ۵: خمر کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں۔
لا دلیل علی نجاسۃ الخمر
(نزل الابرار ج ۱، ص ۳۰)

مسئلہ ۶: کتے کے بال پاک ہیں۔
ولا خلاف فی طہارۃ شعرہ
(نزل الابرار ج ۱، ص ۳۰۰)

مسئلہ ۷: کتا اٹھا کر نماز پڑھنا مفسدِ نماز نہیں۔
ولا تفسد صلوۃ حاملہ
(نزل الابرار ج ۱، ص ۳۰۰)

مسئلہ ۸: کتے کا لعاب سے کپڑا پلید نہیں ہوتا۔
وکذا الثوب لا یجنس باستقامنہ ولا بعضہ ولا لعضو ولو اصابہ مریقہ
(نزل الابرار ج ۱، ص ۳۰۰)

۱۰: غیر مقلدین کے نزدیک ناپاک آدمی کو گو غسل کیے قرآن شریف کو چھونا، اٹھانا، رکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے۔

(دلیل الطالب، ص ۲۵۲، عرف الجادی، البنیان المرصوص)

مسئلہ ۹: کتا پانی میں گر جائے تو پانی پلید نہیں ہوتا۔

لوسقط فی الماء ولم یتغیر لا یفسد الماء وان اصاب فمہ الماء

(نزل الابرار ج ۱، ص ۳۰۰)

مسئلہ ۱۰: کتے کے چمڑے کا جانماز اور بوکا بنا لینا درست ہے۔

ویتخذ جلدہ مصلی ودلوا

(نزل الابرار ج ۱، ص ۳۰۰)

مسئلہ ۱۱: کتا اور اس کا لعاب پاک ہے۔

دم السمک طاھر وکذا الکلب وریقہ عند المحققین من اصحابنا

(نزل الابرار ج ۱، ص ۳۰۰)

مسئلہ ۱۲: مردار اور خنزیر کے بال پاک ہیں۔

شعر المیتۃ والخنزیر طاھر

(نزل الابرار ج ۱، ص ۳۰۰)

مسئلہ ۱۳: جس روٹی کے خمیر میں شراب کی میل ڈالی جاتی ہے وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔ کیونکہ خمر کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں۔

وکذا الخبز الذی تلقی فی عجینہ وردی الخمر طاھر وحلال اکلہ اذ لا دلیل علی نجاسۃ الخمر

(نزل الابرار ج ۱، ص ۳۰۰)

مسئلہ ۱۴: خنزیر کا چمڑہ بھی دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔

ایما اھاب دبغ فقد طھر ومثلہ المثانہ والکرش واستثنی بعض اصحابنا جلد الخنزیر والصحیح عدم الاستثناء

(نزل الابرار ج ۱، ص ۲۹۰)

مسئلہ ۱۵: پانی میں نجاست پڑ جائے تو اگر پانی کا رنگ بو یا مزہ نہ بدلا ہو تو پانی

۱۱: غیر مقلدوں کے نزدیک چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔
(بدور الاہلہ، ص ۱۰۱)

پاک ہے۔خواہ پانی تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

وکذا اللہ بما لم یتغیر احدا اوصافہ بوقوع النجاسۃ فیہ وان کان قلیلا
(نزل الابرار ج ۱، ص ۲۹۰)

مسئلہ ۱۶: اپنی عورت سے مشت زنی کرانا جائز ہے۔

ولہ الاستمناء بیدہا لا الاستمناء بیدہ

(نزل الابرار ج ۲، ص ۲۶۰)

مسئلہ ۱۷: صحابہ میں فاسق بھی تھے۔

ومنہ یعلم ان من الصحابۃ من ھو فاسق کالولید و مثلہ یقال فی حق معاویۃ وعمرو مغیرہ وسمرہ۔

(نزل الابرار ج ۳، ص ۹۴۰)

مسئلہ ۱۸: اہل حدیث شیعہ ہیں۔

واھل الحدیث شیعۃ علی رضی اللہ عنہ

(نزل الابرار ج ۱، ص ۷۰)

مسئلہ ۱۹: عامی کے واسطے مجتہد یا مفتی کی تقلید ضروری ہے۔

وَلا بد للعامی من تقلید مجتھدا او مفتی

(نزل الابرار ج ۱، ص ۷۰)

مسئلہ ۲۰: معاویہ ؓ سے ایسی باتیں اور ایسے کام ہوئے جن سے ان کی عدالت میں خلل آ گیا۔

فاما معاویۃ فلیس قولہ وفعلہ بحجۃ حیث صدرت منہ اقوال و افعال تخلل بعدالتہ وعدالت عمرو بن العاص وزیرہ ومشیرہ

(ھدیۃ المھدی، ج ۵، ص ۲۷۰)

مسئلہ ۲۱: نکاح کا اعلان دفوف، مزامیر اور غناء سے مستحب ہے بلکہ واجب ہے۔

ندب اعلان النکاح ولو بضرب الدفون واستعمال المزامیر والتغنی-----

۱۲: غیر مقلدین کے نزدیک شراب ناپاک ونجس نہیں ہے نی پاک ہے۔
(بدور الاہلہ، ص ۱۵، دلیل الطالب، ۴۰۴، عرف الجادی، ۲۴۵)

۱۳: غیر مقلدین کے نزدیک سونے چاندی کے زیوروں میں سود نہیں ہوتا۔ جس طرح چاہے بیچے خریدے کمی زیادتی ہر طرح جائز ہے۔
(دلیل الطالب، ص ۵۷۵)

۱۴: غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے۔
(بدور الاہلہ، ص ۱۵، دیگر کتب ۱۷)

بل الظاہر یقتضی وجوب ضرب الدفوف اذا قدر علیہ
(ج ۲، ص ۳۰۰)

مسئلہ ۲۲: وطی فی الدبر کی حرمت ظنی ہے۔
بخلاف حرمۃ الاول فانہا طنیۃ لمکان الاختلاف فیہ
(ج ۲، ص ۶۷۰)

مسئلہ ۲۳: کافر کا ذبیحہ حلال ہے۔
وکذا اللہ ذبیحۃ الکافر ایضا حلال
(ج ۳، ص ۷۸۰)

مسئلہ ۲۴: گدھا یا خنزیر اگر کانِ نمک میں گر کر نمک ہو جائے تو پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔
فالملح الذی کان حمارا او خنزیرا الطاہر یحل اکلہ
(ج ۱، ص ۵۰۰)

مقام فکر

قارئین کرام! مقام غور ہے کہ دنیا میں جتنی چیزیں ناپاک ہیں تقریباً وہ سب غیر مقلدین کے یہاں پاک ہیں۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ فقہائے امت کا دامن چھوڑ کر یہ لوگ کیسے بھٹکے، تعجب تو یہ ہے کہ غیر مقلدین وحید الزمان کے غلط مسائل کو غلط تسلیم کرنے کی بجائے ان مسائل کو احناف کے سر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۵: غیر مقلدین کے نزدیک زوال ہونے سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے۔
(بدور الاھلہ، ص ۷۱)

۱۶: غیر مقلدین کے نزدیک جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا جائز ہے۔
(بدور الاھلہ، ص ۲۵۶، دلیل الطالب، ص ۴۳۴۔۴۳۵)

۱۷: غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی قصداً نماز چھوڑ دے اور پھر اس کی قضا کرے تو قضا سے کچھ فائدہ نہیں وہ نماز اس کی مقبول نہیں۔ اور نہ اس نماز کا قضا کرنا اس کے ذمہ واجب ہے وہ ہمیشہ گنہگار رہے گا۔
(دلیل الطالب، ص ۲۵۰)

۱۸: غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔
(بدور الاھلہ، ص ۲۵۴)

۱۹: غیر مقلدین کے نزدیک دریا کے تمام جانور زندہ ہوں یا مردہ سب حلال ہیں مگر طافی۔
(بدور الاھلہ، ص ۳۳۳، عرف الجادی)

۲۰: غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے برتن استعمال کرنا جائز ہے۔
(بدور الاھلہ، ص ۲۵۴)

۲۱: غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا وہ شخص اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے پیدا ہوئی ہو۔
(عرف الجادی، ص ۱۱۳)

۲۲: غیر مقدوں کے نزدیک مشت زنی کرنی یا اور کسی چیز سے منی خارج کرنا اس شخص کے لیے مباح ہے جس کی بیوی نہ ہو۔ اور اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو واجب و مستحب ہوتا ہے۔
(عرف الجادی، ص ۲۱۴)

۲۳: غیر مقلدین کے نزدیک ایک ہی بکری کی قربانی بہت سے گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے اگرچہ سو آدمی ہی ایک مکان میں کیوں نہ ہوں۔
(بدور الاھلہ، ص ۳۴۱)

۲۴: غیر مقلدین کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز نہیں۔

(عرف الجادی، ص ۲۵۷)

۲۵: غیر مقلدین کے نزدیک نجاست گرنے سے کوئی پانی ناپاک نہیں ہوتا پانی تھوڑا ہو یا بہت۔ نجاست پاخانہ و پیشاب ہو یا اور کوئی ہو۔ ہاں رنگ و بو مزہ ظاہر ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔

(عرف الجادی، ص ۹)

۲۶: غیر مقلدین کے نزدیک اگر نمازی ناپاک بدن سے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور وہ گنگار ہے۔

(بدور الاھلہ، ص ۳۸)

۲۷: غیر مقلدین کے نزدیک بدن سے کتنا ہی خون نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(دستور النقی)

۲۸: غیر مقدین کے نزدیک سر منڈانا خلاف سنت اور خارجیوں کی علامت ہے۔

(البنیان المرصوص، ص ۱۶۹)

۲۹: غیر مقلدین کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔

(البنیان المرصوص، ص ۱۷۳)

۳۰: غیر مقلدین کے نزدیک عورت کی نماز رتمام ستر کے چھپائے ہوئے صحیح ہے۔ تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ ہو۔ غرض ہر طرح صحیح ہے۔ زیادہ سے زیادہ سر کو چھپالے۔

(بدور الاھلہ، ص ۳۹)

۳۱: غیر مقلدوں کے نزدیک نمازی کے کپڑوں کے واسطے پاک ہونا شرط نہیں۔ اگر کسی نے ناپاک کپڑوں میں بغیر کسی عذر کے قصداً نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

(دلیل الطالب، ص ۲۶۴)

۳۲: غیر مقلدین کے نزدیک ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(دستور النقی، ص ۲۹)

۳۳: رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی نے قصداً کھا پی لیا تو غیر مقلدوں کے نزدیک اس کے ذمہ کفارہ نہیں۔

(دستور المتقی، ص ۱۰۳)

۳۴: غیر مقلدین کے نزدیک پردہ کی آیت خاص ازواجِ مطہرات کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ امت کی عورتوں کے واسطے نہیں ہے۔

(البنیان المرصوص، ص ۱۶۸)

۳۵: غیر مقلدین کے نزدیک سیاہی (خار پشت) کھانا جائز ہے۔ حرمت کی حدیث ثابت نہیں۔

(بدور الاھلہ، ص ۳۵۱، عرف الجادی، ص ۲۴۳)

۳۶: غیر مقلدین کے نزدیک جانور کے ذبح کے کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے۔ اس کا کھانا جائز ہے۔

(عرف الجادی، ص ۲۴۹)

۳۷: نابالغ لڑکا اگر بالغین کی امامت کرتے تو اس کی امامت صحیح ہے۔

(عرف الجادی، ص ۳۸)

۳۸: مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں جو شخص نکاح یا خوشی کی رسموں میں باجے بجوائے اس کو فاسق کہنا ظلم اور شرارت و تعصب ہے۔

(اسرار اللغۃ، پارہ ہشتم، ص ۶۱)

۳۹: غیر مقلدین کے نزدیک حالتِ حیض میں عورت پر طلاق نہیں پڑتی۔

(روضۂ ندیہ، ص ۲۱۱)

۴۰: شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے تین سو سے زیادہ مسئلوں میں غلطی کی ہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ، ص ۸۷)

۴۱: غیر مقلدین کے نزدیک فجر کی نماز کے واسطے علاوہ تکبیر کے دو اذان دینی چاہیے۔

(اسرار اللغت، پارہ دھم، ص ۱۱۹)

۴۲: غیر مقلد کا مذہب ہے کہ اگر رنڈی نے زنا سے مال کمایا اور اس کے بعد اس نے توبہ کرلی تو وہ مال اس کے اور تمام مسلمانوں کے لیے حلال اور پاک ہوجاتا ہے۔

(دیکھو فتویٰ مولوی عبداللہ غازی پوری مورخہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ)

۴۳: غیر مقلدین کے نزدیک خطبہ میں خلفاء کا ذکر کرنا بدعت ہے۔

(ھدیۃ المھدی، ص ۱۱۰)

۴۴: غیر مقلدین کے نزدیک متعہ جائز ہے۔

(ھدیۃ المھدی، صفحہ ۱۱۸)

۴۵: غیر مقلدین کے نزدیک جو شخص عورتوں اور لونڈیوں سے لواطت کرے یعنی پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرے اس کو منع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔

(ھدیۃ المھدی، ص ۱۸)

۴۶: غیر مقلدین کے نزدیک گانے اور مزامیر سے لوگوں کو منع نہیں کرنا چاہیے۔

(ھدیۃ المھدی، ص ۱۱۸)

۴۷: غیر مقلدین کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال حجت نہیں ہیں۔

(ھدیۃ المھدی، ص ۲۱۱)

غیر مقلدوں کے چالیس فریب

کتاب حقیقۃ الفقہ تصنیف غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری جو دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح اور اضافہ کے بعد ادارہ دعوت الاسلام مومن پورہ بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔ وہ حنفیوں کو ان کے مذہب سے نفرت دلانے اور انہیں غیر مقلد وہابی بنانے کے لیے شروع سے آخر تک پوری کتاب کے صرف چالیس فریب نقل کرتے ہیں۔

۱: حقیقۃ الفقہ صفحہ ۳۹ پر حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ ''ھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ۔ وہ بعض حنفی ہیں اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر۔ آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے۔ جیسے زمخشری صاحب کشاف وعبدالجبار ومطرزی صاحب مغرب وزاہدی صاحب قنیہ وحاوی ومجتبیٰ۔

پھر اس سے حنفیت وحنفیہ پر کیا الزام آیا؟ بعض شافعیہ زیدی رافضی ہیں۔ اس سے شافعیہ وشافعیت پر کیا الزام آیا۔ نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں پھر اس سے حنبلیہ و حنبلیت پر کیا الزام آیا؟ جانے دو رافضی، خارجی، معتزلی، وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا؟
(فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، ص ۲۸)

خلاصہ یہ کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے صرف بعض حنفیوں کو گمراہ فرمایا ہے جو فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے تھے اور غلط عقیدہ رکھتے تھے جیسے کہ آج کل دیوبندی اور مودودی وغیرہ فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم کی پیروی کرنے کے سبب حنفی کہلاتے ہیں اور غلط عقیدہ رکھنے کی وجہ سے گمراہ و بد مذہب ہیں۔

۲: اور صفحہ ۱۹۰ پر عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ:

"زندہ یا مردہ جانور یا کم عمر لڑکی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لیے کہ یہ مسئلہ فتاویٰ عالمگیری میں ہر گز نہیں ہے۔

۳: اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۳ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ:

"بغیر جماع کے منی فرج میں داخل ہوگئی اور عورت حاملہ ہوگئی تو اسی وقت غسل لازم ہوگا۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہر گز نہیں ہے۔ لہٰذا لعنۃ اللہ علی الکٰذبین پڑھیں۔

۴: اور صفحہ ۱۹۷ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ:

"پیشاب حلال جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری ہے اس لیے کہ درمختار میں یہ مسئلہ ہر گز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست ہے۔ دیکھیے جلد اول، ص ۱۴۰۔ اور جو

چیز نجاست ہے وہ نجاست ہر گز نہیں دور کر سکتی۔

۵: اور صفحہ ۱۹۸ پر فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ:

"پاخانہ یا لید لگ کر خشک ہو یہی تو رگڑنے سے پاک ہے۔"

عالمگیری میں یہ مسئلہ صرف چمڑہ کے موزہ کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ اس کی اصل عبارت یہ ہے:

الخف اذا اصابته النجاسة ان كانت متجسدة كالعذرة والروث والمنى يطهر بالحث اذا يبست۔ (جلد اول، ص ۴۱)

لہٰذا غیر مقلدوں کا اسے مطلق لکھنا کہ ہر چیز میں پاخانہ یا لید لگے تو یہی حکم ہے۔ یہ بھی ان کا فریب ہے۔

۶: اور صفحہ ۲۰۲ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ سؤر نجس العین نہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا افتراء و بہتان اور حنفی مذہب سے عوام کو بھڑکا کر غیر مقلد وہابی بنانے کے لیے کھلا ہوا فریب ہے۔ یہ مسئلہ درمختار میں ہر گز نہیں ہے بلکہ فقہ حنفی کی ہر کتاب میں یہ ہے کہ سؤر نجس العین ہے۔

فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْن

۷: اور صفحہ ۲۰۳ پر منیۃ المصلی کے حوالہ سے ہے کہ:

"سؤر کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے"

یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے اس لیے کہ منیۃ المصلی میں یہ مسئلہ ہر گز نہیں ہے بلکہ اس کے صفحہ ۶۶ پر یہ ہے کہ سؤر اور آدمی کے علاوہ ہر چیز کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ اصل عبارت یہ ہے:

كل اهاب دبغ فقد طهر جازت الصلاة معه الا جلد الخنزير والآدمي۔

۸: اور صفحہ ۲۵۰ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ:

"سور یا کتے کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمم جائز ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لیے کہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہر گز نہیں ہے۔ جھوٹوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لیے صاحب ہدایہ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔

۹: اور صفحہ ۲۴۷ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ عمامہ پر مسح جائز ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلم کھلا فریب ہے اس لیے کہ ہدایہ میں اس طرح مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس صفحہ ۴۴ پر یوں ہے۔

لا یجوز المسح علی العمامۃ،

یعنی عمامہ پر مسح جائز نہیں

۱۰: اور صفحہ ۲۰۵ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ:

"نماز جنازہ وعید کے واسطے تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس لیے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ پانی ہوتے ہوئے ہر صورت میں نماز جنازہ و عید کے لیے تیمم جائز ہے۔ حالانکہ پانی ہوتے ہوئے نماز جنازہ اور عید کے واسطے صرف اس صورت میں تیمم جائز ہے جب کہ وضو یا غسل کرنے میں ان کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ جلد اول صفحہ ۱۶۱ پر درمختار کی اصل عبارت یہ ہے۔

جاز لخوف فوت صلاۃ جنازۃ وفوت عید بفراغ امام او زوال شمس۔ تلخیصاً

۱۱: اور صفحہ ۲۰۵ پر درمختار، ہدایہ، قدوری اور منیۃ المصلی کے حوالے سے ہے کہ

"بجائے اللہ اکبر، اللہ اکبر یا اللہ الاکبار کہنا جائز ہے۔"

جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو اس لیے کہ مذکورہ چار کتابوں میں سے کسی میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ اور اللہ اکبار یا اللہ الاکبار کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے جب کہ اکبار کبر کی جمع ہے جس کا معنیٰ ڈھول۔ اور یہ یا تو حیض کا نام ہے یا شیطان کا۔ دیکھیے شامی جلد اول صفحہ ۳۰۴ اور منیۃ المصلی صفحہ ۱۱۲ میں ہے۔

ان قال اللہ اکبار لا یصیر شارعا وان قال فی خلال الصلاۃ تفسد صلاتہ لانہ اسم الشیطان۔

یعنی اگر ابتداء میں اللہ اکبار کہا تو نماز شروع نہ ہوگی اور اگر درمیان میں اس طرح کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیے کہ اکبار شیطان کا نام ہے۔

واضح ہو گیا کہ یہ بھی غیر مقلدوں کا اتہام والزام اور کھلا ہوا

فریب ہے۔

۱۲: اور صفحہ ۲۰۷ پر عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ اما قرأت شروع کرے تو مقتدی سبحانک اللھم پڑھ لے۔ فتاویٰ عالمگیری میں یوں ہے کہ جب امام آہستہ قرأت کرتا ہو تو مقتدی ثنا پڑھ لے اور جب وہ بلند آواز سے قرأت کرتے تو نہ پڑھے۔ (دیکھیے جلد اول صفحہ ۸۵)

لہٰذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے۔

۱۳: اور صفحہ ۲۱۱ پر درمختار اور ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ

"کسی بلی کو بلانے یا گدھے کو ہانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔"

حنفی عوام کو بہکانے کے لیے یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے اس لیے کہ مذکورہ دونوں کتابوں میں یہ مسئلہ ہر گز نہیں۔

فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْن

۱۴: اور صفحہ ۲۱۲ پر مالابدمنہ کے حوالے سے ہے کہ:

"لکھے ہوئے پر نظر کی اور اس کے معنیٰ دریافت کیے تو نماز فاسد نہ ہوئی۔"

فارسی زبان میں دریافت کا معنیٰ ہے سمجھنا مگر اردو میں اس کا معنیٰ ہے پوچھنا۔ تو مالابدمنہ جو فارسی میں ہے اس کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ لکھا ہوا دیکھا اور اس کا معنیٰ سمجھ گیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ خدائے تعالیٰ ایسے مکاروں کے فریب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

۱۵: اور صفحہ ۲۱۳ میں ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ

"نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ سے ثابت ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے اس لیے کہ یہ ہدایہ میں ہر گز نہیں ہے۔

۱۶: اور پھر صفحہ ۲۱۳ پر درمختار اور عالمگیری وغیرہ کے حوالے سے ہے کہ:

"جمعہ کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ شہر ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب ہے اس لیے کہ ہماری کتابوں میں ہر گز نہیں ہے کہ ایسا شہر ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں بلکہ یہ ہے کہ شہر میں ایسا حاکم ہو جو حدود شرعیہ قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ درمختار جلد اول ص ۵۳۶ میں ہے۔

المصر ھو کل موضع لہ امیر وقاض یقدر علی اقامۃ الحدو۔

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۱۳۵ میں ہے

معنی اقامۃ الحدود القدرۃ علیھا۔

۱۷: اور صفحہ ۲۱۴ میں شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"خطبہ ایک تسبیح (سبحان اللہ) کے برابر ہو"

یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لیے کہ ہماری کسی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ خطبہ ایک تسبیح کے برابر ہو۔ بلکہ یہ ہے کہ دو خطبے ہوں جن میں خدائے تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت ہو، حضور پر درود ہو، کم سے کم ان میں ایک آیت کی تلاوت ہو، پہلے خطبے میں وعظ و نصیحت ہو، دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دعا ہو اور خلفائے راشدین وغیرہ کا ذکر ہو۔ عنہم

البتہ شرح وقایہ میں یہ ہے کہ ایک تسبیح کی مقدار خطبہ شرط ہے۔ یعنی اگر کسی نے اتنا بھی خطبہ نہیں پڑھا تو جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔

۱۸: پھر صفحہ ۲۴۸ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"تیمم میں ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطریق کثیرہ ہیں اور صحیح ہیں۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا اتہام والزام اور واضح فریب ہے اس لیے کہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں یہ ہر گز نہیں ہے۔

۱۹: پھر اسی صفحہ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے ہے کہ:

"تیمم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف ہیں اور موقوف بھی۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لیے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں ہے۔

۲۰: پھر اسی صفحہ پر ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"امام ابوحنیفہ کی ایک مثل کی روایت لائق تصحیح ہے۔"

یہ غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

۲۱: پھر اسی صفحہ ۲۴۹ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ:

"صحیح حدیث سے اذان کے کلمے دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار ہیں۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لیے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

۲۲: پھر صفحہ ۵۰ میں منیۃ المصلی کے حوالہ سے ہے کہ:

"جب منہ کعبہ کی طرف ہے تو کعبے کی نیت کرنی جائز نہیں۔"

منیۃ المصلی میں یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے کہ امام ابو بکر محمد بن حامد نے فرمایا کہ جب منہ کعبہ شریف کی طرف ہو تو کعبہ کی نیت کرنا شرط نہیں۔ اور شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ شرط ہے۔ (دیکھیے منیۃ المصلی، ص۹۹) یعنی جائز نہ ہونا کسی کا قول نہیں ہے یہ بھی غیر مقلدوں کی کھلی ہوئی مکاری ہے۔

۲۳: پھر اسی صفحہ ۲۵۰ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ:

"ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین ضعیف ہے۔"

ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔ لہٰذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے۔

۲۴: اور پھر اسی ۲۵۰ میں شرح وقایہ کے حوالے ہے کہ:

"سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین صحیح ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور جھوٹ ہے لہٰذا

فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ پڑھیں

۲۵: اور صفحہ ۲۵۱ پر شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے اس لیے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

۲۶: پھر اسی صفحہ پر شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"حضرت علی کا قول بھی منع فاتحہ میں ضعیف ہے۔ باطل ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدین کی مکاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔

۲۷: اور صفحہ ۲۵۲ میں ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"رفع الیدین کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں۔"

یہ غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لیے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں۔

۲۸: پھر اسی ۲۵۲ پر شرح وقایہ کے حوالے سے ہے:

رفع الیدین نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ یہ شرح وقایہ میں ہرگز نہیں۔

۲۹: اور صفحہ ۲۵۵ پر شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"تین میل تک کی مسافت میں قصر جائز ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے اس لیے کہ یہ بھی شرح وقایہ میں نہیں ہے۔

۳۰: اور صفحہ ۲۵۷ پر ہدایہ، شرح وقایہ اور منیۃ المصلی کے حوالے سے ہے کہ:

"وتر ایک رکعت بھی ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ ان کتابوں میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں۔

۳۱: پھر اسی صفحہ پر ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"ایک وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لیے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

۳۲: پھر اسی صفحہ ۲۵۷ پر شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"تین وتر کی روایت ضعیف ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

۳۳: اور صفحہ ۲۵۸ پر شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"بعد رکوع کے دعائے قنوت پڑھنے کی روایت چاروں خلفاء سے ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس لیے کہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔

۳۴: پھر اسی صفحہ ۲۵۸ میں ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین وعمار بن یاسر وابی بن کعب وابوموسیٰ اشعری وابن عباس وابوہریرہ وبراء بن عازب وانس وسہل بن سعد و معاویہ وعائشہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور اسی طرف الکے صحابہ وتابعین گئے ہیں۔"

ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے غیر مقلدوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لیے جھوٹ اور فریب سے کام لیا ہے۔

فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْن

۳۵: اور صفحہ ۲۵۰ پر درمختار، ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے انہوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیا ہے۔

۳۶: پھر اسی صفحہ پر شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"تراویح آٹھ رکعات کی حدیث صحیح ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لیے کہ شرح وقایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

۳۷: اور صفحہ ۲۶۰ پر ہدایہ وشرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"تراویح آٹھ رکعات سنت ہیں اور بیس مستحب ہیں۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔

۳۸: اور صفحہ ۲۶۲ پر ہدایہ وشرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

"نماز عیدین میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لیے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہر گز نہیں ہے۔

۳۹: پھر اسی صفحہ پر قدوری کے حوالے سے ہے کہ:

دونوں رکعتوں میں قبل قرأت تکبیرات کہے۔"

یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے کیونکہ قدوری میں یہ مسئلہ ہر گز نہیں ہے۔

۴۰: اور اسی کتاب حقیقۃ الفقہ کے صفحہ ۲۷۲ پر شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ:

مولوی اسماعیل دہلوی نے ایسے زمانہ میں جب کہ جہالت عالمگیر ہو رہی تھی رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کیا اور احیائے سنت میں لومۃ لائم کا بالکل خیال نہ کیا۔ آپ کا زہد مشہور ہے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے ایک کامل ماہر تھے۔"

حنفی سنیوں کو غیر مقلد وہابی بنانے کے لیے غیر مقلدوں کا یہ انتہائی خطرناک فریب ہے کہ شرح وقایہ جیسی معتمد کتاب کے حوالے مولوی اسماعیل دہلوی جیسے گمراہ و گمراہ گر کی تعریف لکھ دی اور یہ بھی نہ سوچا کہ جب شرح وقایہ مولوی اسماعیل کی پیدائش سے تقریباً پانچ سو برس پہلے لکھی گئی تو اس میں ان کا ذکر کیسے آسکتا ہے اور دنیا اتنے بڑے جھوٹ پر ہم کو کتنی لعنت ملامت کرے گی۔ دعا ہے کہ خدائے عَزَّوَجَلَّ انہیں سچائی نصیب فرمائے اور مذہب حق اہلسنت وجماعت قبول کرنے کی انہیں توفیق رفیق بخشے۔ آمین۔

مختصر سوانح [۳۹۲]

حضور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ ﷺ متوفیٰ ۱۵۰ھ

آپ کا نام نعمان، کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم و امام المسلمین ہے۔ آپ فارس کے بادشاہ نوشیرواں کی اولاد سے ہیں۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیروان۔

آپ کے دادا مشرف بااسلام ہو کر کوفہ شہر میں سکونت پذیر ہوئے۔ وہیں آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے باپ ثابت اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت علی ﷺ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ نے ان کے لیے اور ان کی اولاد میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

آپ کے زمانۂ مبارکہ میں تقریباً بائیس صحابہ زندہ تھے جن میں سے سات صحابۂ کرام ﷺ سے آپ کی ملاقات ثابت ہے خصوصاً حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن اوفی، حضرت معقل بن یسار اور حضرت واثلہ بن الاسقع سے ﷺ اور حضرت انس و حضرت جابر و حضرت واثلہ وغیرہ ﷺ سے آپ نے حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔

---

[۳۹۲] امام اعظم ابوحنیفہ ﷺ کی مبارک زندگی کے احوال جاننے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

۱: مقدمہ نزہۃ القاری

۲: الخیرات الحسان

۳: جاء الحق وغیرہ

حدیث شریف میں آپ کے متعلق بشارت بھی دی گئی ہے جیسا کہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"میں کہتا ہوں کہ حضور سید عالم ﷺ نے سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس حدیث شریف میں بشارت دی ہے جسے ابو نعیم نے حلیہ میں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَوْكَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ

یعنی اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تو فارس کے جواں مردوں میں سے ایک جواں مرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا۔

(تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ اردو ص ۶)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری اور مسلم میں یہ ہیں۔

لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ

یعنی اگر ایمان ثریا کے نزدیک پہنچ جائے تو مردان فارس اس تک ضرور پہنچ جائیں گے۔

(تبیض الصحیفہ اردو ص ۶)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ معجم طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْكَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ نَاسٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ

یعنی اگر دین ثریا میں معلق ہو جائے تو یقیناً مردان فارس کے لوگ اسے حاصل کر لیں گے۔

(تبیض الصحیفہ اردو ص ۷)

ان احادیث کریمہ میں ابنائے فارس، اور "رجال فارس" سے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب مراد ہیں۔

آپ نے چار ہزار مشائخ تابعین و تبع تابعین سے حدیث و فقہ حاصل کیا جن میں سے بعض حضرات کے نام یہ

ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق، نافع مولیٰ ابن عمر، موسیٰ بن ابی عائشہ، سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب، سعید بن مسروق، سلمہ بن کہیل، سلیمان بن مہران اعمش، طاؤس بن کیسان، عبداللہ بن دینار، عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج، عطاء بن ابی رباح، عطاء بن یسار، محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضیٰ، محمد بن عمرو بن الحسن بن علی المرتضیٰ ولید بن سریح مولیٰ عمر بن الخطاب اور ہشام بن عروہ بن الزبیر ﷺ

آپ نے تمام علوم میں کامل ہونے کے بعد گوشہ نشینی کا ارادہ فرمایا تو ایک رات آپ سرکارِ اقدس ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوحنیفہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے میری سنت زندہ کرنے کے لیے پیدا فرمایا ہے تو آپ گوشہ نشینی کا ارادہ ہرگز نہ کریں۔ اس بشارت کے بعد آپ درس و تدریس اور مسائل شرعیہ کے اجتہاد و استنباط میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ آپ کا مذہب ساری دنیا میں پھیل گیا۔

آپ کے شاگرد بے شمار ہوئے جن میں سے ساٹھ شاگردوں کا ذکر بعض محدثین نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ ان میں سے چند بزرگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، حسن بن زیاد لوکوی، ابو مطیع بلخی، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، زکریا بن ابی زائدہ، حفص بن عیاث نخعی، رئیس الصوفیہ داؤد طائی، یوسف بن خالد، اسد بن عمرو اور نوح بن مریم وغیرہم۔ عنہم

حضرت امام اعظم ﷺ کو مسائل کے اجتہاد اور احکام کے استنباط کی مشغولیت کے سبب روایت حدیث کا بہت کم موقع

ملا جیسے حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم ﷺ کو امورِ خلافت کی مشغولیت کے سبب حدیث کی روایت کا اتفاق کم ہوا۔ مگر اس کے باوجود حضرت امام اعظم کی روایت کردہ حدیثوں کی پندرہ مسندیں جمع کی گئی ہیں اور آپ کے شاگرد اکابر محدثین کے شیوخ میں شمار کیے گئے ہیں۔ جیسے یحییٰ بن معین، وکیع بن جراح، مسعر بن کدام، عبداللہ بن مبارک، امام ابو یوسف، احمد بن حنبل اور بالواسطہ اصحاب صحاب ستہ یعنی حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم وغیرہ بھی حضرت امام اعظم کی شاگردی سے باہر نہیں ہو سکتے۔

زرقانی شارح مؤطا نے حضرت امام اعظم ﷺ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد میں کئی قول نقل کیے ہیں۔ اول یہ کہ آپ کی مرویات پانچ سو ہیں دوسرے یہ کہ سات سو ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ چوتھے یہ کہ ایک ہزار سات سو ہیں۔ پانچویں یہ کہ چھ سو ستر ہیں۔

اور غیر مقلدین جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ﷺ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں اور ثبوت میں ابن خلدون کا حوالہ پیش کرتے ہیں تو وہ سراسر غلط ہے۔ اس لیے کہ یہ ابن خلدون کا عقیدہ نہیں اور نہ اس کا قول ہے بلکہ اس نے دوسرے کا قول حکایتاً نقل کیا ہے۔ اور اغلب یہ ہے کہ اس نے سبع مائۃ لکھا تھا اور کاتب کی غلطی سے سبعۃ عشر ہوگیا۔ یا ازراہِ حسد قصداً ایسا کیا گیا۔ اس لیے کہ بقول حضرت ملا علی قاری حضرت امام اعظم ﷺ تراسی ہزار مسائل حل فرمائے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار مسائل عبادات سے متعلق ہیں اور باقی مسائل معاملات کے بارے

میں ہیں۔

تو اگر آپ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہوتیں تو اتنے زیادہ مسائل آپ ہرگز نہیں حل نہیں کر سکتے تھے، نہ علامہ ذہبی شافعی تذکرۃ الحفاظ میں آپ کا ذکر حفاظ حدیث میں کرتے، نہ اکابر علمائے حدیث آپ کو اپنا شیخ بناتے، نہ آپ کے لیے امام کا لقب تسلیم کرتے، نہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اور دیگر علمائے سلف آپ کے فضائل و مناقب میں بڑی بڑی کتابیں لکھتے ہیں۔

غرضیکہ غیر مقلدوں کا یہ پروپیگنڈہ کہ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں بالکل جھوٹ ہے۔ اسے وہی شخص صحیح مان سکتا ہے جسے آپ کے علم سے حد ہو گا اور یا تو وہ آپ کے سے جاہل ہو گا۔ جو آپ کی مرویات کو دیکھنا چاہے وہ مؤطا امام محمد، کتاب الآثار، کتاب الحج، سیر کبیر اور حضرت امام ابو یوسف کی کتاب الخراج، کتاب الامالی مجرد بن زیاد وغیرہ کا مطالعہ کرے۔ ان میں امام اعظم کی روایت کردہ کئی سو حدیثیں صحیح اور حسن ملیں گی۔

آپ کی تصنیفات فقہ اکبر کتاب الوصیۃ، کتاب العالم والمتعلم اور کتاب المفقود وغیرہ ہیں۔ آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ مزار اقدس بغداد شریف کے خیزراں قبرستان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے جس پر سب سے پہلے سلطان ملک شاہ سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں شاندار گنبد بنوایا اور آپ کے آستانہ عالیہ پر حنفیوں کے لیے مدرسہ حنفیہ قائم کیا۔

(ماخوذ از تبییض الصحیفہ، خیرات الحسان، حدائق الحنفیہ، مفید المفتی، سوانح امام اعظم)

محترم قارئین!

غیر مقلدین تقلید ائمہ شرک کہتے ہیں جس مسلمان کو تقلید کرتے دیکھیں اس کو شرک ٹھہراتے ہیں امت مسلمہ کے تقریباً تمام مسلمہ عقائد اور اعمال کا انکار کرتے ہیں بلکہ ان عقائد و اعمال کو شرک و بدعت قرار دے کر مسلمان نوں کی ایک بڑی اکثریت کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں جب کہ یہ عقائد واعمال قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں اور صحابہ کرام محدثین مفسرین اور علمائے دین کی اکثریت اس پر متفق ہیں۔

قرآن و سنت جہاں انبیاء، صدیقین، صلحاء، شہداء، جیسے نیک لوگوں کی پارسائی کا حال بتاتی ہے۔ وہیں شیطان، نمرود، فرعون، ابو جہل اور ابولہب جیسے خبیث لوگوں کی مکروہ شکل بھی دکھاتی ہے۔

جہاں غیر مقلدین کا تذکرہ کیا جائے وہاں اگر ان کے امام کا ذکر نہ کیا جائے تو غیر مقلدین کی اصلیت سامنے نہیں آتی۔ اکثر لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ ہند کے مقلدین اور غیر مقلدین کے درمیان رفع یدین (ہاتھوں کو نماز میں بار بار اٹھانے اور نہ اٹھانے) کا جھگڑا ہے نماز تو کسی بھی طرح ہو جائے گی خوامخواہ مولوی آپس میں الجھتے ہیں تو ایسا سمجھنا غلط ہے۔ اختلافات کی اصل کچھ اور ہے۔

اختلافات کی اصل جاننے کے لیے اعلیٰ حضرت کے دو رسائل

۱: الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیہ

۲: دامان باغ سبحن السبوح

پڑھیے اور جانے کے اختلافات کی اصل کیا ہے۔

الکوکبۃ الشہابیہ: یہ غیر مقلدین وہابی حضرات کے امام اسماعیل دہلوی کی جہالت اور گمراہی کی طرف توجہ دلانے والا رسالہ ہے جس کو پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ غیر مقلدوں کے امام کا جب یہ حال ہے کہ وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے تو ان کی عوام کا کیا حال ہوگا۔ غیر مقلدین کے امام اسماعیل دہلوی کا حال پڑھیے اور اس کی بدبختی کم علمی ملاحظہ فرمائی۔

داھانِ باغ سبحن السبوح: اس رسالے میں اس بات کا بیان ہے کہ کذب باری تعالیٰ محال ہے اور اللہ تعالیٰ کو محال پر قادر ماننا اس کو عیب لگانا ہے بلکہ اس کی الوہیت کا انکار ہے۔

اعلیٰ حضرت کا اس موضوع پر ایک رسالہ سبحن السبوح عن کذب مقبوح بھی موجود ہے جس میں تفصیل کے ساتھ بدمذہبوں وہابیوں دیوبندیوں کے امام اسماعیل دہلوی کے اس گندے عقیدے کا رد کیا گیا ہے کہ (معاذاللہ) اللہ ﷻ جھوٹ بول سکتا ہے اس رسالے کو پیش کرنے کا مقصد یہی ہے کہ جو بھی یہ رسالہ پڑھے گا اگر اسکے دل میں ذرہ برابر بھی اللہ ﷻ کی محبت ہوگی تو وہ ایسے گندے عقیدے رکھنے والوں سے دور رہے گا۔ اور اگر کوئی یہ پڑھ پر بھی راہ پر نہ آئے تو یہی کہا جائے گا کہ پڑھنے والا اللہ ﷻ سے زیادہ اپنے امام سے محبت رکھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں سچوں کی محبت عطا فرمائے۔ سچوں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں جھوٹ بولنے والے لوگوں اور ان کے جھوٹے خداؤں سے بچائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادم علمائے اہل سنت

ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی

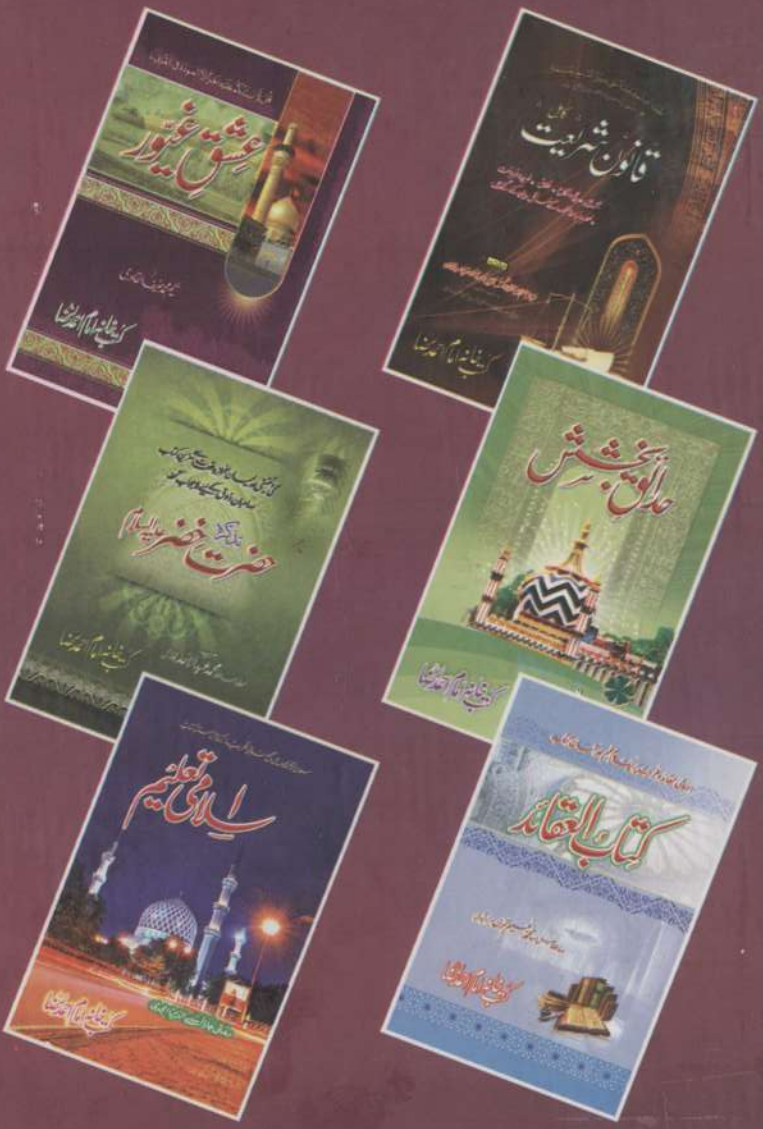

کتب خانہ امام احمد رضا

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0313-8222336